

الْقَفْصُ أَمْرُ الْعَالَمِينَ، وَالنَّجْوَى لَوْ هُوَ

علم صرف علوم کی ماں ہے، اور نحو باپ!

# کئی صنف

شرح

## تجکج

از

فخر المحدثین حضرت علامہ فخر الدین احمد رضا اُردا آبادی قدس سرہ  
\* شیخ الحدیث صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند \*

ترتیب و تکمیل

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب النور مظلہ

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

منشور

مکتبہ حبیب از دیوبند ضلع سہارن پور (یو پی)

طرا

# گنجینہ برصرف

شرح

پنج گنج

از

فخر المحدثین حضرت علامہ فخر الدین احمد صاحب مراد آبادی قدس سرہ  
شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ترتیب و تکمیل

از

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری  
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

سول ایجنٹ

مکتبہ وحید یہ دیوبند ضلع سہارن پور، یوپی

# تفصیلات

نام کتاب :	گنجینہ صرف شرح پنج گنج
مصنف :	حضرت فخر المحدثین علامہ سید فخر الدین احمد صاحب مراد آبادی قدس سرہ شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند
ترتیب و تکمیل :	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری استاذ دارالعلوم دیوبند
صفحات :	۲۵۶
تاریخ اشاعت :	شعبان ۱۴۱۸ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۹ء
ناشر :	مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارنپور۔ یوپی
کمپیوٹر کتابت :	نواز پبلی کیشنز دیوبند
طباعت :	کلاسیکل پرنٹنگ پریس چاوڑی بازار دہلی ع۔۶
بائڈنگ :	ربانی انٹر پرائزز، لال کنواں، کٹرہ شیخ چاند، دہلی ع۔۶

سول ایجنٹ

مکتبہ وحیدیہ دیوبند ضلع سہارنپور۔ یوپی

# مختصر فہرست مضامین

● باب اول:	● باب سوم:
افعال و اسماء کی گردانوں	اسموں کی پہچان میں
۱۲۶	۱۲۶
کے جاری ہونے کے مواقع میں ...	● فصل اول: اسم کے اوزان کی پہچان میں
۱۲۶	۱۲۶
● فصل اول: فعل ماضی کے بیان میں ...	● فصل دوم: اسم کی قسموں کے بیان میں
۱۳۴	۱۳۴
● فصل دوم: فعل مضارع کے بیان میں ...	● فصل سوم: جمع کے بیان میں
۱۵۳	۱۵۳
● فصل سوم فعل امر اور فعل نہی کے بیان میں ...	● فصل چہارم: تصغیر کے بیان میں
۱۷۶	۱۷۶
● فصل چہارم: اسم فاعل اور	● فصل پنجم: نسبت کے بیان میں
۱۸۵	۱۸۵
اسم مفعول کے بیان میں ...	● باب چہارم:
● فصل پنجم: خاصیات ابواب	حروف کی پہچان میں
۱۹۲	۱۹۲
کے بیان میں ...	● فصل اول: حروف کی تعداد میں
۱۹۲	۱۹۲
● نوٹ: باب اول اور اس کی پانچوں	● فصل دوم: مخارج کے بیان میں
۱۹۸	۱۹۸
فصلیں پنج گنج میں نہیں لکھی گئیں	● فصل سوم: صفات کے بیان میں
۲۰	۲۰۵
● باب دوم:	● فصل چہارم: اجناس حروف کے بیان میں
اسماء و افعال کی انواع	● فصل پنجم: حروف معنوی کے بیان میں
۲۱	۲۱۵
اور ان کی گردانوں کے بیان میں	● باب پنجم:
● فصل اول: اسماء و افعال کی	تصریف کے معنی میں
۲۱	۲۲۱
انواع کی تعداد میں	● فصل اول: زیادت کے بیان میں
۲۱	۲۲۱
● فصل دوم: مہموز کے بیان میں	● فصل دوم: حذف کے بیان میں
۲۹	۲۲۶
● فصل سوم: معتل کے بیان میں	● فصل سوم: ابدال کے بیان میں
۳۲	۲۳۴
● فصل چہارم: مضاعف کے بیان میں	● فصل چہارم: قلب کے بیان میں
۷۶	۲۴۰
● فصل پنجم: خاصیات ابواب کے بیان میں	● فصل پنجم: نقل کے بیان میں
۹۲	۲۴۱



# مفصل فہرست مضامین

۱۳	● پیش لفظ	۲۷	● فاکلمہ کی جگہ الف نہیں آسکتا
۱۷	● کتاب کا آغاز	۲۷	● اجوف کی تعریف مع امثلہ
	● علم صرف کی تعریف، موضوع اور غایت	۲۷	● ناقص کی تعریف مع امثلہ
۱۹	● پنچ گنج کی وجہ تسمیہ		● عین اور لام کی جگہ بھی اصل میں
۲۰	● باب اول اور اس کی پانچوں فصلیں	۲۷	● کہیں الف نہیں ہوتا
	● پنچ گنج میں نہیں لکھی گئیں	۲۸	● لفیف مفروق کی تعریف مع امثلہ
۲۰	● باب دوم: اسماء و افعال کی انواع	۲۸	● لفیف مقرون کی تعریف مع امثلہ
	● اور ان کی گردانوں کے بیان میں	۲۸	● فاو عین کی جگہ حرف علت کم پایا جاتا ہے
۲۱	● فصل اول: اسماء و افعال کی انواع کی تعداد میں	۲۸	● معتل سہ حرفی نادر ہے
	● افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ کی تعریف	۲۹	● مضاعف اور اس کی قسمیں
۲۱	● صفت واقعی کا مطلب (حاشیہ)	۲۹	● فصل دوم مہموز کے بیان میں
	● صرفیوں کی غرض افعال و اسماء		● مہموز اور صحیح کی گردانیں تقریباً
۲۲	● کے تصرفات سے ہے	۲۹	● یکساں ہوتی ہیں
	● صحیح کی تعریف		● مہموز اور صحیح کی گردانوں میں فرق
۲۳	● حروف صحیح اور حروف زوائد کی میزان	۲۹	● دو اصولوں سے برآمد ہوتا ہے
	● فعل خماسی نہیں ہوتا	۳۰	● راس اور بونس کا قاعدہ
۲۳	● مہموز اور اس کی تینوں قسموں کی تعریف مع امثلہ		● دو فتحوں سے الف، دو کسروں سے یا
	● معتل کی تعریف اور وجہ تسمیہ	۳۰	● اور دو ضمّوں سے واو بنتا ہے
۲۴	● حروف علت اور ان کی وجہ تسمیہ	۳۱	● اَمِنْ اور اَوْمِنْ کا قاعدہ
	● مثال (معتل فا) کی تعریف مع امثلہ	۳۲	● قَدْ فَلَح کا قاعدہ
۲۵	● حروف علت اور ان کی وجہ تسمیہ		● فصل سوم معتل کے بیان میں
۲۶	● حروف علت کی ثقالت اور اس کی تخفیف کے تین طریقے	۳۲	● حروف علت کی ثقالت اور اس کی
۲۷	● مثال (معتل فا) کی تعریف مع امثلہ	۳۳	● تخفیف کے تین طریقے

- خفت و ثقات کے اعتبار سے ۴۶
- قُلْنَ اور اس کے اخوات کی تعلیل ۴۶
- قِيلَ کی تعلیل ۴۷
- حروف علت کے مراتب ۳۴
- الف اور ہمزہ میں فرق ۳۴
- مثال اور صحیح کی گردانیں یکساں ہوتی ہیں مگر چند جگہ ۳۵
- کسرہ قوی حرکت ہے ۴۷
- کمزور حرف قوی حرکت کو ۳۵
- برداشت نہیں کر سکتا ۴۷
- مثال کی وجہ تسمیہ ۳۵
- یقول اور یقال کی تعلیل ۴۸
- مثال اور صحیح کا پہلا اختلافی مقام ۳۶
- اجوف میں نقل حرکت کے بعد لام ۳۸
- مصدر سے واو گرنے کا بیان ۳۸
- کلمہ ساکن ہو تو عین کلمہ گر جاتا ہے ۴۹
- کوفیوں کے نزدیک فعل ماضی ہے ۳۹
- اور مصدر فرع ۳۹
- لم یقل ، لم یبع ، قلن اور ۳۹
- بھریوں کے نزدیک مصدر ماضی ہے ۳۹
- قائل وغیرہ کی تعلیل ۵۰
- مقول کی تعلیل ۵۱
- اور فعل فرع ۳۹
- انخس کے نزدیک مقول میں عین ۳۹
- اعلال مصدر کا اصول ۳۹
- کلمہ والا واو محذوف ہے ۳۹
- اصل اور فرع میں توافق نفس اعلال ۳۹
- اور خلیل اور سیبویہ کے نزدیک ۳۹
- اسم مفعول کا واو ۴۰
- میں ضروری ہے نوعیت میں ضروری نہیں ۴۰
- مثال اور صحیح کا دوسرا اختلافی مقام ۴۱
- مثال اور صحیح کا تیسرا اختلافی مقام ۴۱
- مثال اور صحیح کا چوتھا اختلافی مقام ۴۱
- معتل عین (اجوف) کا بیان ۴۲
- اجوف کی تمام گردانوں میں تعلیل ۴۲
- بکثرت ہوتی ہے ۴۲
- اجوف واوی از باب نصر ۴۲
- باب نصر سے اجوف صرف واوی آتا ہے ۵۲
- باب ضرب سے اجوف صرف یائی آتا ہے ۵۲
- باب سمح سے واوی اور یائی دونوں آتے ہیں ۵۲
- باب کرم سے بھی دونوں آتے ہیں ۵۲
- مگر یائی شاذ ہے ۵۲
- اجوف یائی از باب ضرب ۵۲
- باہری عیوب کیلئے باب افعلاک ۴۴
- یباع ، یباع ، بائع اور مبیع ۴۴
- کی تعلیلات ۴۵
- واو، یا، تھک، مائل مفتوح، کب الف ہو جلتے ہیں ۴۴
- ظاہری عیوب کیلئے باب افعلاک ۴۴
- اور افعیلاک مخصوص ہیں اور ۴۴
- یہ دونوں باب اعلال سے محفوظ ہیں ۴۵

- اجوف واوی از باب جمع ۵۵
- کمزور حرف کا مطلب ۵۶
- مضموم العین ماضی میں، جمع ۵۶
- مؤنث غائب سے آخر تک عین ۵۶
- کلمہ کا ضمہ علامت باب کے طور ۵۶
- پر لازم ہے (کَوْفُنْ) ۵۷
- مکسور العین میں فاکلمہ کا کسرہ ۵۷
- ضروری ہے (خِيفُنْ) ۵۷
- مفتوح العین میں فاکلمہ کا فتح ۵۷
- کیوں تجویز نہیں ہوا؟ ۵۷
- ماضی مفتوح العین اگر واوی ہو تو ۵۷
- فاکلمہ مضموم ہوگا (قُلْنِ) ۵۷
- ماضی مفتوح العین اگر یائی ہو تو ۵۷
- فاکلمہ مکسور ہوگا (بِغْنِ) ۵۷
- اجوف کے معنی اور وجہ تسمیہ ۵۸
- منشعب مزید فیہ کو کہتے ہیں ۵۸
- ابواب منشعب کی تعلیلات ۵۸
- إغاثۃ اور استعانة کی اصل کیا ہے؟ ۵۹
- ناقص واوی از باب نصر ۶۰
- دَعَا وغیرہ کی تعلیل کیوں بیان نہیں کی؟ ۶۱
- دُعَى کی تعلیل ۶۱
- دُعُوا، يَدْعُو، يَدْعُون، تَدْعِين ۶۱
- اور يَدْعَى کی تعلیلات ۶۲
- أَعْلَيْتُ اور اسْتَعْلَيْتُ کا قاعدہ ۶۲
- لم يَدْعُ اور إِخْشَ وغیرہ ۶۲
- کی تعلیلات ۶۳
- حرف علت آخر کلمہ میں ساکن ہو تو ۵۵
- حالت جزم وہ وقف میں گر جاتا ہے ۶۳
- حالت جزم کا تعلق دخول جواز م سے ۶۳
- ہے، اور وقف کا امر حاضر معروف سے ۶۳
- جوازم کی وجہ سے حرف علت ۶۳
- کیوں ساقط ہوتا ہے؟ ۶۴
- امر کے آخر سے حرف علت ۶۴
- کیوں ساقط ہوتا ہے؟ ۶۵
- دَاعٍ، قَاضٍ، مُعَلٍّ اور مُسْتَعْلٍ ۶۵
- کی تعلیلات ۶۶
- ناقص یائی از باب ضرب ۶۷
- ناقص کی گردانوں میں اجوف ہی ۶۷
- کے قواعد جاری ہو گئے ۶۷
- مَرَمِي کی تعلیل اور اس کا قاعدہ ۶۸
- تَسْمِيَةِ کی تعلیل ۷۱
- ایک جنس کے دو حرف جمع ہوں ۷۲
- تو تخفیف کی جاتی ہے ۷۲
- تخفیف کے تین طریقے: ۷۲
- ادغام، حذف اور ابدال ۷۲
- تَلَقُّو کی تعلیل ۷۲
- لفیف مفروق کی تعلیل ۷۲
- لفیف مقرون کی تعلیل ۷۳
- ایک کلمہ میں دو مرتبہ اعلال کب ۷۳
- جائز ہے؟ ۷۴
- توالی اعلالین کے امتناع کی ۷۴
- تین شرطیں ۷۴

- رضی اور سیرانی کی رائے ۷۵
- توالی اعلیٰین سے بنائے کلمہ ۷۵
- کے مختل ہونے کی تفصیل ۷۵
- فصل چہارم مضاعف کی ۷۵
- گردانوں کے بیان میں ۷۶
- تعلیل مضاعف کے قوانین ۷۶
- ذب کی تعلیل اور اس کا قاعدہ ۷۷
- اشتراک وصفی بھی تقارب ۷۷
- فی المخرج کے حکم میں ہے ۷۸
- حرکت لازم و عارض ۷۸
- کونسا التباس مانع ادغام ہے؟ ۷۸
- الحاق کی تعریف ۷۸
- متقاربین میں ادغام کی کیا صورت ۷۸
- ہوتی ہے؟ ۷۸
- متجانسین یا متقاربین فا اور عین کلمہ ۷۹
- کی جگہ ہوں تو ادغام نہ ہوگا ۷۹
- یذب کی تعلیل ۸۰
- لم یذب کی تعلیل اور اس کو ۸۰
- پڑھنے کی چار صورتیں ۸۲
- باب تفعیل اور تفعّل میں ادغام ۸۲
- کیوں نہیں ہوتا؟ ۸۲
- بحث تعلیلات کا تتمہ ۸۳
- خود ع کا قاعدہ ۸۴
- محاریب کا قاعدہ ۸۴
- کرائم کا قاعدہ ۸۴
- حرف مدو لین کی تعریف ۸۵
- أوائل اور خیایر کا قاعدہ ۸۶
- وجوہ کا قاعدہ ۸۷
- أواعد کا قاعدہ ۸۸
- حیاض، ریاض کا قاعدہ ۹۰
- ذلی، حقی کا قاعدہ ۹۰
- معتل اور مضاعف کے چند کلمات ۹۱
- اصل پر چھوڑ دئے گئے ہیں ۹۱
- فصل پنجم خاصیات ابواب کے بیان میں ۹۲
- خاصہ اور خاصیات کے معنی ۹۲
- نصر، ضرب اور سمع کثیر الخواص ہیں ۹۳
- فتح میں عین یا لام کلمہ کی جگہ ۹۳
- حرف حلقی ہوتا ہے ۹۳
- کرم سے عموماً خلقی اور طبعی ۹۳
- اوصاف آتے ہیں ۹۴
- خلقی اور طبعی اوصاف کا مطلب ۹۴
- باب کرم ہمیشہ لازم کیوں ہوتا ہے؟ ۹۵
- ثلاثی مجرد میں حرف کی زیادتی دو ۹۵
- مقصد سے ہوتی ہے؟ ۹۵
- الحاق اور خاصیات ابواب کے معنی ۹۶
- باب افعال کی آٹھ خاصیات ہیں ۹۶
- تعدیہ کے معنی ۹۶
- سلب ماخذ کے معنی ۹۷
- دخول ماخذ کے معنی ۹۷
- لیاقت کا مطلب ۹۷
- تعریض (اعطائے ماخذ) کا مطلب ۹۸
- صیورت کا مطلب ۹۸



- وجدان کا مطلب ۹۸ ● توافق ابواب کا بیان ۱۱۰
- ابتدائے فعل کا مطلب ۹۹ ● خاصیت رباعی ۱۱۲
- باب تفعیل کے چھ خاصے ہیں ۱۰۰ ● رباعی کا مضاعف دو حرفوں سے
- باب تفعّل کے پانچ خاصے ہیں ۱۰۱ ● مرکب ہوتا ہے ۱۱۲
- مطاوعت کا مطلب ۱۰۲ ● رباعی کے جو کلمات اجوف یا ناقص
- تکلف کا مطلب ۱۰۲ ● ہیں وہ از قبیل ملکات ہیں ۱۱۲
- باب مفاعلة کے دو خاصے: مشارکت اور دعا ۱۰۳ ● فعل سے تعلق رکھنے والی پانچ چیزیں ۱۱۳
- مشارکت کا مطلب ۱۰۳ ● (۱) مصدر کا بیان ۱۱۳
- باب تفاعل کے دو خاصے: ۱۰۳ ● فَعْل اور فَعَال بھی باب افعال
- مشارکت اور تکلف ۱۰۴ ● کے مصادر ہیں ۱۱۳
- باب مفاعلة کو مفعول کی ۱۰۴ ● باب تفعیل کے پانچ اور مصدر ۱۱۴
- ضرورت ہے، تفاعل کو نہیں ۱۰۴ ● مصدر میں تفعلة کا وزن کہاں
- باب تفعّل اور تفاعل کے تکلف ۱۰۴ ● مستعمل ہے؟ ۱۱۴
- میں فرق ۱۰۵ ● تفاعل بھی باب تفاعل کا مصداق ہے ۱۱۵
- باب افتعال کے تین خاصے ۱۰۵ ● فَعَال اور فِیْعَال بھی مفاعلت
- معنی مصدری، معنی حدیثی اور معنی ۱۰۵ ● کے مصادر ہیں ۱۱۵
- فعل ایک چیز ہیں ۱۰۶ ● فِعْلَال بھی فَعْلَلۃ کا مصدر ہے ۱۱۵
- باب استفعال کے پانچ خاصے ۱۰۶ ● (۲ و ۳) اسم ظرف (زمان و مکان)
- سوال (طلب) باب استفعال کا ۱۰۶ ● بنانے کا قاعدہ ۱۱۶
- اصل خاصہ ہے ۱۰۶ ● شاذ کلمات ۱۱۷
- باب انفعال کے دو خاصے ہیں ۱۰۸ ● چند وہ کلمات جن کو شاذ کہنا ضروری نہیں ۱۱۸
- باب افعلال اور افعیلال کے ۱۰۸ ● ظرف کے اوزان میں اصول تخفیف
- تین خاصے ۱۰۸ ● ملحوظ ہیں ۱۱۹
- باب افعیعال کا خاصہ مبالغہ ہے ۱۰۹ ● مصدر میسی کا بیان ۱۲۰
- اِفْعَل اور اِفَاعِل باب تَفَعَّل ۱۰۹ ● ثلاثی مزید فیہ میں اسم ظرف مصدر
- اور تفاعل کی فرع ہیں ۱۰۹ ● اور اسم مفعول کا وزن ایک ہے ۱۲۱

- (۵۳) اسم فاعل اور اسم مفعول کا ذکر
- پنج گنج میں کیوں نہیں کیا؟ ۱۲۱
- باب سمع سے اسم فاعل کے چھ وزن ۱۲۲
- فَعْلَان کا وزن عارضی صفات
- کے لئے ہے ۱۲۳
- اَفْعَل کا وزن ان صفات لازم کے لئے
- ہے جواز قبیل الوان و عیوب ہوں ۱۲۴
- فَعْل کا وزن فعل لازم کے لئے ہے ۱۲۴
- باب کَوْن سے اسم فاعل کے آٹھ وزن ۱۲۵
- باب سوم اسموں کی پہچان میں ۱۲۶
- فصل اول اسم کے اوزان کی پہچان میں ۱۲۶
- اسم کی بنائیں: ثلاثی، رباعی اور خماسی ۱۲۶
- اسم ثلاثی کے بارہ اوزان ۱۲۶
- فَعْل کا وزن مہمل کیوں ہے؟ ۱۲۹
- اسم رباعی کے پانچ اوزان ۱۲۹
- چھٹا وزن فَعْل بھی برحق ہے ۱۲۹
- اسم خماسی مجرد کے چار وزن متفق علیہ
- اور ایک مختلف فیہ ہے ۱۳۲
- اسم مزید فیہ کا بیان ۱۳۳
- اسم مزید فیہ میں زیادتی کہاں ہوتی ہے؟ ۱۳۳
- منقوص منہ کا بیان ۱۳۴
- اسم مزید فیہ کے چند ضروری وزن ۱۳۴
- فَعْلَة: ایک مرتبہ کیلئے ہے ۱۳۴
- فَعْلَة: حالت کیلئے ہے ۱۳۵
- فَعْلَة: فاعلیت کیلئے ہے ۱۳۵
- فَعْلَة: مفعولیت کیلئے ہے ۱۳۶
- فَعَال: منفعت بخش چیزوں کیلئے ہے
- اور نشانات اور داغوں کیلئے بھی
- مستعمل ہے ۱۳۶
- فَعَال اور فَعَالَة: فضلہ کیلئے ہے ۱۳۷
- فَعَالَة: اشتہال کیلئے ہے ۱۳۸
- مِفْعَل، مِفْعَلَة اور مِفْعَال:
- آلہ اور اوزار کیلئے ہیں ۱۳۸
- مبالغہ کے چھ اوزان ۱۳۸
- اَفْعَل کا وزن تین معنی کیلئے ہے ۱۳۹
- فَعِيل کا وزن تین معنی کیلئے ہے ۱۴۱
- فَعُول کا وزن دو معنی کیلئے ہے ۱۴۳
- فَاعِل کا وزن کسی جگہ مفعول کے
- معنی دیتا ہے ۱۴۳
- مفعول کا وزن کسی جگہ فاعل کے
- معنی دیتا ہے ۱۴۳
- فصل دوم: اسم کی قسموں کے
- بیان میں ۱۴۴
- اسم متمکن اور غیر متمکن ۱۴۴
- اسم متمکن کم از کم سہ حرفی اور
- بیش از بیش پانچ حرفی ہوتا ہے ۱۴۵
- اسم غیر متمکن تین حرف سے کم اور
- پانچ حرف سے زیادہ بھی ہوتا ہے ۱۴۵
- اسم متمکن کی دو قسمیں: منصرف
- اور غیر منصرف ۱۴۶
- اسم متمکن کے اقسام: مشتق،
- جامد، دخیل اور معرب ۱۴۶

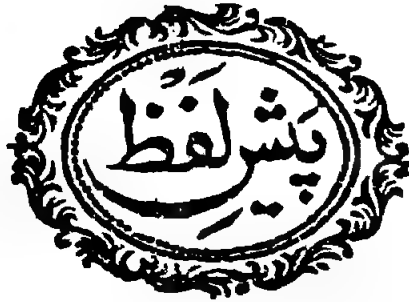
- تعریب کے متعدد طریقے ۱۴۸
- دخیل اور معرب میں فرق ۱۴۸
- اسم مذکر و مؤنث ۱۴۹
- علامات تانیث ۱۴۹
- مؤنث سماعی ۱۵۰
- وہ کلمات جو مذکر بھی ہیں اور مؤنث بھی ۱۵۱
- اسم ملحق کا بیان ۱۵۲
- غیر الحاقی زیادتی خاص معنی پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے ۱۵۲
- الحاق میں زیادت کا مقصود توازن ہوتا ہے ۱۵۲
- الحاقی زیادتی صرف ثلاثی اور رباعی میں ہوتی ہے ۱۵۲
- فصل سوم: جمع کے بیان میں ۱۵۳
- جمع سالم اور جمع مکسر ۱۵۳
- جمع مکسر کی دو قسمیں: جمع قلت اور جمع کثرت ۱۵۵
- جمع قلت کے معروف اوزان چار ہیں ۱۵۵
- جمع کثرت کے کثیر الاستعمال اوزان پانچ ہیں ۱۵۵
- جمع کے باقی اوزان قلت و کثرت میں مشترک ہیں ۱۵۵
- قلت و کثرت کی حد بندی بس ایک ضابطہ کی بات ہے اور اس اسم میں ہے جہاں دونوں وزن منقول ہوں ۱۵۵
- جمع کے اوزان کا بیان ۱۵۶
- ابنیہ ثلاثی کی جمع اکثر چار طرح آتی ہے ۱۶۰
- فَعْل کی جمع فِعْلَان بکثرت آتی ہے ۱۶۱
- فَعْل کی جمع اَفْعَال کم آتی ہے ۱۶۱
- اسم مؤنث کی جموع کا بیان ۱۶۲
- صفت، اجوف اور مضاعف میں سکون عین کیوں لازم ہے؟ ۱۶۳
- ثلاثی مزید فیہ کی جموع کا بیان ۱۶۶
- اسم کی جمع تکسیر کا بیان ۱۶۸
- اسم رباعی مجرد کی جمع کا بیان ۱۷۲
- ملحقات رباعی مجرد کی جمع کا بیان ۱۷۲
- رباعی مزید فیہ کی جمع کا بیان ۱۷۳
- ملحقات رباعی مزید فیہ کی جمع کا بیان ۱۷۳
- خماسی کی جمع کا بیان ۱۷۴
- جموع میں تداخل ۱۷۵
- جموع میں اقتصار ۱۷۵
- فصل چہارم: تصغیر کا بیان ۱۷۶
- تصغیر کے معنی اور مقاصد ۱۷۶
- اسم مصغر کے اوزان وزن کی تین قسمیں: صرفی، عروضی اور صوری ۱۷۹
- سہ حرفی مؤنث سماعی کی تصغیر میں تا زیادہ کرتے ہیں ۱۸۲
- تصغیر ترخیم کا بیان ۱۸۲
- تصغیر ترخیم کے علاوہ ثلاثی اور رباعی میں زوائد کا حکم ۱۸۳

- بعض وہ کلمات جن کی وضع ہی بصورت تصغیر ہے
- فصل پنجم: نسبت کے بیان میں
- نسبت کے معنی
- پیشوں کی طرف نسبت تین طرح ہوتی ہے
- نسبت میں تغیرات کا بیان
- جمع تکسیر کی نسبت نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو کلمہ کو مفرد بنا کر کرتے ہیں
- مذکورہ بالا قاعدہ سے مستثنیات
- تصغیر کا حکم نسبت سے مختلف ہے
- باب چہارم: حروف کی پہچان میں
- فصل اول: حروف کی تعداد میں
- حروف مبانی (تہجی) اور حروف معانی
- مشہور حروف تہجی ۲۹ ہیں
- کیا الف ہمزہ ہے؟
- ۲۱ حروف عربی و فارسی میں مشترک ہیں
- ۸ حروف عربی کے ساتھ خاص ہیں
- ۸ حروف فارسی کے ساتھ خاص ہیں
- شارح رحمہ اللہ کا نقد
- فصل دوم: مخارج کے بیان میں
- کلی مخارج چھ اور جزوی سترہ ہیں
- حروف حلقیہ اور لہاتیہ
- حروف شجریہ
- ضاد اور لام کا مخرج
- ۳۲ دانتوں کی تفصیل
- حروف حافیہ: ثنویہ، نطعیہ، ذلقیہ
- اور ر، ن، و، ف، م، ب، کا مخرج
- فصل سوم: صفات کے بیان میں
- صفات لازمہ (ذاتیہ) اور صفات غیر لازمہ (محسنہ)
- حروف مہوسہ و مجبورہ
- حروف شدیدہ، رخوہ اور متوسطہ
- حروف مستعلیہ اور حروف مطبقہ اور مفتوحہ
- حروف ذلایقہ اور مصمتہ
- ہر رباعی اور خماسی کلمہ میں مؤنثقل میں سے کوئی حرف ضرور ہو گا بجز چند کلمات کے
- صفات متضادہ و غیر متضادہ
- حروف قلقلہ
- حروف صغیر، حرف تفشی، صفت تکریر
- حرف منخر، حرف ہاوی اور حرف غنہ
- فصل چہارم: اجناس حروف کے بیان میں
- کلمات عرب میں پانچ قسم کے تصرفات ہوتے ہیں
- حروف زیادت دس ہیں
- زیادت کا مطلب
- حروف حذف گیارہ ہیں
- حروف ابدال گیارہ ہیں



- حروف قلب حروف علت ہیں ۲۱۸ ● چند مشہور کلمات جن میں بے
- حروف ادغام چودہ ہیں ۲۱۸ ● موجب (غیر قیاسی) حذف ہوا ہے ۲۳۰
- حروف شمی اور حروف قمری ۲۱۸ ● فصل سوم: ابدال کے بیان میں ۲۳۲
- الف شمی ہے نہ قمری ۲۱۹ ● ابدال میں دو امر ضروری ہیں ۲۳۵
- فصل پنجم: حروف معنوی کے بیان میں ۲۱۹ ● مواقع ابدال چار ہیں ۲۳۵
- حروف معانی ۹۰ ہیں ۲۱۹ ● ضروری ابدال کا تذکرہ ۲۳۷
- حروف معانی تین طرح کے ہیں: ۲۱۹ ● تائے افتعال کا ابدال ۲۳۷
- مبسوط، مقرون اور مرکب ۲۲۰ ● اِظْلَمَ میں تین صورتیں ۲۳۷
- باب پنجم: تصریف کے معنی میں ۲۲۱ ● اِذْ تَكْرَ میں دو صورتیں ۲۳۸
- فصل اول: زیادت کے بیان میں ۲۲۱ ● تائے تفعّل اور تفاعل کا ابدال ۲۳۸
- حرف اصلی اور حرف زائد ۲۲۱ ● فصل چہارم: قلب کے بیان میں ۲۴۰
- حروف زوائد کا اضافہ آٹھ وجوہ سے ہوتا ہے ۲۲۳ ● فصل پنجم: نقل کے بیان میں ۲۴۱
- حرف کی زیادتی شروع کلمہ میں بھی ہوتی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی ۲۲۴ ● نقل کی دو صورتیں: ۲۴۱
- حروف زوائد میں اصل حروف علت ہیں ۲۲۵ ● نقل حرف اور نقل حرکت ۲۴۱
- دیگر حروف زوائد بر بنائے مشابہت حروف علت زیادت کے لئے اختیار کئے گئے ہیں ۲۲۵ ● امالہ بھی نقل حرکت کی ایک صورت ہے ۲۴۲
- فصل دوم: حذف کا بیان ۲۲۶ ● امالہ کے معنی اور امالہ کرنے کے دو طریقے ۲۴۴
- حرف کا حذف تیرہ وجوہ سے ہوتا ہے ۲۲۶ ● پہلے امالہ صرف چند قبائل کرتے تھے ۲۴۴
- حذف کی دو صورتیں: بے موجب اور با موجب ۲۲۹ ● اور اب بعض قراء کے علاوہ کوئی نہیں کرتا ۲۴۴
- اسباب امالہ چھ ہیں ۲۴۵ ● اسباب امالہ آٹھ حروف ہیں ۲۵۰
- حرف مستعلی مانع امالہ کیوں ہے؟ ۲۵۱ ● رائے مکسورہ مانع امالہ کیوں ہے؟ ۲۵۱
- فعل میں امالہ کا بیان ۲۵۲ ●☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد

المرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين،

اما بعد: آج سے پچاس سال پہلے ۱۳۶۹ھ میں، جبکہ راقم الحروف کی عمر پانچ سال کی رہی ہوگی، حضرت الاستاذ فخر المحدثین علامہ سید فخر الدین احمد صاحب مراد آبادی قدس سرہ، سابق شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند (متوفی ۱۳۹۲ھ) نے صاحب زاوۃ محترم جناب مولانا حکیم معین الدین صاحب کے لئے، نیز دیگر نونہالان قوم کے لئے، مشہور درسی کتاب پنج گنج کی اردو شرح لکھی تھی، جو طویل عرصہ سے میرے پاس محفوظ تھی، مجھے شرح کا مسودہ حضرت کے تلمیذ خاص جناب مولانا ریاست علی صاحب بجنوری زید مجد ہم استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند سے حاصل ہوا تھا۔ میں نے یہ مسودہ مولانا بجنوری سے اشاعت کے وعدہ پر لیا تھا۔ چنانچہ القول النصیح جلد دوم اور مفتاح العوائل شرح شرح ماء عامل کے بعد اب اس کو منظر عام پر لا رہا ہوں۔ مجھے اس شرح کے لئے عربی فارسی کا کوئی مقفی موزوں نام نہیں مل سکا، اس لئے میں نے اس کتاب کا نام گنجینہ صرف تجویز کیا ہے یہ نام اصل نام کا ایک گونہ ترجمہ بھی ہے اور کتاب کی تمام حقیقت بھی ہے اس لئے

کہ کتاب فن صرف کی قیمتی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے ایک نہیں بلکہ پانچ خزانے، اور حضرت شارح قدس سرہ کی تحقیقات نے تو اس میں چار چاند لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور شارح کو امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں (آمین)

اس شرح کا مسودہ بھی ترتیب و تکمیل کا محتاج تھا، متعدد جگہ حضرت الاستاذ نے جگہ خالی چھوڑ دی تھی، جس کی تکمیل ضروری تھی، نیز مسودہ قدیم طرز کے مطابق مسلسل لکھا ہوا تھا، عنوانات تھے نہ پیرا گراف، جبکہ کتاب سے بسہولت استفادہ کے لئے یہ چیزیں ضروری تھیں۔ اس لئے میں نے پورا مسودہ از سر نو لکھا، جہاں مضمون نا تمام تھا، مکمل کیا، پیرا گراف بنائے اور عناوین کا اضافہ کیا تاکہ کتاب آسان سے آسان تر ہو جائے۔ میں نے اس شرح میں جو کام کیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت نے متن کا ترجمہ نہیں کیا تھا، البتہ مطلب اس طرح لکھا تھا کہ ترجمہ مفہوم ہو جاتا تھا مگر مبتدی کے لئے اس میں دشواری تھی اس لئے حسب ضرورت میں نے ”ترجمہ“ کے عنوان سے عبارت کا ترجمہ بڑھایا ہے۔ اور جہاں ”ترجمہ و مطلب“ کا عنوان ہے وہ حضرت ہی کی عبارت ہے۔

(۲) مسودہ میں جہاں خالی جگہ چھوڑ دی گئی تھی یعنی مضمون نا مکمل تھا، وہاں میں نے مضمون کی تکمیل کی ہے۔ اور یہ اضافہ بین القوسین رکھا گیا ہے۔ البتہ بین القوسین کی سب عبارتیں میری نہیں ہیں۔ الفاظ کے جو ترجمے بین القوسین ہیں وہ حضرت ہی کے ہیں۔

(۳) بعض جگہ میں نے کتاب میں فوائد کا اضافہ لیا ہے۔ یہ اضافہ بھی بین القوسین رکھا گیا ہے۔

(۴) تمام حواشی مرتب کتاب کے ہیں، صرف ایک حاشیہ حضرت رحمہ اللہ کا ہے، جس کے آخر میں (۱۲ منہ) لکھا ہوا ہے۔

(۵) عنوانات میں نے عام طور پر حضرت ہی کی عبارت سے ابھارے ہیں، کہیں حضرت کی عبارت سے اخذ کئے ہیں اور بعض جگہ بوقت ضرورت اپنی طرف سے بھی بڑھائے ہیں۔

غرض اپنی بساط کی حد تک محنت کرنے میں، میں نے کمی نہیں کی۔ اب کتاب جیسی کچھ ہے آپ کے سامنے ہے۔ اگر اس میں کوئی خوبی ہے تو وہ حضرت الاستاذ کا فیض علم ہے اور اگر دوسری بات ہے تو وہ اس ہیچ میرز کی علمی فرومایگی کا نتیجہ ہے، اللہ ستار العیوب میری پردہ داری فرمائیں (آمین)

حضرت الاستاذ علامہ فخر الدین احمد قدس سرہ صرف فن حدیث میں یگانہ روزگار نہیں تھے، بلکہ تمام علوم و فنون میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ اور علم صرف تو خاص طور پر آپ کی دل چسپی کا موضوع تھا۔ علم الصیغہ، پنج گنج، جاربودی، نفوک، رضی شرح شافیہ وغیرہ کتابیں آپ کے نوک زباں تھیں۔ اس شرح میں بھی آپ کو اس کی ایک جھلک نظر آئے گی بلکہ فن میں آپ کی عبقریت کا پورا اندازہ ہو جائے گا۔ شرح میں جا بجا آپ نے مصنف رحمہ اللہ پر گرفتیں کی ہیں اور بہت وزنی اعتراضات کئے ہیں۔ آپ نے اس شرح میں معتبرات فن کی مدد سے بہت سی مفید تحقیقات کا اضافہ بھی کیا ہے، جو کتاب کا نہایت قیمتی مواد ہے۔ اور حل کتاب میں تو کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اور خاص بات یہ ہے کہ کلام حسووزائد سے بالکل پاک ہے، نہ اس میں اختصار مغل ہے، نہ تطویل ممل! نہایت صاف واضح عبارت میں مشکل سے مشکل قواعد و تعلیلات سمجھائی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں۔ امت کو فیض پہنچائیں اور حضرت قدس سرہ کیلئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ (آمین)

پنج گنج کے مصنف کے احوال معلوم نہیں ہیں بلکہ صحیح تعین بھی نہیں ہے بعض حضرات اسے شیخ سراج الدین اودھی صاحب ہدایۃ النحو کی



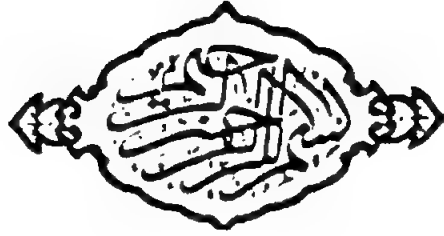
تصنیف بتلاتے ہیں اور بعض شیخ صفی الدین ردو لوی کی، میزان الصرف بھی شیخ سراج الدین اودھی کی بتلائی جاتی ہے مگر صحیح تعین نہ ہونے کی وجہ سے ”احوال مصنف“ نہیں لکھے گئے، اسی طرح ان کی کتاب فاتحۃ المصادر کا حال بھی معلوم نہیں، البتہ پنج گنج کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مصنف محقق آدمی ہے اور فن صرف کے مسائل پر محققانہ نظر رکھتا ہے، اگرچہ انکی بعض آراء قابل تنقید ہیں۔ اور حضرت الاستاذ نے شرح میں ان پر نقد بھی کیا ہے، مگر یہ بشری خاصہ ہے، فی نفسہ مصنف ایک لائق و فائق شخصیت ہیں اللہ تعالیٰ امت کی طرف سے مصنف رحمہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور اس شرح کو بھی قبول فرمائیں اور نو نہالان امت کو اس چشمہ فیض سے سیراب کریں۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم ، والحمد للہ رب العالمین

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۳ / محرم الحرام ۱۴۱۸ھ



الحمد لله على ما خلق الإنسان، وأنطق له اللسان، بكلمات  
مؤتلفة من لغات مختلفة، ليُعبر بها عما في الصدور من  
الحاجات، في مجاري الأمور والعادات

ترجمہ: حمد اللہ کے لئے خاص ہے اس بنا پر کہ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور  
اس وجہ سے کہ اس نے انسان کی زبان کو گویائی بخشی، ایسے کلمات کے ساتھ  
جو مرکب ہیں مختلف قسم کی بولیوں سے، تاکہ کھول کر بتا سکے ان کے ذریعہ ان  
تمام چیزوں کو جو اس کے سینہ (یعنی دل) میں از قسم حاجات پیدا ہوتی ہیں۔  
کاروبار اور عادتوں کے چلن کی جگہوں میں

تشریح (۱) انسان کو پیدا کیا یعنی اس کو نعمت وجود عطا فرمائی کہ وہ تمام کمالات  
کی اصل اصول ہے، جملہ کمالات مابعد الوجود ہیں۔ وجود نہ ہو تو کوئی کمال کمال  
نہیں۔ یعنی خالقیتِ مطلقہ، پھر خصوصیت کے ساتھ خالقیت انسان، خدا ہی  
کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہذا اس کے مقابلے پر حمد کا مستحق تھا اسی کی ذات ہو سکتی  
ہے نہ کہ غیر۔

(۲) کاروبار اور عادتوں کے چلن کی جگہوں میں یعنی نعمت وجود کے بعد ایک  
دوسری عظیم الشان نعمت یہ بخشی کہ انسان کو اپنی زندگی کے مختلف مراحل و منازل  
میں پہ سلسلہ ضروریات زندگی اور رسم و رواج جو حوائج پیش آتے ہیں اور دل  
نی دل میں اس کا ایک اجمالی نقشہ قائم کر لیتا ہے اور سوچتا ہے کہ ان تمام  
حوائج اور ضروریات کا بلا شرکتِ غیر اور بلا امدادِ اہل اہل جنس سرانجام پانا ناممکن  
ہے تو اہل محالہ دوسروں سے امداد کی خاطر اظہارِ مافی الضمیر درکار ہوا تو اگر  
گویائی کی قوت نہ عطا ہوتی اور اظہارِ مافی الضمیر کے لئے مرکب الفاظ اور

مختلف جملے اور مختلف بولیوں پر اسے قدرت بخشی نہ جاتی تو کس طرح اپنے دل کی بات دوسروں سے کہتا؟ اور کس طرح دوسروں کی ضروریات کو سمجھ کر اپنا انسانی اخلاقی فرض انجام دیتا؟ تو گویائی کی طاقت اور الفاظ میں اپنے مطلب کے موافق کاٹ تراش کرنے کا ملکہ ایک عظیم الشان نعمت ہوئی جس نے انسان کو تمام حیوانات پر برتری اور تفوق عطا کیا۔ یہ نعمت بھی خدا ہی کی عطا کردہ ہے تو حمد کا حق اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟

(۳) کلمات مؤتلفہ اور لغات مختلفہ میں براعتِ استہلال بھی ہے یعنی خطبہ کے ان الفاظ میں مقصد کے اشارات موجود ہیں کہ ہمیں آئندہ چل کر انہی الفاظ کی درستی اور ان میں مختلف قسم کے تصرفات سے مختلف اشکال اور صُور کا پیدا کرنا ہے تاکہ ماضی، حال، مستقبل ازمان سے متعلق اپنے حوارج کی تقسیم اور اسی کے مطابق اس کی طلب یا اس سے باز رہنا ہو سکے۔

لغات مَجَارِی، مَجْرُی کی جمع ہے، ظرف مکان از باب ضرب یضرب، جَرِی یَجْرِی جَوْرَیاً (جاری ہونا، بہنا) چوں رَمِی رَمِیاً رَمِیاً \_\_\_\_\_ امور، امر کی جمع بمعنی کام و حکم \_\_\_\_\_ عادات، عَادَة کی جمع ہے

وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْبَشَرِ، الْمَخْصُوْصِ بِطَيْبِ النَّشْرِ، وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ، دُعَاةِ الْاَنَامِ، وَهٰذَا الْاِسْلَامُ.

ترجمہ: اور رحمت کاملہ نازل ہو جو اللہ کے رسول پر جو کہ محمد ہیں، تمام انسانوں کے سردار، جو مخصوص ہیں خوشبو پھیلانے کے ساتھ۔ اور رحمت نازل ہو آپ کے آل و اصحاب پر، جو مخلوق کے داعی ہیں اور دین اسلام کے رہنما ہیں تشریح: مخصوص ہیں خوشبو پھیلانے کے ساتھ یعنی جس گلی کوچہ سے آپؐ گذرتے وہ کوچہ خوشبو سے مہک جاتا اور اس کی مہک مدتوں قائم رہتی۔ متلاشی حضرات اس خوشبو سے آپؐ کے راستوں کا سراغ لگاتے اور ان پر چل کر آپؐ کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

لغات: آل بمعنی اولاد۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ شخص جو میرے طریق پر ہو گا وہ میری آل میں شمار ہو گا۔ — اصحاب جمع صاحب کی۔ صاحب بمعنی ساتھی یعنی جو لوگ بحالت اسلام آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام ہی پر دنیا سے رخصت ہوئے، خواہ یہ صحبت ایک ہی لمحہ کی ہو۔ — دُعاۃ جمع داعی کی بمعنی بلانے والا۔ — انا م: مخلوق۔ — ہدایہ جمع ہادی بمعنی راہ نما۔

بدال کہ اس کتابے است مَبَوَّب و مُفَصَّل، در تشریف سُخَن عرب کہ جملہ وے پنچ باب ست، و مضمون ہر باب مشتمل بر پنچ فصل است، و نام وے پنچ گنج ست۔

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ یہ ایک کتاب ہے۔ جس کو ابواب اور فصول پر ترتیب دیا گیا ہے۔ اور یہ کلام عرب کی تصریفات سے متعلق ہے کہ وہ کل پانچ باب ہیں۔ اور ہر باب کا مضمون پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ اور اس کا نام پنچ گنج ہے۔ تشریح (۱) مَبَوَّب و مُفَصَّل یعنی اس کتاب میں مضامین کے تنوع کے لحاظ سے چند باب قائم کئے گئے ہیں اور پھر ان ابواب کے ذیل میں بلحاظ خصوصی مقاصد، جدا جدا فصلیں رکھی گئیں ہیں تاکہ مضمون کے تلاش کرنے یا تعلیم حاصل کرنے میں متلاشی اور متعلم کو انتشار خاطر نہ پیدا ہو۔ اور ہر مضمون باسانی اپنے باب کی متعلقہ فصل سے حاصل ہو سکے۔

(۲) در تشریف سُخَن عرب یعنی لغت عرب میں مختلف تصرفات اور لوٹ پھیر کے ذریعہ جو مختلف شکلیں حاصل ہوتی ہیں اور مختلف قسم کے معانی اور اغراض پر — جن کا مختلف زمانوں سے تعلق ہوتا ہے — دلالت کرتی ہیں۔

﴿فائدہ﴾ اس عبارت میں علم صرف کی تعریف کی طرف اشارہ بھی ہو گیا اور اس کا موضوع اور غایت بھی معلوم ہو گئی یعنی علم صرف وہ علم ہے جس کے ذریعہ لغات کے تصرفات کا علم حاصل ہو سکے۔ اور اس کا موضوع یعنی جس کے احوال سے اس علم میں بحث ہوتی ہے، وہ بلحاظ مقصد لغات عربی ہیں



اور غایت یعنی اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے صحیح تصرفات کا علم ہوتا ہے اور غلط قسم کے تصرفات سے تحفظ ہو جاتا ہے۔ خوب سمجھ لیں۔  
کتاب کی وجہ تسمیہ: پنج بمعنی پانچ۔ گنج: خزانہ یعنی یہ کتاب پانچ خزانوں کا مجموعہ ہے، گویا ہر باب ایک مستقل علمی خزانہ ہے جس کا حاصل کرنے والا پانچ قسم کے علمی خزانوں کا مالک ہو جاتا ہے۔

لغات مَبُوبٌ صیغہ اسم مفعول از تبویب باب تفعیل۔ تبویب: باب باب کرنا۔ مبوب کا ترجمہ ہو اباب وار۔ مُفَصِّل اسم مفعول از تفعیل اس کا مصدر تفصیل ہے جس کے معنی جدا کرنے کے ہیں۔ تصریف کے معنی گردانا، گھمانا۔ کلام عرب یعنی لغت عرب

باب اول در شناختن مجاری صرف افعال و اسماء و دروے پنج فصل ست۔  
فصل اول در ذکر ماضی فصل دوم در ذکر مستقبل، فصل سوم در ذکر امر و نہی فصل چہارم در ذکر اسم فاعل و اسم مفعول فصل پنجم در شناختن خاصیت بابہا و آنچه بداں تعلق دارد۔ چون مضمون ایں باب در فاتحۃ المصادر مقدم شدہ است، دریں محل فرو گذاشتہ شد، تا کتاب در از نگرود۔

ترجمہ پہلا باب افعال اور اسماء کی گردانوں کے جاری ہونے کے مواقع پہچاننے کے متعلق اور اس میں پانچ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل فعل ماضی کے بیان میں دوسری فصل فعل مضارع کے بیان میں تیسری فصل فعل امر اور فعل نہی کے بیان میں چوتھی فصل اسم فاعل اور اسم مفعول کے بیان میں پانچویں فصل ابواب کی خاصیتوں کے پہچاننے میں اور وہ باتیں جو اس سے تعلق رکھتی ہیں۔ چونکہ اس باب کا مضمون فاتحۃ المصادر میں پہلے آچکا ہے اس لئے اس جگہ چھوڑ دیا گیا تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے۔

تشریح (۱) گردانوں کے جاری ہونے کے مواقع پہچاننے کے متعلق یعنی کس کس طریقہ سے اور کہاں کہاں افعال اور اسماء کے تصرفات چلتے ہیں۔

اس کے بعد اس باب کی فصول خمسہ کے عنوانات مذکور ہیں کہ ایک فصل میں ماضی کا بیان ہے تو دوسری فصل میں مستقبل کا الخ

(۲) چوں مضمون اس باب الخ یہاں سے ایک شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ کتاب کے پانچ باب قائم کئے اور ہر باب میں پانچ فصول کا حوالہ دیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں باب اول کی فصول کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ البتہ خاصیات ابواب مختصر طور پر بعنوان فصل پنجم (۱) مذکور ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟)

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ اس باب کے مضامین ہماری کتاب فاتحہ المصادر میں گذر چکے ہیں لہذا اس کتاب میں چھوڑ دئے گئے ہیں تاکہ خواہ مخواہ کتاب دراز نہ ہو جائے۔

باب دوم در شناختن اجناس اسماء و افعال، و صرف آں۔ و دریں باب پنج فصل ست۔

ترجمہ: دوسرا باب اسماء و افعال کی جنسوں کے پہچاننے میں اور ان کی گردان میں۔ اور اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔

تشریح: اجناس جنس کی جمع۔ افعال اور اسماء کی جنسوں کی شناخت میں کہ یہ افعال و اسماء از جنس مہموز ہیں یا ناقص، اجوف ہیں یا مضاعف اور ان میں تصرفات کے اصول و قواعد جن سے کلمہ ایک شکل چھوڑ کر دوسری مناسب شکل اختیار کرتا ہے۔

فصل اول در کمیت اجناس و معرفت آں۔ بداں کہ جملہ افعال متصرفہ و اسمائے متمکنہ بر چہار گونہ است: صحیح و مہموز و معتل و مضاعف۔

ترجمہ: پہلی فصل جنسوں کی مقدار میں اور اس کی پہچان میں۔ جان تو کہ تمام افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ چار قسموں پر ہیں۔ صحیح، مہموز، معتل اور مضاعف۔

(۱) یعنی باب دوم کی فصل پنجم میں۔

تشریح (۱) کم بمعنی مقدار۔ کمیت: چند کی، شمار، گنتی یعنی افعال و اسماء میں کل گنتی اجناس ہیں اور ان میں معرفت یعنی ہر ہر جنس کی جداگانہ تعریف جس سے اس کی شناخت ہو سکے۔

(۲) افعال متصرفہ یعنی قابل تصرف افعال کہ جن سے ماضی، مضارع، امر بنتے ہوں۔۔۔۔۔ اس کے مقابلہ پر وہ افعال ہیں جن میں یہ تینوں قسم کے تصرفات نافذ نہیں ہوتے جیسے عسیٰ اور کرب کہ ان کا مضارع اور امر مسموع نہیں۔ اور یدَر، یدَع کہ ماضی مسموع نہیں۔

اس کا مقصد (۱) یہ ہے کہ علمائے صرف کا مطمح نظر زیادہ تر وہی افعال ہیں جن میں مختلف قسم کے تصرفات جاری ہوتے ہیں اور مختلف طُرُق تعلیل سے ان میں بہت سی متفاوت شکلیں بنتی ہیں۔۔۔۔۔ افعال غیر متصرفہ اگرچہ مہموز، معتل، مضاعف ہوتے ہیں اور ان میں بھی ان قواعد کا عمل ہوتا ہے مگر وہ جزوی تصرفات ہیں زیادہ قابل اعتنا نہیں ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ بہتر نظر آتا ہے کہ ”متصرفہ“ کو صفتِ واقعی (۲) قرار دیا جائے اس کو احترازی قید نہ بنایا جائے اور ”تصرف“ میں تعمیم کر کے ان افعال کو بھی شامل کر لیا جائے جن سے صرف ماضی یا صرف مضارع اور امر مسموع ہوئے ہیں یعنی وہ افعال جو کسی نہ کسی تصرف کا محل ہوتے ہیں وہ تمام (لے لئے جائیں)

(۳) اسمائے متمکنہ یعنی وہ تمام اسماء جو ہر قسم کا اعراب قبول کرنے کے لئے اپنے کو تیار رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ اس سے (یعنی متمکنہ کی قید سے) اسمائے

(۱) یعنی افعال کے ساتھ مصنف نے متصرفہ کی قید اس لئے لگائی ہے کہ الخ  
(۲) صفتِ واقعی سے مراد وہ صفت ہے جو کسی چیز میں پہلے سے موجود ہو، صفتِ صرف و ضاحت کے لئے لائی گئی ہو، جیسے انسان عاقل میں عاقل صفتِ واقعی ہے لہذا اگر کوئی انسان عاقل نہیں ہے تو بھی وہ انسان ہے کیونکہ عاقل کی قید احترازی نہیں ہے، واقعی ہے۔ اسی طرح افعال میں متصرف ہونے کی حالت پہلے ہی سے موجود ہے اس کو واضح کرنے کے لئے ”متصرفہ“ کی قید بڑھائی گئی ہے یہ قید احترازی نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ افعال غیر متصرفہ عسیٰ وغیرہ کو نکالنا مقصود ہو ۱۲۔

غیر متمکنہ۔۔۔۔۔ جو ایک ہی رنگ پر قائم رہنے والے ہیں، وہ عوائل کے دخول سے کسی حال اپنا رنگ نہیں چھوڑتے، جیسے مبنیات اور غیر منصرف اسماء کہ وہ کسرہ اور تنوین کو قبول نہیں کرتے۔۔۔۔۔ نکل گئے، کیونکہ صرفی کا ایسی چیزوں سے کوئی تعلق نہیں یہ تو صرف ان چیزوں سے بحث کرتے ہیں جن میں تصرفات کی تاثیر ہو، اور ان میں بلحاظ معنی مختلف شکلیں پیدا ہو سکیں، جیسے فَاعِلٌ، مَفْعُولٌ، مَفْعَلٌ، اَفْعَلٌ، فُعْلٌ، فُعْلَى، فُعْلٌ یہ مختلف اشکال جو علیحدہ علیحدہ معانی کی حامل ہیں۔ پھر ہر ایک میں ان کے صیغوں کا تنوع، یہ سب ایک فا، عین، لام کے مادہ میں موجود تھیں، صرفیین نے ان کے اِسْتِخْرَاج کے طریقے اور ان کے اصول بتائے اور ان اصول کے مطابق جانچ کر ان کی باقی رہنے والی صورتیں متعین کیں۔ اور اس کے خلاف صورتوں کو یا غلط قرار دیا یا ان کو شاذ بتایا بہر حال ان کا صحیح نظر افعال و اسماء میں تصرفات کا مسئلہ ہے جو چیزیں قابل تصرف نہیں مثلاً حروف کہ وہ جس جس حال پر ہیں اس سے بدلتے نہیں یا وہ افعال و اسماء جن میں تصرفات اس درجہ محدود اور قلیل ہیں کہ وہ نہ ہونے کے حکم میں ہیں، جیسے اسمائے غیر متمکنہ یا بخیاں مصنف رحمہ اللہ عَسَى، كَرَبٌ، يَذَرُ وغیرہ ان سے بحث کا کوئی تعلق نہیں واللہ اعلم۔

غرض افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ چار قسم کے ہوتے ہیں: صحیح، مہوز، معتل، مضاعف۔

امّا صحیح آں باشد کہ حرفی از حروف اصلی دے حرفِ علت، و ہمزہ، و دو حرفِ صحیح دے از یک جنس نباشد، چوں ضَرْبٌ وَبَعَثٌ وَرَجُلٌ وَجَعْفَرٌ وَسَفَرٌ جَلٌ۔

ترجمہ رہا صحیح تو وہ وہ ہوتا ہے کہ اس کے حروف اصلی میں سے کوئی حرف حرفِ علت اور ہمزہ اور اس کے دو صحیح حرف ایک طرح کے نہ ہوں، جیسے ضرب الخ



ہمزہ ہو۔ اور مہموز تین طرح کا ہوتا ہے (۱) مہموز فاجیسے اَمَرَ اور اَمْرٌ (۲) مہموز عین، جیسے سَأَلَ اور رَأْسٌ (۳) مہموز لام جیسے قَرَأَ اور كَلَّمَ۔  
تشریح مہموز وہ ہے جس کے حروف اصلیہ کا کوئی حرف ہمزہ ہو۔ بلحاظ محل وقوع ہمزہ مہموز کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں، جن کے جدا جدا اسماء ہیں۔  
(۱) مہموزِ فا جس کا فاکلمہ ہمزہ ہو، جیسے اَمَرَ فعل ماضی بمعنی حکم کیا۔ اَمْرٌ مصدر یا اسم بمعنی حکم کرنا یا حکم۔

(۲) مہموزِ العین جس کا عین کلمہ ہمزہ ہو، جیسے سَأَلَ ماضی رَأْسٌ اسم بمعنی سر  
(۳) مہموزِ لام جس کا لام کلمہ ہمزہ ہو، جیسے قَرَأَ پڑھا فعل ماضی كَلَّمَ بمعنی گھاس۔  
﴿نوٹ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے ثلاثی میں جاری کر کے نمونہ پیش کر دیا تم رباعی میں اسے جاری کر سکتے ہو (مگر رباعی اور خماسی میں ان کی مثالیں بہت کم ہیں مثلاً طَأْ طَأْ (سر نیچا کیا) اَصْطَبَلَ (گھوڑے باندھنے کی جگہ) وغیرہ)

و معتل آں باشد کہ حرفے از حروف اصلی وے حرف علت باشد۔  
و حروف علت سه است واو و الف و یا کہ مجموعہ وے وائی باشد۔ و معتل بر دو  
گونه است معتل بیک حرف و معتل بدو حرف۔

معتل بیک حرف بر سه گونه است: معتل فاچوں وَعَدَ وَيَسَّرَ وَوَعَدَ  
وَيَسَّرَ و معتل عین چوں قَالَ وَبَاعَ وَبَابٌ وَنَابٌ و معتل لام چوں دَعَا  
وَرَمَى وَدَلَّوْ وَظَنَى

و معتل بدو حرف دو نوع است: لفیف مفروق و لفیف مقرون۔ اما لفیف  
مفروق آں باشد کہ بجائے فائے فعل و لام فعل وے حرف علت باشد،  
چوں وَشَى وَوَحَى و لفیف مقرون آں باشد کہ بجائے عین فعل و لام  
فعل وے حرف علت باشد، چوں طَوَى وَطَى

ترجمہ اور معتل وہ ہے کہ اس کے حروف اصلی میں سے کوئی حرف حرف علت  
ہو اور حروف علت تین ہیں۔ واو، الف اور یا کہ ان کا مجموعہ وائی (ہائے!) ہے

اور متعل کی دو قسمیں ہیں متعل بیک حرف اور متعل بدو حرف  
 متعل بیک حرف کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) متعل فا (مثال) جیسے وَعَدَ (وعدہ  
 کیا) يَسَرَ (جوا کھیلنا) وَعَدَ (وعدہ کرنا) يَسَرَ (جوا کھیلنا) (۲) اور متعل عین  
 (اجوف) جیسے قَالَ (کہا اس نے) بَاعَ (بیچا اس نے) بَابُ (دروازہ) نَابُ  
 (نچلیاں) (۳) اور متعل لام (ناقص) جیسے دَعَى (بلایا) دَمَى (تیر پھینکا)  
 دَلُو (ڈول) ظَبْيُ (ہرن)

اور متعل بدو حرف کی دو قسمیں ہیں: لفیف مفروق اور لفیف مقرون  
 رہا لفیف مفروق تو وہ وہ ہے کہ فعل کے فا اور لام کلمہ کی جگہ حرف علت  
 ہو، جیسے وَشَى (کپڑے پر بوٹے) (پھول) چھاپے اور وَخَى (وحی بھیجنا یا  
 لکھنا) اور لفیف مقرون وہ ہے کہ فعل کے عین اور لام کلمہ کی جگہ حرف  
 علت ہو جیسے طَوَى (لپیٹا) اور طَى (لپیٹنا)  
 تشریح جس کے حروف اصلیہ کا کوئی حرف حرف علت ہو وہ متعل ہے یعنی  
 علت (روگ) والا۔

حرف علت تین ہیں واو، الف، یا ان کا مجموعہ وائے ہوتا ہے۔ ہائے وائے  
 درد اور مصیبت کے کلمات ہیں وائے افسوس کا کلمہ بھی ہے کہا جاتا ہے  
 وائے بر حال زید (زید کی حالت پر افسوس!)  
 وجہ تسمیہ اس شعر میں ہے۔

حرف علت نام کر دم واو والف ویاے را

ہر کر اور دے رسد ناچار گوید وائے را

ترجمہ میں نے واو، الف اور یا کا نام حرف علت (روگ کے حروف) رکھا  
 کیونکہ جسے بھی کوئی درد ہوتا ہے تو وہ بے اختیار ہائے وائے کرتا ہے  
 متعل کی وجہ تسمیہ: بہر حال وہ کلمہ روگی ہے کہ جس میں ان حروف سہ گانہ  
 میں کا کوئی حرف اس کے اصلی حروف کی جگہ ہو۔ وہ بیچارہ تصرفات کے  
 مختلف شکنجوں میں کسا جاتا ہے تب کہیں جا کر وہ اس قابل بنتا ہے کہ اہل زبان

اس کا استعمال کر کے اس کی عزت افزائی فرمائیں۔

معتل کی دو قسمیں ہیں: یک حرفی معتل اور دو حرفی معتل یعنی معمولی مریض اور ڈبل مریض کہ دو حرفی معتل میں دو حرف علت جمع ہو گئے یک نشہ دوشد ایک بھی کچھ کم نہ تھا، پھر جہاں دو جمع ہو جائیں اس کا کہاں ٹھکانہ! معتل بیک حرف کی تین صورتیں ہیں۔ گو نہ بمعنی رنگ، قسم

(۱) معتل فا: جس میں حرف علت فا کی جگہ ہو، چوں وَعَدَ معتل فامثالِ واوی ہے۔ یَسْرَیَ معتل فامثالِ یائی ہے۔ وَعَدَ اور یَسْرَیَ اسم میں واوی اور یائی کی مثالیں ہے یہ دونوں مصدر ہیں۔

﴿فائدہ﴾ فاکلمہ کی جگہ الف نہیں آسکتا کیونکہ وہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لئے ابتدا میں آنے سے تلفظ کی شدید دشواری لاحق ہوگی جس کو عرب اہل زبان بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں۔

(۲) معتل عین: جس کا عین کلمہ حرف علت ہو، جیسے قَالَ واوی کی مثال ہے، اصل میں قَوْلَ تھا اور بَاعَ یائی کی مثال ہے، اصل میں بَيْعَ تھا بَابُ اصل میں بَوَبَ تھا یہ اسم میں معتل واوی کی مثال ہوئی۔ نَابُ: گچلیاں (نوک دار دانت، کتا دانت) اصل میں نَيْبَ تھا یہ اسم میں معتل عین یائی کی مثال ہوئی۔

(۳) معتل لام: جس کا لام کلمہ حرف علت ہو، چوں دَعَا اصل میں دَعَوَ تھا یہ فعل میں معتل لام واوی کی مثال ہوئی۔ رَمَى اصل میں رَمَى تھا یہ فعل میں معتل لام یائی کی مثال ہوئی دَلَوِیَ اسم میں معتل لام واوی کی مثال ہوئی۔ ظَبْنِیَ یہ اسم میں معتل لام یائی کی مثال ہوئی۔

﴿فائدہ﴾ معتل فا کو مثال اور معتل عین کو اجوف اور معتل لام کو ناقص کہتے ہیں۔ ﴿فائدہ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے معتل کی تینوں قسموں کی امثلہ میں الف کا کہیں نام نہیں لیا۔ حالانکہ وہ بھی حرف علت ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بجائے عین اصل میں کہیں الف نہیں ہوتا صرف واو اور یا ہی آتے ہیں ہاں یہ دونوں الف سے بدل جاتے ہیں اور عین کلمہ کا بدلا ہوا الف پھر قابلِ ترمیم



نہیں رہتا۔۔۔ یہی حال لام کلمہ کا سمجھئے کہ وہاں بھی الف، واویاء کا عوض اور بدل ہو گا اصل میں موجود نہ ہو گا دَعَوَ کا واو دَعَا میں الف بن گیا ہے اسی طرح رَمَى کی یا رَمَى میں الف سے بدل گئی ہے واللہ اعلم۔

معتل بدو حرف کی دو قسمیں ہیں لفیف مفروق، لفیف مقرون۔

(۱) لفیف مفروق وہ کلمہ ہے کہ جس میں دو حرف علت پاس پاس واقع نہ ہوں بلکہ فا اور لام کی جگہ حرف علت ہوں، جیسے وَشَى 'فعل' ہے وَشَى 'مصدر' اور اسم ہے۔ وَحَى 'بمعنی اَوْحَى' یعنی وحی بھیجی یا لکھا۔ وَحَى 'مصدر وحی بھیجنایا لکھنا۔ دونوں کا فا کلمہ واو ہے اور لام کلمہ یا ہے جو بعد میں الف سے بدل گیا ہے۔

(۲) لفیف مقرون وہ ہے کہ جس میں دونوں حرف علت ملے ہوئے ہوں یعنی کلمہ کے عین اور لام کی جگہ حرف علت ہو جیسے طَوَى 'لپیٹنا اور طَى' لپیٹنا۔ طَى اصل میں طَوَى تھا واو یا ایک کلمہ میں جمع ہوئے اول ساکن تھا، واو کو یا کیا اور یا کو یا میں ادغام کر دیا طَى ہو گیا۔

﴿فائدہ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے معتل فاو عین کو یعنی اس لفیف مقرون کو جس کے فا اور عین کی جگہ حرف علت ہو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ قسم فعل میں کم پائی جاتی ہے صرف اسم میں پائی جاتی ہے۔ جیسے وَيْلٌ (ہلاکت) يَوْمٌ (دن)

﴿فائدہ﴾ معتل سہ حرفی یعنی وہ معتل جس کے فا، عین اور لام تینوں کی جگہ حرف علت ہو بہت ہی کم پایا جاتا ہے صرف لفظ واو اور یا اس کی مثالیں ہیں

و مضاعف آں باشد کہ دو حرف صحیح وے از یک جنس باشد۔ و آں بر دو نوع است: مضاعف ثلاثی و مضاعف رباعی۔ اما مضاعف ثلاثی آں باشد کہ عین و لام وے از یک جنس باشد، چوں فَرَّ و عَدَّ کہ در اصل فَرَدَّ و عَدَدَ بوده است و مضاعف رباعی آں باشد کہ فا و لام اول و عین و لام ثانی وے از یک جنس باشد، چوں زَلَزَلَ و ذَبَذَبَ

ترجمہ و مطلب: مضاعف وہ کلمہ ہے جس کے دو حرف صحیح ایک جنس کے

ہوں اور اس کی دو قسمیں ہیں مضاعف ثلاثی اور مضاعف رباعی۔

(۱) مضاعف ثلاثی وہ ہے کہ جس کا عین اور لام ہم جنس ہوں، جیسے فَرَّ (بھاگا) اصل میں فَرَدَ بَرَوَزَن ضَرَبَ تَھا اور عَدَّ شَمَارَ کیا، اصل میں عَدَدَ بَرَوَزَن نَصَرَ تَھا۔ اس کو عَدَّ دال کی تنوین کے ساتھ پڑھنا انسب ہے تاکہ اسم کی مثال ہو جاوے عَدَّ (مصدر) شمار کرنا۔

(تعلیل فَرَّ اور عَدَّ میں دو حرف ایک جنس کے ایک کلمہ میں جمع ہوئے اور دونوں متحرک ہیں اس لئے اول کو ساکن کر کے دوم میں ادغام کیا)

(۲) مضاعف رباعی وہ کلمہ ہے جس کا فاکلمہ اور پہلا لام ہم جنس ہوں اور عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کے ہوں یعنی کل دو حرف ہوں اور وہی بترتیب مذکور مکرر آرہے ہوں اس طرح وہ کلمہ چہار حرفی بنا ہو جیسے زَلَزَلَ (خوب ہلایا) ذَبَذَبَ (حرکت کی) دونوں رباعی مجرد بَرَوَزَن فَعْلَلْ ہیں۔ فَعْلَلْ میں دو لام ہیں اور دونوں اصلی ہیں اور زَلَزَلَ میں پہلی زافا کلمہ کی جگہ ہے اور وہی لام اول کے مقابل بھی ہے اور دوسرا حرف لام ہے جو عین اور لام ثانی کے محاذ میں واقع ہے اسی طرح ذَبَذَبَ میں ذال اور بادو حرف ہیں ذال فا اور لام اول کے مقابلہ پر اور با عین اور لام ثانی کے مقابلہ پر واقع ہیں۔

**فصل دوم در صرف مہوز:** بدانکہ صرف مہوز با صرف صحیح برابر باشد، مگر جائے چند کہ بدو اصل بیروں آید

ترجمہ و مطلب: دوسری فصل مہوز کی گردان کے بیان میں جان لیجئے کہ صرف مہوز، صرف صحیح کے ساتھ برابر ہے یعنی مہوز میں تغیرات اور تعلیلات بہت کم ہوتی ہیں اس کی گردان اور صحیح کی گردان قریب قریب یکساں ہے مگر چند مقامات ہیں جہاں تغیرات اور تعلیلات کے باعث صحیح اور مہوز کی گردانوں میں فرق پڑتا ہے اور وہ دو اصل سے برآمد ہوتے ہیں یعنی اختلاف کی بنیاد دو اصول پر قائم ہے انہیں محفوظ کر لیا جائے۔

اصل اول ہر ہمزہ منفردہ کہ ساکن باشد، در اسم یادِ ر فعل، روا باشد کہ اور ابدل کنند بحرف علت بروفق حرکت ما قبل ہمزہ، چوں رَاسٌ و کَاسٌ و بُوسٌ و ذِئبٌ و بَئِرٌ و یاخُذٌ و یُوخِذٌ و شِیتٌ کہ در اصل رَاسٌ و کَاسٌ و بُوسٌ و ذِئبٌ و بَئِرٌ و یاخُذٌ و یُوخِذٌ و شِیتٌ بودہ است۔

ترجمہ و مطلب: اصل اول جو ہمزہ منفردہ ساکن ہو، خواہ اسم میں ہو یا فعل میں، جائز ہو گا کہ اس کو اس حرف علت سے بدل دیں جو ہمزہ کے ما قبل حرف کی حرکت کے موافق ہو یعنی ما قبل ہمزہ فتح ہو تو الف سے، کسرہ ہو تو یا سے ضمہ ہو تو واو سے اس ہمزہ منفردہ کو بدل سکتے ہیں — فتح الف کے مناسب ہے کہ دو فتحوں سے الف بن جاتا ہے اور کسرہ اور یا میں مناسبت ہے، دو کسروں سے یا بن جاتی ہے اسی طرح واو اور ضمہ کی مناسبت سمجھ لو، دو ضمموں سے واو پیدا ہو جاتی ہے یعنی ذرا فتح کھینچ دیا بس الف ہو گیا۔ ذرا کسرہ کو کھینچ کر ادا کیجئے یا بن جائے گی ذرا ضمہ پر زور دیجئے بس واو بنا رکھا ہے۔

دیکھئے رَاسٌ (میں) ہمزہ منفردہ ساکن ہے اور ما قبل مفتوح، اس کو الف بنا لیا رَاسٌ ہو گیا۔ اسی طرح کَاسٌ بمعنی پیالہ شراب کو بجائے ہمزہ الف سے ادا کر سکتے ہیں۔ بُوسٌ (بمعنی شدت حاجت) میں برعایت ضمہ ما قبل بُوسٌ پڑھنا جائز ہے۔ ذِئبٌ (بھیڑیا) میں کسرہ ما قبل کی وجہ سے ذِئبٌ بالیا پڑھ سکتے ہیں۔ بَئِرٌ (کنواں) یہاں بھی وہی صورت ہے۔ یاخُذٌ، یُوخِذٌ ماخوذ از آخِذٌ بمعنی لینا اول میں ہمزہ الف سے اور ثانی یعنی مجہول میں ہمزہ واو سے بدل کر یاخُذٌ الف کے ساتھ اور یُوخِذٌ واو کے ساتھ پڑھا جاتا ہے شِیتٌ واحد مذکر حاضر از باب سَمِعَ یَسْمَعُ میں بجائے ہمزہ برعایت کسرہ ما قبل اس کو یا سے بدل کر شِیتٌ پڑھنا درست ہے۔

اصل دوم: ہر جا کہ دو ہمزہ در اول کلمہ بہم آئند، و ہمزہ اول متحرک باشد و دوم

ساکن واجب است کہ ہمزہ دوم را بدل کنند، بحرف علت، بروفق حرکتِ ہمزہ اول، چوں اَمَنْ وَاَوْمِنْ وَاِيْمَانَا کہ دراصل اَءْ مِنْ وَاَوْمِنْ وَاِيْمَانَا بوده است

ترجمہ و مطلب: اصل دوم کا تعلق دو ہمزوں کے اجتماع سے ہے یعنی جہاں کلمہ کے اول میں دو ہمزہ جمع ہو جائیں اور ہمزہ اول متحرک ہو اور ثانی ساکن، وہاں دوسرے ہمزہ کو ہمزہ اولی کے موافق حرکتِ حرف سے بدلنا ضروری ہوگا اَمَنْ اَوْمِنْ اِيْمَانَا اصل میں اَءْ مِنْ اَوْمِنْ اِيْمَانَا تھے۔ حسب قاعدہ مذکورہ ہمزہ ثانیہ کو اَمَنْ میں الف کے ساتھ، اَوْمِنْ میں واو کے ساتھ اِيْمَانَا میں یا کے ساتھ بدل لیا گیا۔

ابدال در اصل اول جائز است، و ابراز نیز، و در اصل دوم واجب، و ایں حکم در ہمہ بابہا مطرد است

ترجمہ و مطلب: یہ تبدیلی اصل اول میں تو صرف جائز تھی اس لئے ابراز یعنی اس کا باقی رکھنا اور بوقتِ ادا اس کا اظہار بھی جائز تھا۔ ابراز باب افعال کا مصدر ہے اس کے معنی ہیں ظاہر کرنا۔ اصل ثانی میں یہ تبدیلی لازم ہے وہاں (یعنی اصل دوم میں) اظہار ہمزہ یعنی کلمہ کو برعایت ہمزہ جھٹکا دے کر ادا کرنا قطعاً درست ہے۔

اور مہموز کے تمام ابواب میں جہاں ابتدا میں ہمزتین کا اجتماع بشرط مذکور ہو یہ حکم مُطَرَّد ہے یعنی ایسے تمام ابواب میں یہ حکم نافذ ہے مطرد بمعنی مستقیم یعنی ایک روش پر، حاصل معنی یہ ہوا کہ جملہ ابواب میں حکم کی یکسانیت ہے، یہ نہیں کہ کہیں کچھ ہو اور کہیں کچھ (۱)

قانون: اگر ہمزہ منفردہ متحرک باشد، و ما قبل آں ساکن، روا باشد کہ

(۱) مگر کل (کھا) اور خذ (لے) اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں کل کی اصل اءْ کل اور خذ کی اصل اُخْذ ہے ۱۲

حرکتِ ہمزہ نقل کردہ ہما قبل و ہند، و ہمزہ را حذف کنند، برائے تخفیف،  
چوں یَسَلْ وَقَدْ فَلَاحَ کہ در اصل یَسَالُ وَقَدْ أَفْلَحَ بودہ است۔

ترجمہ و مطلب: یہ قانون اسی ہمزہ منفردہ کی دوسری شکل ہے یعنی ہمزہ منفردہ ساکن ہو تو اس کا وہ حکم ہے جو سابقاً مذکور ہوا اور متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہو گا کہ ہمزہ کی حرکت اس کے ماقبل ساکن کی طرف منتقل کر کے ہمزہ کو حذف کر دیں۔

یہ سب کچھ کلمہ کو باکا کرنے کی خاطر کیا جاتا ہے، کیونکہ عرب ہمزہ کو بہ نسبت حروفِ علت زیادہ ثقیل دیکھتے ہیں، لہذا حسب موقع ابدال یا حذف یا تسہیل کو \_\_\_\_\_ کہ یہ بھی ایک لحاظ سے ابدال ہی جیسا ہوتا ہے کہ کھلا ہمزہ نہیں رہتا، بلکہ بین بین حالت میں آدا ہوتا ہے۔ اختیار کر لیتے ہیں۔

یَسَلْ کو یَسَلْ بدون ہمزہ اسی قاعدہ کے ماتحت پڑھا گیا ہے (۱)۔ اسی طرح قَدْ أَفْلَحَ میں ہمزہ کی حرکت دال کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیتے ہیں اور قَدْ فَلَاحَ پڑھتے ہیں (۲) قَدْ أَفْلَحَ یقیناً کامیاب ہو گیا۔

﴿فائدہ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے مثال کے ذریعہ قاعدہ کی ایک تعمیم کا اشارہ کر دیا یعنی ہمزہ کی مذکورہ صورت خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں۔ چنانچہ قَدْ أَفْلَحَ میں ہمزہ ایک کلمہ میں ہے اور ماقبل کا سکون دوسرے کلمہ میں یعنی قَدْ میں۔

فصل سوم در صرف معتل بدارا کہ حرف علت را در کلام عرب ثقیل دارند، و ازیں جہت گاہے وے را حذف کنند، و گاہے بدل، و گاہے ساکن۔ و ثقیل ترین ایشاں و او است، پس یا، پس الف۔ و الف ہمیشہ ساکن باشد بے ضغطہ

(۱) امام حمزہ رحمہ اللہ حالت وقف میں اس طرح پڑھتے ہیں ۱۲  
(۲) یہ بھی امام حمزہ کی قرأت ہے مگر صرف حالت وقف میں اور وزش رحمہ اللہ جو امام نافع مدنی کے دوسرے راوی ہیں وہ وقف و وصل دونوں حالتوں میں اس طرح پڑھتے ہیں ۱۲

زبان چوں ماو لا۔ و ہرچہ متحرک باشد بصورت الف، و یا ساکن بَضْفَطْہُ بود  
ہمزہ باشد، چوں اَمْرَ و سَأَلَ و قَرَأَ و رَأْسٌ و بُؤْسٌ و ذَنْبٌ۔ و اواخت ضمہ  
بود و الف اخت فتح و یا اخت کسرہ۔

ترجمہ: جان لیجئے کہ حرف علت کو عربی زبان میں ثقیل (بھاری) سمجھتے ہیں  
اور اسی وجہ سے کبھی اس کو حذف کرتے ہیں اور کبھی بدل دیتے ہیں اور کبھی  
ساکن کر دیتے ہیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ بھاری واو ہے پھر یا، پھر الف  
اور الف ہمیشہ ساکن، زبان کے جھٹکے کے بغیر ادا ہوتا ہے، جیسے ما اور لا اور  
جو بھی الف کی صورت میں متحرک ہو یا ساکن ہو جھٹکے کے ساتھ ادا ہوتا ہو تو  
وہ ہمزہ ہوتا ہے، جیسے اَمْرَ اور سَأَلَ اور قَرَأَ اور رَأْسٌ اور بُؤْسٌ اور ذَنْبٌ  
واو پیش کی بہن ہے اور الف زبر کی اور یا کسرہ کی۔

تشریح: (۱) جاننا چاہئے کہ کلام عرب میں حرف علت کو ثقیل سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ  
سے جس کلمہ میں حرف علت آجاتا ہے اس کی تخفیف (ہلکا) کر دیتے ہیں۔  
اس تخفیفی عمل کے لئے مختلف راہیں تلاش کی گئیں اور ان کے لئے اصول وضع  
کئے گئے تاکہ بے ضابطگی کا دروازہ نہ کھل جائے اور جا بے جا تخفیفی آپریشن نہ  
ہونے لگے کہ اس طریق سے زبان کے ٹوک پلک بگڑنے سے اس کا فطری حسن  
برباد ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ جاتی ہے۔

اُس تخفیف کے تین طریق تجویز ہوئے جو حسب موقعہ عمل میں لئے جاتے  
ہیں، حذف، ابدال اور اسکان، سو کہیں حذف کا عمل کیا جاتا ہے، جیسے قُلْ  
میں کہ اصل اَقُولُ تھا۔ واو کا ضمہ ما قبل کو دے کر واو کو بعلت اجتماع ساکنین  
حذف کر دیا۔ اور کسی مقام پر ابدال کو اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ قَوْلَ سے قَالَ  
اس طرح بنا کہ واو کو الف سے بدل دیا اور کہیں اس کو ساکن کر کے ثقل زائد  
سے نجات حاصل کرتے ہیں چنانچہ يَقُولُ مضارع سے يَقُولُ بنانا تھا تو واو کا  
ضمہ ما قبل کو دے کر واو کو ساکن کر دیا۔

حروف علت میں مراتب: حروف علت میں بلحاظ ثقل و خفت مراتب قائم کئے گئے ہیں کہ حروف علت میں واو ثقالت میں سب سے بڑھا، واو اس کے بعد یا کا نمبر ہے اس کے بعد الف کا۔

ہمزہ اور الف میں فرق: ہمزہ اور الف کا فرق بتاتے ہیں کہ الف ہمیشہ ساکن رہتا ہے اس میں حرکت قبول کرنے کی قابلیت مفقود ہے۔ اس کے ادا کرنے میں زبان جھٹکا نہیں کھاتی۔ ضغطة بمعنی تنگی۔ یہ تنگی ہی جھٹکا پیدا کر دیتی ہے کیونکہ تنگی میں پھنس کر فوراً اضطرابی حرکت اس سے نکلنے کے لئے ہوتی ہے لہذا جھٹکا پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ ما اور لا میں الف کس قدر سادہ طریق سے ادا ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات محسوس بھی نہیں ہوتا۔ مثال سے اس امر پر تنبیہ فرمادی کہ ابتدا میں الف نہیں آسکتا، ہم اس کی وجہ بیان کر چکے ہیں (دیکھئے ص ۲۷) اور جو بصورت الف، متحرک ہو یا ساکن ہو اور جھٹکا لیتا ہو وہ ہمزہ ہو گا نہ الف۔

ایک شبہ کا جواب: اس بیان سے یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ الف قابل حرکت نہیں۔ ہم نے تو بہت سی جگہ الف پر حرکت دیکھی ہے۔ اَمْرٌ، اَوْمَرُ، اِسْتَلَّ دیکھئے پہلی مثال میں الف مفتوح ہے اور دوسری مثال میں مضموم، تیسری مثال میں مکسور ہے لہذا یہ دعویٰ کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے غلط ہو گیا۔ سو اس کا جواب یوں سمجھ لیں کہ ان امثلہ میں ہمزہ بصورت الف مکتوب ہے یہ الف نہیں ہے آپ کو صورت سے دھوکا لگ رہا ہے۔ بہت سے مختلف حروف شکل اور صورت میں یکساں نظر آتے ہیں اور حقیقت میں وہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ عین غین کی شکل ایک ہی ہے نقطہ سے امتیاز ہوتا ہے۔ جیم، حا، خا، صوراۃ ایک ہیں اور حقیقتہً مختلف۔ الغرض صورت کا اعتبار نہیں بلکہ علامات کا اعتبار ہو گا۔

سواول تو یہ بات ہے کہ الف ابتدا میں نہیں ہوتا ہے وسط میں ہو گا جیسے قَابِل کا الف یا آخر میں ہو گا، جیسے ضَرَبَا کا الف۔ دوسرے الف پر

حرکت نہیں ہوتی پس جہاں صورتِ الف متحرک ہو وہاں وہ الف ہو ہی نہیں سکتا فافہم۔

﴿فائدہ﴾ امثلہ میں یہ دکھلادیا کہ ہمزہ ابتدا، وسط، آخر، ہر مقام پر آسکتا ہے۔ رَأْسٌ، بُؤْسٌ ذَنْبٌ ہمزہ ساکنہ کی امثلہ ہیں جن میں ادا کے وقت زبان کو ضبطہ پیش آتا ہے۔

﴿نوٹ﴾ قولہ واو اخت ضمہ بُؤذ۔ یہ بہ فتح واو ہے اور مضارع ہے، بسکون واو ماضی کا صیغہ نہیں ہے۔

﴿فائدہ﴾ واو ضمہ کی بہن ہوتا ہے یعنی ضمہ کے اِشْبَاع سے واو بن جاتا ہے۔ اسی طرح الف اخت فتح اور یا اخت کسرہ کو سمجھ لیں۔ ہم اس کو لکھ چکے ہیں (دیکھئے ص ۳۰) اِشْبَاع کے معنی یہاں کھینچ کر پڑھنے کے ہیں۔ چونکہ جملہ حروف مؤنث ہیں اس لئے تعبیر بہ لفظ اخت مناسب ہوئی۔

بدانکہ صرف معتل فا صرف صحیح برابر باشد مگر جائے چند کہ دریں محل یاد کنیم، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: جان لیجئے کہ معتل فا (مثال) کی گردان صحیح کی گردان کے ساتھ یکساں ہے مگر چند جگہ کہ اس جگہ ذکر کریں گے ہم اگر اللہ نے چاہا۔  
تشریح: معتل فا میں تصرفات بہت کم ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ مثل صحیح ہے اسی بناء پر اس کا دوسرا نام مثال تجویز ہوا۔ البتہ چند مواقع ہیں کہ جہاں قانونی تصرفات کا اثر ہوا ہے اور صرف (گردان) صحیح سے ان کا صرف مختلف ہو گیا ہے ہم اس مقام پر ان کا تذکرہ کرتے ہیں مصنف کی عبارت میں کنیم واقع ہے جس کا تعلق مستقبل سے ہے یعنی ان کا ذکر کریں گے اس لئے ان شاء اللہ بڑھانا پڑا کیونکہ آئندہ کے متعلق کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی اس کا معاملہ مَشِیَّتِ اِیْزِ دِی کے ماتحت رہتا ہے۔

اول آن کہ چوں فاکلمہ واو باشد در بابِ فَعَلَ یَفْعِلُ — بفتح العین



فی الماضي، وکسرھا فی الغابر ودر باب فَعَلَ یَفْعَلُ — بکسر العین فیہما — آں واواز مستقبل بیفتد، چوں وَجَبَ یَجِبُ وَوَمِقَ یَمِیقُ کہ در اصل یُوْجِبُ وِیُوْمِیقُ بوده است۔

ترجمہ و مطلب: پہلا مقام یہ ہے کہ باب ضرب یضرب اور حَسِبَ یَحْسِبُ کا فاکلمہ واو ہو تو یہ واواں کے مستقبل سے گر جاتا ہے، چنانچہ وَجَبَ یَجِبُ — بفتح العین فی الماضي وکسرھا فی الغابر — یعنی مضارع میں یجب کا واو حذف کر دیا گیا کہ اصل میں یُوْجِبُ تھا۔ اسی طرح وَمِیقَ یَمِیقُ — بکسر العین فیہما — از باب حَسِبَ یَحْسِبُ، یَمِیقُ کا واو کہ اصل میں یُوْمِیقُ تھا ساقط ہو گیا۔ اس کا مصدر مِیقَةُ بکسر میم ہے: محبت کرنا اور وَجَبَ کا مصدر وَجُوبٌ ہے بمعنی ضروری ہونا۔ غابر مضارع کو کہتے ہیں کیونکہ اس کے معنی باقی کے ہیں اور ماضی کے بعد مضارع کی حیثیت باقی ماندہ کی رہ جاتی ہے واللہ اعلم۔

قانون ہر واو کہ میان یا وکسرہ لازم اُفتد، و حرکت یا مخالف واو بُوَذ۔ آں واو یُیْفَتد، چوں یَعِدُّ ومانند آں۔ وچوں واو از یَعِدُّ بیفتد از تَعِدُّ وَاَعِدُّ و نَعِدُّ نیز بیفتد تا حکم باب مختلف نگرود، اگرچہ واو میان یا وکسرہ نیست۔ ودر یُوْجِبُ واو نیفتد از یراکہ حرکت یا موافق واواست۔ چوں واواز مستقبل یُیْفَتد روا باشد کہ از مصدر او نیز بیفتد، چوں یَعِدُّ عِدَّةً ویزنُ زِنَةً

ترجمہ: ضابطہ ہر وہ واو جو کہ یا اور کسرہ لازمہ کے درمیان پڑے اور یا کی حرکت واو کے مخالف ہو تو وہ واو گر جاتا ہے، جیسے یَعِدُّ اور اس جیسی مثالیں۔ اور جب واو یَعِدُّ سے گر جاتا ہے تو تَعِدُّ، اَعِدُّ اور نَعِدُّ سے بھی گر جاتا ہے تاکہ باب کا حکم مختلف نہ ہو، اگرچہ (ان صیغوں میں) واو، یا اور کسرہ کے درمیان نہیں ہے اور یُوْجِبُ میں واواں لئے نہیں گرا کہ یا کی حرکت واو

کے موافق مزاج ہے۔ اور جب واو مضارع سے گر جائے تو جائز ہوگا کہ اس کے مصدر سے بھی گر جائے جیسے یَعِدُّ عِدَّةً اور یَزِنُ زِنَةً

تشریح: جب یہ معلوم ہو گیا کہ مثال واوی از باب ضرب یضرب وحسب یحسب کے مضارع کا واو ساقط ہو جاتا ہے یعنی اہل زبان سے اسی طرح مسموع ہوا ہے مگر کس ضابطہ و قانون کے ماتحت؟ اس کو بیان کرتے ہیں۔

ضابطہ: جو واو کہ یا اور کسرۃ لازم کے مابین واقع ہو اور حرکت یا مزاج واو کے مخالف ہو یعنی مضموم نہ ہو تو ایسا واو گر جاتا ہے چنانچہ یَعِدُّ اور اس کے امثال میں مثلاً یَمِيقُ وغیرہ میں واو کا سقوط اسی اصول پر ہوا ہے۔

﴿سوال﴾ ہوتا ہے کہ سقوط واو کا عمل تو تَعِدُّ، اَعِدُّ نَعِدُّ میں بھی ہوا ہے حالانکہ وہاں یاء نہیں؟

﴿اس کا جواب﴾ دیتے ہیں کہ ان کا واو بھی ساقط ہو جاتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ باب (گردان) کا حکم مختلف نہ ہو جائے یعنی چونکہ سارے باب کو ایک روش پر رکھنا منظور تھا لہذا یہاں بھی واو ساقط کر دیا گیا، اگر ایسا نہ کرتے تو باب کا ایک صیغہ ایک رنگ پر ہوتا اور دوسرے صیغے دوسرے نمونے کے ہوتے اور یہ قطعاً غیر مناسب ہے۔

اب ایک دوسرا اشکال ہو گیا: وہ یہ ہے کہ یُوْجِبُ میں یا اور کسرۃ لازم دونوں موجود ہیں، پھر بھی واو اپنی جگہ پر قائم ہے؟

اس کا جواب دیتے ہیں کہ یُوْجِبُ (مضارع باب افعال) میں شرط حذف مفقود ہے یعنی کہ یہاں یا کی حرکت واو کے موافق ہے، مخالف نہیں۔ اور حذف واو کی شرط حرکت یا کا مخالف مزاج ہونا مرقوم ہو چکا ہے۔

﴿سقوط واو کی وجہ﴾ اصل یہ ہے کہ جس صورت میں واو یائے مفتوحہ اور کسرۃ لازم کے مابین گھرا ہوا ہو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ واو دویا کے درمیان مقید ہے کیونکہ کسرہ اخت یا ہوتا ہے تو حضرت واو یہ دیکھتے ہوئے کہ نہ اوپر کی حالت ان کے لئے سازگار ہے اور نہ نیچے ہی کوئی توافق کی امید

ہے کہ باب کی وجہ سے وہ کسرہ اٹل ہے، بحالت بے بسی درمیان سے ہٹ گئے گویا زمانہ حال کے مطابق اس نا واجب سلوک سے متاثر ہو کر بطور پڑوٹنٹ (احتجاج) اپنی جگہ سے اٹھ کر چل دئے۔

﴿مصدر سے واو کے گرنے کا بیان﴾ جب مستقبل سے واو گر جائے تو مصدر سے بھی اس کا گرنا جائز ہوگا، جیسے یَعِدُ عِدَّةً اور یَزِنُ زَنَةً - عِدَّةٌ : وعدہ کرنا زَنَةٌ : تولنا۔ عِدَّةٌ اصل میں وَعَدٌ تھا واو کو بمطابقت مضارع حذف کر کے آخر میں تائے عوض بڑھادی اور عین کو کسرہ دے دیا۔ کیونکہ الساکنُ إذا حُرِّكَ حُرْکَ بالكسر (ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے) یا وہی واو کا کسرہ عین کو دیدیا گیا۔ اسی طرح زَنَةٌ اصل میں وَزَنٌ تھا برعایت یَزِنُ، وَزَنٌ مصدر کا واو حذف کر کے آخر میں تا بڑھادی تاکہ تثلیث (تین حرفی ہونا) قائم رہے اور زاکو کسرہ دے دیا۔

قانون فعل از وجہ اعلال اصل است، و مصدر فرع وے، وایں نزدیک کو فیاں ست، و نزدیک بصریاں مصدر اصل ست، و فعل فرع وے از وجہ اشتقاق۔ چوں خواہند کہ فرع را با اصل برابر کنند اینہار اور تصحیح و اعلال بریکدیگر قیاس کنند چوں قَامَ قِیَاماً و قَاوَمَ قِوَاماً و او در قِیَاماً متغیر شد زیرا کہ در قَامَ متغیر شدہ است و در قِوَاماً بسلا مت ماند از انچہ در قَاوَمَ سالم ماندہ است۔

ترجمہ : ضابطہ : فعل تعلیل کی جہت سے اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے اور یہ کو فیوں کے نزدیک ہے اور بصریوں کے نزدیک مصدر اصل ہے اور فعل اس کی فرع ہے، مشتق ہونے کی جہت سے۔ جب چاہتے ہیں وہ کہ فرع کو اصل کے ساتھ یکساں کریں تو ان کو تصحیح و تعلیل میں ایک دوسرے پر قیاس کرتے ہیں، جیسے قام قیاما اور قاوم قواما، قیاما میں واو بدل گیا ہے اس لئے کہ قام میں بدل گیا اور قواما میں سالم رہا ہے اس وجہ سے کہ قاوم میں سالم رہا ہے۔

تشریح: یہ دوسرا قانون مصدر اور فعل کا معاملہ بتانے کے لئے آیا ہے کہ یَعِدُ میں واو اگر اتو عِدۃ میں کیوں گرا؟ اس کے لئے ایک قانون بیان کر دیا۔ ﴿قانون﴾ کو فہم کے نزدیک فعل اعلال کے باب میں اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے اور اعلال میں فعل کا تابع ہے (۱) اور بصرہ میں کے نزدیک مصدر اصل ہے اور فعل فرع، انہوں نے اصالت و فرعیّت کا معیار اشتقاق کو قرار دیا ہے جو مشتق ہے وہ فرع ہو گا اس کی جس سے وہ نکلا ہے۔ تو گویا تمام افعال و اسماء مصدر سے نکلتے ہیں۔ لہذا مصدر اصل ہو اور فعل فرع۔

﴿اعلال مصدر کا اصول﴾ اب اس پر اعلال مصدر کا اصول بتاتے ہیں کہ کہاں کہاں مصادر میں اعلال ہو گا اور کہاں نہیں ہو گا؟ فرماتے ہیں کہ جب یہ منظور ہوتا ہے کہ فرع کو اصل کے ساتھ برابر کریں تو ان کو تصحیح اور اعلال میں ایک دوسرے پر قیاس کرتے ہیں۔ تصحیح بمعنی تصحیح رکھنا۔ اعلال: تعلیل کرنا۔ لہذا مرجع فرع ہے جو بمعنی متفرعات جمع ہے (۲)

حاصل یہ ہوا کہ فرع اور اصل کو ایک ساتھ برابر کرنے میں پر عایت اصل، فرع میں یا (تو) طریق تصحیح اختیار کیا جاتا ہے کہ اصل میں بھی تصحیح تھی یا اعلال پر عمل کیا جاتا ہے کہ اصل میں اعلال موجود ہے۔ دیکھیے قَامَ قِیَاماً اور قَاوَمَ قِوَاماً کو، قَامَ میں تعلیل ہوئی تھی تو قِیَاماً میں جو کہ اصل میں قِوَاماً تھا تعلیل ہو گئی اور قَاوَمَ باب مفاعلت میں تعلیل نہیں ہوئی تھی تو قِوَاماً اس کے مصدر بھی میں تعلیل نہیں ہوئی۔

﴿تنبیہ﴾ قولہ واو در قواما متغیر شد الخ اس پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ توافق کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس نوع کا اعلال فعل میں ہوا ہو وہی اعلال مصدر

(۱) بلکہ مناسب تعبیر یوں ہونی چاہئے کہ: ”کو فہم کے نزدیک فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع، انہوں نے اصالت و فرعیّت کا معیار اعلال کو قرار دیا ہے، چونکہ مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہے اس لئے وہ فعل کو اصل قرار دیتے ہیں اور مصدر کو اس کی فرع ۱۲۔“

(۲) بلکہ لہذا مرجع اصل و فرع دونوں کو قرار دینا اولیٰ ہے کیونکہ ایک دوسرے پر قیاس کرنا انہیں دونوں میں ہوتا ہے ۱۲

میں بھی کیا جائے۔ بلکہ اصل اعلال میں توافق درکار ہے کہ واو نہ ماضی میں سالم رہا نہ مصدر میں ماضی میں الف ہوا، مصدر میں یا، بہر حال واو متغیر ہو گیا خواہ الف ہو کر یا یا بن کر اسی نہج پر یَعِدُ عِدَّةً اور یَزِنُ زِنَةً کا معاملہ سمجھ لیں کہ وہاں بھی برعایت فعل مصدر میں اعلال ہوا۔

دوم آل کہ واویا گردو، در مصدر باب افعال واستفعال، چوں اَوْقَدَ اِيقَادًا۔  
وَسْتَوْقَدَ اسْتِيقَادًا۔

قانون ہر واو کہ ساکن باشد، وما قبل او مکسور، آل واویا گردو، چوں مِيزَانٌ وَاِنْجَلٌ کہ در اصل مِوزَانٌ وَاَوْجَلٌ بودہ است۔

ترجمہ: دوسرا (اختلافی مقام) یہ ہے کہ باب افعال اور باب استفعال کے مصادر میں واویا ہو جاتی ہے، جیسے اَوْقَدَ اِيقَادًا اور اسْتَوْقَدَ اسْتِيقَادًا۔  
ضابطہ: ہر وہ واو جو کہ ساکن ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو تو وہ واویا ہو جاتا ہے، جیسے مِيزَانٌ اور اِنْجَلٌ کہ اصل میں مِوزَانٌ اور اَوْجَلٌ تھے۔

تشریح: مثال کا صحیح سے دوسرا اختلافی مقام یہ ہے کہ باب افعال اور استفعال کے مصدر میں واویا ہو جاتی ہے، جیسے اَوْقَدَ کا واو اِيقَادًا مصدر میں یا سے بدل گیا۔ اِيقَاد: آگ روشن کرنا، بھڑکانا۔ اصل میں اَوْقَادًا تھا اسی طرح اِسْتَوْقَدَ اسْتِيقَادًا میں اِسْتَوْقَادًا اصل سے اِسْتِيقَادًا بنایا گیا۔

قانون اس تبدیلی کا قانون ذکر کرتے ہیں کہ جو واو ساکن ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو تو وہ واویا ہو جائے گا۔ دیکھئے مِيزَانٌ اصل میں مِوزَانٌ تھا بمعنی ترازو، واوکسرہ ما قبل کی رعایت سے یا سے بدل گیا۔ اِنْجَلٌ امر از وَجَلٌ یَوْجَلٌ۔ بروزن اِسْمَعٌ، وَجَلٌ کے معنی خوف کرنا اس کی اصل میں واو تھا جو بقاعدہ مذکور ہوا ہو گیا بس یہی قانون اِيقَاد اور اسْتِيقَاد میں بھی چلایا گیا ہے۔

سوم آل کہ یا واو گردو، چوں علامت استقبال بَضُمٌ شود، چوں یُونُسُ و یُوْقِنُ

کہ دراصل یُسِرُ و یُتَقِنُ بوده است  
قانون ہر یا کہ ساکن باشد و ما قبل آں مضموم، آں یا و او گرد، چنانکہ  
بالا گذشت۔

ترجمہ و مطلب تیسرا صحیح سے اختلافی موقع یہ ہے کہ جب علامت استقبال  
(مضارع) مضموم ہو تو وہاں یائے ساکنہ و او سے بدل جائے گی۔ یُسِرُ اصل  
میں یُسِرُ تھا، یائے ساکنہ برعایتِ ضمہ ما قبل و او ہو گئی۔ یُسِرُ بروزن  
یُکْرِمُ۔ اِنْسَارُ کے معنی: مالدار ہونا یہ فعل لازم ہے۔ یُوْقِنُ مضارع از  
ایقَان باب افعال: یقین دلانا۔ اصل میں بالیاء تھا، یا کو و او کر لیا گیا۔  
﴿قانون﴾ اب اس کا قانون بتاتے ہیں کہ جو یا ساکن ہو اور اس کا ما قبل مضموم  
ہو تو وہ یا و او ہو جائے گی، جیسا کہ او پر مثالیں گذر گئیں۔

چہارم آں کہ ہر و او یا کہ در فاکلمہ باب افعال اصلی باشد تا گرد، و تا در تا  
مدغم شود، چوں اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتَّقَادًا و اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتَّسَارًا۔

ترجمہ و مطلب جو و او یا کہ باب افعال کے فاکلمہ میں واقع ہوں، اور ہوں  
بھی اصلی، کسی دوسرے حرف سے بدل کر نہ آئے ہوں، وہ تا ہو جاتے ہیں،  
پھر تائے افعال میں مدغم ہو جاتے ہیں۔

﴿واو کی مثال﴾ اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتَّقَادًا اس کا مادہ وَقَدَّ ہے جس سے معلوم ہوتا  
ہے کہ اصل میں و او تھا اَوْتَقَدَ یَوْتَقِدُ اَوْتَقَادًا

﴿اور یا کی مثال﴾ اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتَّسَارًا: جو اُکھلا۔ اس کا مادہ یُسِرُ ہے، جس  
سے اس کی اصل کا پتہ چلتا ہے۔ اصل میں اِیْتَسَرَ یِیْتَسِرُ اِیْتَسَارًا تھا۔ و او یا  
واقع ہوئے فاکلمہ میں، باب افعال کے، ان کو اول تا سے بدلا پھر تائین میں  
ادغام ہو گیا۔

﴿سوال﴾ اِیْتَمَنَ بروزن اِجْتَنَبَ میں یا کوتا سے بدل کر ادغام کیوں نہیں

کیا گیا حالانکہ قاعدہ موجود ہے؟  
 ﴿جواب﴾ اِئْتَمَنَ کی یا اصلی نہیں ہے، ہمزہ سے بدل کر آئی ہے اصل  
 اِئْتَمَنَ تھا۔ بقاعدہ اِئْمَانًا ہمزہ یا ہو گیا۔ قاعدہ میں یہ شرط موجود ہے کہ واو  
 ویا اصلہ ہوں۔

در صرف معتل عین بہمہ باب تعلیل و تغیر بسیار افتد۔ مگر در باب تفعیل  
 و تَفَعُّل و تفاعل و مفاعله کہ صرف ایں چہار باب با صرف صحیح برابر باشد  
 و سیاق صرف وے ایں ست از باب فَعَلَ یَفْعُلُ — بفتح العین  
 فی الماضي، و ضَمُّهَا فی الغابر — چوں القَوْلُ: گفتن

ترجمہ و مطلب: معتل عین کی گردانوں میں اس کے تمام ابواب میں تعلیلات  
 اور تغیرات بکثرت واقع ہوتے ہیں مگر باب تفعیل، تَفَعُّل، تفاعل اور  
 مفاعله میں کہ ان چاروں ابواب کے صرف (گردانیں) صرف صحیح کے  
 ساتھ برابر ہیں ان میں تغیرات واقع نہیں ہوتے۔

قولہ سیاق الخ سیاق بمعنی روانگی، چلن یعنی معتل عین کے ابواب میں  
 صیغوں کی گردان اس روش پر ہے، مذکورہ ابواب کی روش کو غیر مذکورات  
 کے لئے نمونہ سمجھیں اور اسی کے مطابق ابواب کی صرف کبیر گردانیں۔

﴿تنبیہ﴾ ہر ہر بحث (گردان) کو علیحدہ علیحدہ یاد کرایا جائے ہر ہر صیغہ کے  
 معنی کہ جس سے افراد، تشنیہ، جمع، تذکیر، تانیث کا پتہ چلتا رہے۔ ساتھ ہی  
 بحث کا نام اور مواقع اعلال پر تنبیہ۔ مثلاً قَالَ کا ترجمہ یوں کیا جائے گا: کہا اس  
 ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں، صیغہ واحد مذکر غائب، بحث اثاب فعل ماضی  
 معروف، از باب نصر ینصر، اجوف واوی، اصل میں قَوْلَ بروزن نصر  
 تھا (واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدلا قَالَ ہوا)

قانون قَالَ در اصل قَوْلَ بود، واو الف گشت قَالَ شد زیرا کہ ہر واو ویا کہ

متحرک باشد، و ما قبل آں مفتوح، و کلمہ از التباس بمفرد ایمن باشد، و در اں کلمہ  
تعالیٰ دیگر از جنس وے نہ شادہ باشد، و در معنی آں واو و یا کہ تصحیح آں  
ضروری ست نباشد، و نیز مصدر و جمع نباشد آں واو و یا الف گردد، چوں قَالَ  
وَبَاعَ وَبَابٌ وَنَابٌ وَدَعَا وَرَمَىٰ وَعَصَا وَهَدَىٰ ——— واو در  
دَعَوَا ویا در رَمَىٰ الف نگشت زیرا کہ از التباس مفرد ایمن نیست ———  
و در طَوًی و رَوًی الف نگشت زیرا کہ تعلیل دیگر از جنس وے افتادہ است  
————— و در عَوْرَ وَصَيْدَ وَعَيْنَ الف نگشت زیرا کہ در معنی إِغْوَرَّ وَاصِيدٌ  
وَإِعْيَنٌ است ——— و در دَوْرَانٌ وَجَوْلَانٌ الف نگشت زیرا کہ مصدر است  
————— و در حَوَکَۃً وَشَوَکَۃً الف نگشت زیرا کہ جمع است۔

ترجمہ : قَالَ اصل میں قول تھا، و او الف ہوا تو قَالَ ہو گیا۔ اس لئے کہ ہر وہ  
واو اور یا جو کہ متحرک ہوں اور ان کا ما قبل مفتوح ہو اور (۱) کلمہ مفرد کے ساتھ  
مشتبہ ہونے سے محفوظ ہو (۲) اور اس کلمہ میں کوئی دوسری تعلیل اس کی  
جنس سے نہ ہوئی ہو (۳) اور اس کے معنی میں وہ واو اور یا نہ ہو جس کو صحیح  
رکھنا ضروری ہو (۴) اور نیز وہ کلمہ مصدر اور جمع نہ ہو ——— تو وہ واو اور یا  
الف ہو جاتے ہیں، جیسے قَالَ، بَاعَ، بَابٌ، نَابٌ، دَعَا، رَمَىٰ، عَصَا اور  
هَدَىٰ ——— دَعَوَا میں واو اور رَمَىٰ میں یا الف نہیں ہوئے کیونکہ مفرد  
کے ساتھ مشتبہ ہونے سے محفوظ نہیں ہیں ——— اور طَوًی اور رَوًی  
میں واو، الف نہیں ہوا کیونکہ دوسری تعلیل اسی قبیل سے ہو چکی ہے ———  
اور عَوْرَ، صَيْدَ اور عَيْنَ میں واو اور یا الف نہیں ہوئے اس لئے کہ یہ افعال  
إِغْوَرَّ، إِصِيدَ اور إِعْيَنٌ کے معنی میں ہیں ——— اور دَوْرَانٌ اور  
جَوْلَانٌ میں واو الف نہیں ہوا کیونکہ مصدر ہیں ——— اور حَوَکَۃً اور  
شَوَکَۃً میں واو الف نہیں ہوا اس لئے کہ جمع ہیں۔

﴿ قَالَ کی تعلیل ﴾ قَالَ اصل میں قول تھا، و او الف ہو کر قَالَ ہو گیا



— یہ تو عمل ہو اب زیرِ اِخ سے وہ قاعدہ بتاتے ہیں جس کے ماتحت قَالَ اور اس کے امثال میں یہ عمل ہوا ہے۔ فارسی میں لفظ زیرِ اِخلیل کے لئے آتا ہے اس کا ترجمہ ہے ”اس لئے“ یعنی یہ اس لئے ہوا کہ :

﴿یہ قاعدہ﴾ ہے کہ جب واوِیا متحرک ہوں اور ان کے ماقبل میں فتح موجود ہو تو ارتقاء موانع کی صورت میں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے وہ واوِیا الف سے بدل جایا کرتے ہیں۔ لہذا یہاں قَوْل کا واوِالف سے بدل گیا۔

﴿اجرائے قاعدہ کے لئے موانع﴾ وہ کون کونسی چیزیں ہیں جو اس قاعدہ کے اجرا میں رکاوٹ ڈالتی ہیں؟ ان کا ذکر و کلمہ از التباسِ اِخ سے شروع ہوتا ہے یعنی قاعدہ کا اجرا وہاں ہوگا۔

(۱) جہاں اس عمل سے وہ کلمہ مفرد کے ساتھ ملتبس اور مشتبہ نہ ہوتا ہو، اس قید کا فائدہ یہ ہوگا کہ دَعَوَا کا واو اور رَمِیَا کی یا اس کی زد سے محفوظ ہو جائیں گے یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ دَعَوَا اور رَمِیَا (تثنیہ) میں اس قاعدہ کا عمل کیوں نہیں ہوا، حالانکہ دونوں میں واوِیا متحرک ہیں اور ماقبل پر فتح بھی موجود ہے؟ تو اس کا بآسانی یہ جواب ہو گیا کہ یہاں التباس بالمفرد مانع تعلیل بن گیا کیونکہ تعلیل کے بعد ان کی صورت ان کے مفرد دَعِیٰ اور رَمِیٰ سے مشتبہ ہو جائے گی اور یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ اس میں تثنیہ کے معنی ہیں یا افراد کے، حالانکہ تثنیہ کے معنی خود بذاتہ مقصود ہیں۔

(۲) دوسرا مانع یا دوسری شرط اجراء یہ ہے کہ اس کلمہ میں اس جنس کی دوسری تعلیل واقع نہ ہوئی ہو اس سے طَوِیٰ بمعنی لپیٹا اور رَوِیٰ (روایت بیان کی) اور ان کے امثال میں اس قاعدہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ معلوم ہو گئی اور خلاف ورزی قاعدہ کا الزام ہٹ گیا یعنی چونکہ ان کے لام کلمہ میں اسی قسم کا اعلال ہو چکا ہے لہذا عین کو اعلال سے محفوظ رکھتا کہ ایک ہی کلمہ میں ایک قسم کے دو اعلال جمع نہ ہو جائیں کہ یہ معیوب ہے۔ اصل میں طَوِیٰ رَوِیٰ تھے بقاعدہ مذکورہ (۱) یا الف ہو گئی۔

(۳) تیسرا مانع یا تیسری شرط یہ ہے کہ وہ واو ویا جن کا ماقبل مفتوح ہو وہ کسی ایسے کلمہ میں واقع نہ ہوں جو ہم معنی اس کلمہ کا ہو جس میں ان کی تصحیح یعنی ان کا اعلیٰ حالہ باقی رکھنا ضروری سمجھا گیا ہو۔ اس کے فائدہ کے طور پر عَوَدَ (کانا ہوا) صَيَدَ (ٹپڑھی گردن ہوا) عَيْنَ (آنکھ کی پتلی پھیل گئی) کو ذکر کیا ہے ان تینوں کا ظاہری عیوب سے تعلق ہے جس کے لئے باب اِفْعِلَالٌ اور اِفْعِيلَالٌ مخصوص ہیں کسی دوسرے باب سے ان کا استعمال مسوع نہیں۔ لہذا جہاں اور جس شکل میں بھی عیوب ظاہری کا ذکر ہو گا وہ دراصل انہیں دو بابوں میں سے کسی باب کے معنی میں ہو گا اور یہ دونوں باب اعلال سے محفوظ ہیں تو ان کی فروع کی محفوظیت بھی لازم ہو گئی۔ گویا عَوَدَ، اِعْوَرًا اِعْوَارًا کے معنی میں ہو اسی طرح صَيَدَ اِصْيَادٌ یا اِصْيَادٌ کے معنی میں ہو گا فافہم۔

(۴) چوتھی شرط یا چوتھا مانع یہ ہے کہ وہ واو ویا مصدر یا جمع میں نہ ہوں، ورنہ قاعدہ کا عمل نہ ہو گا۔ چنانچہ دَوْرَانُ (گھومنا) جَوْلَانُ (گھومنا) میں بر بنائے مصدریت اور حَوَاكَةُ جمع حَائِكٌ بمعنی جو لاہا اور شَوَاكَةُ جمع شَائِكٌ (درخت خاردار) میں بر بنائے جمع قاعدہ کا عمل نہیں ہو سکا۔

قُلْنَ: گفتند آں ہمہ زناں کہ در اصل قَوْلُنْ بودہ است، نقل کردہ از قَوْلُنْ بہ قَوْلُنْ آوردند، واو اخت ضمہ بود، ضمہ دیگر بروے دشوار داشتند، نقل کردہ بما قبل دادند، دوساکن بہم آمدند، واو افتاد، قُلْنَ شد ﴿سوال﴾ از قَوْلُنْ بہ قَوْلُنْ چرا نقل کردند؟ ﴿جواب﴾ زیراچہ واو خواست کہ الف شدہ بُیُفْتَدَ، ودلیلے نبود بر حذف واو، پس ضمہ در آوردند تا دلیل باشد بر حذف واو، ودیگر انکس ات اور اہم بریں قیاس کنند۔

ترجمہ: قُلْنَ (کہا ان سب عورتوں نے) جو کہ اصل میں قَوْلُنْ (بروزن نصَرْنَ) رہا ہے۔ قَوْلُنْ سے نقل کر کے قَوْلُنْ بنایا۔ واو پیش کی بہن ہے، دوسرا پیش اس پر بھاری سمجھا صر فیوں نے، نقل کر کے ماقبل کو دیا، تو دوساکن

اکٹھا ہو گئے، واو گر گیا۔ **قُلْن** ہوا ﴿سوال﴾ **قَوْلْن** سے **قَوْلْن** کی طرف کیوں نقل کیا؟ ﴿جواب﴾ اس لئے کہ واو نے چاہا کہ الف ہو کر گر جائے اور کوئی دلیل واو کے حذف کی نہ تھی اس لئے پیش لائے تاکہ وہ واو کے حذف پر دلیل ہو اور **قُلْن** کی دوسری بہنوں کو اسی پر قیاس کرتے ہیں۔

﴿**قُلْن** کی تعلیل﴾ **قُلْن** دراصل **قَوْلْن** تھا اول اس کو **قَوْلْن** بفتح واو سے **قَوْلْن** بضم واو کی طرف نقل کیا۔ واو اخت ضمہ تھی۔ اس پر دوسرا ضمہ ثقیل سمجھ کر ماقبل کی طرف منتقل کر دیا، لیکن فا کی حرکت حذف کرنے کے بعد، اب واو اور لام دو ساکن جمع ہو گئے، واو گر گئی **قُلْن** ہوا۔

﴿سوال﴾ اس کی کیا ضرورت پیش آئی کہ **قَوْلْن** بفتح واو کو **قَوْلْن** بضم واو کی طرف منتقل کیا، پھر تعلیل کی؟

﴿جواب﴾ یہ اس لئے کرنا پڑا کہ واو نے چاہا کہ الف بن کر گر جائے اور حذف واو پر کوئی دلیل نہ تھی، جس سے اصل کا سراغ ملتا، لہذا ضمہ لے آئے تاکہ حذف واو پر دلیل رہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ **قَوْلْن** بفتح واو میں تعلیل کا دوسرا طریق ہوتا (یعنی اختیار کیا جاتا) کیونکہ فتح سے واو میں ثقل نہیں بڑھتا۔ یہ تو تمام حرکتوں میں بلکہ حرکت بے ہذا بجائے نقل حرکت، قانون قال کے مطابق واو کو الف کر کے بالاقائے ساکنین حذف عمل میں آتا تو اس صورت میں یہ کس طرح معلوم ہوتا کہ یہاں سے واو حذف ہوا ہے؟ اور اعلال بعد الانتقال میں ضمہ حذف واو کی دلیل باقی رہتا ہے، اس لئے یہ طول عمل کیا گیا۔

﴿اخوات کا بیان﴾ آگے **قُلْن** جمع مؤنث غائب کے صیغہ سے لے کر تا **قُلْنَا** صیغہ جمع متکلم کی تعیلات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ ان سب کو بانداز **قُلْن** سمجھیں یعنی اول مفتوح العین سے مضموم العین کی طرف نقل کریں، پھر **قُلْن** والا اعلال جاری کر دیں۔ (اور قال والی تعلیل قائلتا تک جاری ہوگی)

قَبْل دراصل قَوْل بود، واو حرف علت ضعیف، وکسرہ حرکت قوی ست حرف

ضعیف حرکت قوی را احتمال نتوانست کرد، کسرہ بر واو د شوار داشتند، نقل کرده بما قبل دادند، بعد از ازالہ حرکت ما قبل، واو از جهت کسرہ ما قبل یا گشت قیل شد۔

ترجمہ: قیل اصل میں قول (بر وزن نُصِرَ تھَا) واو کمزور حرف علت ہے اور کسرہ قوی حرکت ہے۔ کمزور حرف قوی حرکت کو اٹھا نہیں سکتا کسرہ واو پر بھاری سمجھا، نقل کر کے ما قبل کو دیا، ما قبل کی حرکت دور کرنے کے بعد پھر واو ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے یا ہو گیا قیل ہوا۔

﴿قیل کی تعلیل﴾ چونکہ حروف علت میں واو ا ثقل ترین حرف ہے اس لئے سب سے زیادہ کمزور ہے۔ ذرا کوئی بات ہوئی اور یہ گرا، برخلاف یا اور الف کے کہ الف میں تو ثقل ہے ہی نہیں، یا ضرور ثقیل ہے مگر نہ اتنی کہ جتنا واو ثقیل ہے اور کسرہ قوی حرکت ہے کیونکہ یہ اخت یا ہے اور یا بہ نسبت واو کے قوی ہے یہ دو مقدمہ ہوئے اول واو حرف ضعیف ہے دوم کسرہ قوی حرکت ہے اب تیسرا مقدمہ سنیے کہ کمزور حرف قوی حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا لہذا بحکم مقدمات ثلاثہ کسرہ کو واو پر د شوار رکھا یعنی مزید ثقل کا باعث سمجھا پس اسکو وہاں سے ہٹا کر ما قبل کو دیدیا۔ بعد از ازالہ حرکت ما قبل قول بکسر قاف و سکون واو ہوا اب بقاعدہ مِيزَان واو کو یا کر لیا گیا قیل ہو گیا۔

يَقُولُ در اصل يَقُولُ بود، حرکت واو نقل کردہ بما قبل دادند يَقُولُ شد، برائے موافقت باب۔ اگر منظور موافقت باب بنودے اعلال نشدے، زیرا کہ اگر ما قبل واو یا ساکن باشد حرکت براں ثقیل ندارند، حکم آں واو یا حکم حرف صحیح باشد۔ چوں دَلُو و ظَنِي

ترجمہ: يَقُولُ اصل میں يَقُولُ تھَا، واو کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دی يَقُولُ ہوا (اور ایسا) باب کی موافقت کے لئے (کیا گیا) اگر باب کی موافقت پیش نظر نہ ہوتی تو تعلیل نہ ہوتی، کیونکہ اگر واو اور یا کا ما قبل ساکن ہو تو اس

پر حرکت ثقیل نہیں سمجھتے اس واو اور یاء کا حکم حرف صحیح کا حکم ہوتا ہے، جیسے  
دَلُو اور ظَبْنی۔

﴿يَقُولُ﴾ کی تحلیل ﴿يَقُولُ﴾ اصل میں یَقُولُ تھا واو کا ضمہ ما قبل کو دیدیا یَقُولُ ہو گیا۔ یہ تصرف اگرچہ غیر ضروری اور خلاف اصول نظر آرہا ہے مگر موافقت باب کی رعایت ایک اہم اصول ہے اگر موافقت باب منظور نہ ہوتی تو یَقُولُ میں اعلال نہ ہوتا۔ اس لئے کہ بصورت سکون ما قبل واو ویا، واو ویا پر حرکت کو ثقیل نہیں مانتے تاکہ انتقال حرکت کی حاجت پیش آئے ایسا واو ویا حرف صحیح کے حکم میں ہوتا ہے چنانچہ دَلُو کا واو اور ظَبْنی کی یا اپنے حال پر باقی ہیں۔ دَلُو: ذول۔ ظَبْنی: ہرن۔

﴿نقد﴾ بہر حال مولف کتاب نے اپنی رائے ظاہر کر دی۔ کوئی قبول کرے یا نہ کرے اس سے بحث نہیں عند الجمہور تو یہ نقل (۱) قاعدہ میں ہے کہ اجوف کے مضموم واو اور مکسور یا کی حرکت اس کے ما قبل کی طرف وجوباً منتقل کی جاتی ہے جبکہ اس کا ما قبل ساکن غیر مدہ ہو یعنی حرف صحیح ہو (اور) دَلُو اور ظَبْنی ناقص ہیں اجوف نہیں (اس لئے یہاں نقل حرکت ضروری نہیں)

يُقَالُ در اصل يُقُولُ بود، فتح واو نقل کردہ بقاف دادند، واو در اصل متحرک بود و ما قبل او اکنوں مفتوح گشت و اور ابالف بدل کردند يُقَالُ شد ﴿سوال﴾ فتح واو يُقُولُ چرا نقل کردہ بقاف دادند؟ ﴿جواب﴾ از برائے آن کہ مجہول از معروف ساختہ می شود، چوں در معروف نقل کردند، در مجہول نیز نقل کردند، تا حکم ہر دو، یکے شود۔

ترجمہ: يُقَالُ اصل میں یَقُولُ تھا واو کا زبر نقل کر کے قاف کو دیا (پھر) واو اصل میں متحرک تھا اور اس کا ما قبل اب مفتوح ہو گیا تو واو کو الف سے بدلا يُقَالُ ہوا ﴿سوال﴾ یَقُولُ کے واو کا زبر نقل کر کے قاف کو کیوں دیا؟

(۱) یعنی واو کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دینا۔ مطابق قاعدہ ہے کہ اجوف الخ

﴿جواب﴾ اس لئے کہ مجہول، معروف سے بنایا جاتا ہے (پس) جب معروف میں نقل کیا (تو) مجہول میں بھی نقل کیا تا کہ دونوں کا حکم ایک ہو جائے۔  
 ﴿یقال کی تعلیل﴾ یقالُ اصل میں یقولُ بروزنِ یُنصَرُ تھا واو کا فتحہ قاف کو دیا اس کے بعد قاعدہ پایا گیا: واو اصل میں متحرک تھا اب اس کا ما قبل مفتوح ہو گیا، واو کو الف سے بدل لیا، یقالُ ہو گیا۔

﴿سوال﴾ ہوتا ہے کہ یقالُ میں واو کا فتحہ قاف کو کیوں دیا گیا؟

﴿جواب﴾ اس وجہ سے کہ مجہول معروف سے بنایا جاتا ہے جب معروف میں واو کی حرکت ضمہ ما قبل کو دی گئی تو مجہول میں ایسا کرنا ضروری ہوتا کہ مجہول اور معروف کا حکم یکساں رہے۔ جواب کی بنیاد یہ ہے کہ یہ نقل بھی خلاف اصول ہے مگر کیا کیا جائے توافق بالمعروف کی مجبوری ایسا کر رہی ہے۔  
 ﴿تنقید﴾ اور معروف میں نقل حرکت کو خود ہی غیر اصولی قرار دے چکا ہے ہمارے نزدیک یہ از قبیل بنائے فاسد علی الفاسد ہے معروف اور مجہول دونوں میں ما قبل ساکن کی طرف حرکت کا انتقال عین مقتضائے اصول ہے۔

بداں کہ ہر جا کہ لام کلمہ ساکن باشد در معتل عین، آں عین از جہت اجتماع ساکنین بیفتد، چوں لم یقل ولم یبع ولا تقل ولیقُلْ وقلْ وقلْنْ ولیقُلْنْ ولا تقلْنْ۔

ترجمہ: جان لیجئے کہ معتل عین میں جہاں بھی لام ساکن ہو عین کلمہ دو ساکنوں کے اکٹھا ہونے کی وجہ سے گر جاتا ہے، جیسے لم یقلْ اُلْخ۔  
 تشریح: معتل عین میں نقل حرکت کے بعد لام کلمہ کے ساکن ہونے کی صورت میں چونکہ عین اور لام دو ساکن جمع ہو جاتے ہیں اور ساکنین کا اجتماع نقل کلمہ کا باعث ہوتا ہے لہذا عین کلمہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ لام کلمہ کا سکون خواہ:  
 (۱) دخول جوازم کا اثر ہو، جیسے لم یقلْ، لم یبع، لا تقلْ (نہی) لیقلْ (امر غائب) میں۔

(۲) یا سکون وقفی ہو، جیسے قُلْ امر حاضر میں۔

(۳) یانوں جمع کے الحاق سے آخر میں سکون آیا ہو، جیسے قُلْنَ، لِقُلْنَ، لَا تَقُلْنَ میں

﴿لَمْ يَقُلْ وَغیره کی تعلیل﴾ لَمْ يَقُلْ اصل میں لَمْ يَقُولْ اور لَا تَقُلْ، لَا تَقُولْ اور لِقُلْ اصل میں لِقُولْ اور قُلْ اصل میں أَقُولْ تھے، ان تمام میں واو کا ضمہ قاف کو دے کر واو کو بالتقاء ساکنین حذف کر دیا۔

﴿لَمْ يَبِعْ وَغیره کی تعلیل﴾ لَمْ يَبِعْ اصل میں لَمْ يَبِيعْ تھا، یہاں کسرہ ما قبل کی طرف منتقل ہوا ہے اور یا با اجتماع ساکنین ساقط ہوئی ہے۔

﴿قُلْنَ وَغیره کی تعلیل﴾ قُلْنَ خواہ صیغہ جمع مؤنث غائب ہو جس کی اصل قَوْلُنْ ہے اور اس کی تعلیل گذر چکی ہے یا جمع مؤنث حاضر امر ہو اور أَقُولُنْ اصل ہو اسی طرح لِقُلْنَ اصل میں لِقُولُنْ اور لَا تَقُلْنَ اصل میں لَا تَقُولُنْ تھے، ان سب میں تعلیل بمثل سابق ہوئی۔

اور قُلْ صیغہ امر میں ہمزہ کا سقوط رفع ضرورت کی بناء پر ہوا یہ تمام امور ظاہر ہیں۔

قَائِلٌ در اصل قَاوِلٌ بود، واو ہمزہ گشت، قَائِلٌ شد، زیر اکہ ہر واو دیا کہ در طرف افتد یا نزدیک طرف، وبعد الف زائد باشد، ہمزہ گرد، چوں قَائِلٌ وَبَائِعٌ وَدُعَاءٌ وَبِنَاءٌ وَإِعْلَاءٌ وَاسْتِعْلَاءٌ۔

﴿قَائِلٌ کی تعلیل﴾ قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا، واو ہمزہ ہو گیا، کیونکہ جو واو دیا طرف میں یا نزدیک طرف کے الف زائد کے بعد واقع ہوں، وہ ہمزہ ہو جاتے ہیں قَائِلٌ، بَائِعٌ نزدیک بطرف کی مثالیں ہیں اور دُعَاءٌ، بِنَاءٌ، إِعْلَاءٌ، اسْتِعْلَاءٌ طرف کی امثلہ ہیں۔ دُعَاءٌ اصل میں دُعَاوٌ تھا اور بِنَاءٌ اصل میں بِنَائٌ تھا۔ دُعَا يَدْعُو دُعَاءٌ: بلانا۔ بَنَى يَبْنِي بِنَاءً: بنانا، تعمیر کرنا۔ إِعْلَاءٌ، اسْتِعْلَاءٌ اصل میں إِعْلَاوٌ اور اسْتِعْلَاوٌ تھے، بلند کرنا اور بلند

کرانا۔ اول کی دو مثالیں ہلائی مجر د کے مصادر کی ہیں۔ آخر کی دونوں مثالیں ہلائی مزید کے مصادر کی ہیں۔

مَقُولٌ در اصل مَقُوْلٌ بود، حرکتِ واو نقل کردہ بتاف داوند، برائے موافقت باب، دوساکن بہم آمدند یکے را بیفکندند، مَقُولٌ شد۔۔۔۔۔ بعضے واو اول را حذف کردند، زیرا کہ واو دوم علامت ست وَالْعَلَامَةُ لَا تُحَذَفُ۔۔۔۔۔ بعضے واو آخر را حذف کردند، زیرا کہ زیادہ است وَالزَّائِدُ أَوَّلِي بِالْحَذَفِ۔

ترجمہ مَقُولٌ اصل میں مَقُوْلٌ تھا واو کی حرکت نقل کر کے قاف کو دی، موافقت باب کے لئے، دوساکن جمع ہو گئے کسی ایک کو گرا دیا مَقُولٌ ہوا۔۔۔۔۔ بعض حضرات پہلے واو کو حذف کرتے ہیں، اس لئے کہ دوسرا واو (مفعول کی) علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاتی۔۔۔۔۔ اور بعض حضرات آخری واو کو حذف کرتے ہیں اس لئے کہ وہ زائد ہے اور زائد کا حذف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

﴿مَقُولٌ کی تعلیل﴾ مَقُولٌ اصل میں مَقُوْلٌ تھا موافقت باب کی رعایت سے واو کا ضمہ قاف کو دیا، دوساکن جمع ہو گئے یعنی مفعول کا واو اور عین کلمہ کا واو جن میں ایک کا حذف لا بدی ہے۔ سو بعض نے تو عین کلمہ کا واو حذف کر دیا کہ دوسرا واو علامت مفعول ہونے کی بناء پر قابل حذف نہیں، کیونکہ الْعَلَامَةُ لَا تُحَذَفُ ایک مسلمہ اصول ہے۔ علامت حذف ہو جائے تو ذی علامت کا دوسروں سے امتیاز دشوار ہو جائے۔

یہ تو اخفش کی رائے ہے لہذا ان کے نزدیک مَقُولٌ مَقُولٌ کے وزن پر ہوا۔ اور عند البعض جن میں خلیل اور سیبویہ داخل ہیں واو ثانی ساقط ہوا، کیونکہ وہی زائد ہے اور بمقابلہ اصلی حرف کے زائد کا حذف اولی ہوتا ہے پھر وہ ہے بھی کنارے کے قریب، جہاں عموماً تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔



رہا معاملہ علامت کا سوا اول تو یہ علامت نہیں، بلکہ ضمہ عین کے اشباع سے واو کی صورت پیدا ہو گئی ہے یعنی اصل میں مَفْعُلٌ تھا، دوسرے یہ عذر اس وقت صحیح ہوتا کہ جب کلمہ میں مفعول کی دوسری علامت موجود نہ ہوتی یہاں تو واو کو علامت مان کر بھی حذف کرنے میں کلمہ کی مفعولیت پر اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہاں مفعول کی دوسری علامت یعنی میم موجود ہے۔ جس کا بدون واو مستقل مفعول کی علامت ہونا اس سے ظاہر ہے کہ ثلاثی مزید فیہ میں مفعول کی علامت تنہا میم ہے اور بس!

ہاں انخفش کی طرف سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ دو ساکنوں میں جہاں زائد اور اصلی کا اجتماع ہو وہاں اصلی کو حذف کرتے ہیں۔ چنانچہ قاضیؒ میں یا کو حذف کر کے تنوین کو باقی رکھا گیا، حالانکہ یا لام کلمہ کی جگہ تھی۔ اسی طرح ساکنین کے اجتماع میں جہاں ساکن اول مدہ ہو وہاں مدہ کو حذف کرتے ہیں، جیسا قُلْ، بَعْ، خَفْ میں معلوم ہے لہذا مَقْوُولٌ میں ہر دو امر کے لحاظ سے واو اول کا حذف مقتضائے اصول ٹھہرتا ہے کیونکہ اصلی بھی ہے اور مدہ بھی۔ سو اس کا جواب بھی سن لیجئے کہ آپ کا ارشاد بجا ہے بے شک یہی قاعدہ ہے مگر اس کی ایک ضروری شرط بھی ہے، اس پر توجہ نہیں فرمائی گئی۔ وہ شرط یہ ہے کہ ثانی ساکن حرف صحیح ہو، چنانچہ مسئلہ سابقہ سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے لیکن جہاں دوسرا ساکن حرف علت ہو وہاں قابل حذف وہی ثانی حرف علت ہو گانہ غیر،

پس سید بویہ اور خلیل کے مذہب پر مَقْوُولٌ کا وزن مَفْعُلٌ ہو گا۔

﴿فائدہ﴾ نصر ینصر کے باب سے معتل عین صرف واوی ہی آتا ہے جیسا کہ ضرب یضرب سے صرف یائی آتا ہے البتہ سمع یسمع میں واوی اور یائی دونوں آتے ہیں، جیسے خَافَ یَخَافُ واوی ہے اور هَابَ یَهَابُ یائی اور کرم یکرم میں واوی اور یائی دونوں ہیں مگر یائی شاذ ہے۔

(اس کے بعد معتل عین یائی کی گردانیں ہیں از باب ضرب یضرب

قانون بَعْن: فروختند آل ہمہ زناں، دراصل بَعْن بوده است نقل کردہ از بَعْن بہ بَعْن آوردند، یا اخت کسرہ بود۔ کسرہ دیگر بروے دشوار داشتند، نقل کردہ بما قبل دادند، بعد از الہ حرکت ما قبل، پس دوساکن بہم آمدند، یا افتاد بَعْن شد۔

ترجمہ ضابطہ بَعْن بیچان سب عورتوں نے، اصل میں بَعْن تھا بَعْن سے نقل کر کے بَعْن میں لائے، یا کسرہ کی بہن تھی، دوسرا کسرہ اس پر بھاری سمجھا، نقل کر کے ما قبل کو دیا۔ ما قبل کی حرکت دور کرنے کے بعد پس دو ساکن جمع ہو گئے یا گر گئی بَعْن ہوا۔

﴿بَعْن کا ترجمہ کرنے کی وجہ﴾ بَعْن کا ترجمہ کر کے اس کی تعلیل شروع کی، اسی طرح قُلْن میں قبل از تعلیل اُس کا ترجمہ کیا تھا دیگر صیغ کی تعلیل میں صرف صیغہ اور اس کا طریق اعلال بیان کرتے ہیں، ترجمہ نہیں کرتے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ قُلْن اور بَعْن یہ دونوں صیغے خود ماضی میں بھی معروف اور مجہول دونوں کے، جمع مؤنث غائب کے مشترک صیغے ہیں۔ پھر امر کا جمع مؤنث حاضر بھی یہی ہے اس لئے ترجمہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صیغہ ماضی کا ہے اور یہ امر کا پھر ماضی میں معروف ہے یا مجہول بہر حال یہاں جو خاص طرز اعلال کا اختیار کیا جا رہا ہے اس کے لحاظ سے ترجمہ کرنا ضروری تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابتداءً بَعْن (مفتوح العین) کو بَعْن (مکسور العین) میں لے جانا، پھر کسرہ کو یا پر ثقیل قرار دیتے ہوئے باکی طرف منتقل کرنا اور التقائے ساکنین سے یا کو حذف کرنا۔ یہ مجموعہ عمل صرف جمع مؤنث غائب بحث ماضی معروف کے ساتھ مخصوص ہے ماضی مجہول میں ابتداءً نقل کی حاجت نہیں، وہاں ویسے ہی قاعدہ کا اجراء ہو رہا ہے اور اسی طرح امر حاضر میں فافہم۔

بیع در اصل بیع بوده است، یا اخت کسره بود، کسره دیگر بروی دشوار داشتند، نقل کرده بما قبل دادند، بعد دور کردن حرکت ما قبل بیع شد۔

ترجمہ: بیعِ اصل میں بیع تھا۔ یا کسرہ کی بہن ہے، دوسرا کسرہ اس پر بھاری سمجھا صریحوں نے، نقل کر کے ماقبل کو دیا، ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد، بیع ہوا۔

﴿بیع کی تعلیل﴾ بیع اصل میں بیع تھا۔ یا پر کسرہ ہونے کے معنی تین کسروں (۱) کا اجتماع تھا، جس کا نقل ظاہر ہے، لہذا ماقبل کا ضمہ ہٹا کر یہ کسرہ اس کو دیدیا گیا بیع ہو گیا۔

یَبِیعُ در اصل یَبِیعُ بوده، حکم او حکم یَقُولُ است — حکم یُبَاعُ، یُقَالُ است — وَبَائِعُ چون قَائِلُ — مَبِیعُ در اصل مَبِیُوعُ بود، از مَبِیُوعُ نقل کرده به مَبِیُوعُ آوردند، و او یَاگشت مَبِیْعُ شد، بعد از آن کسره یابادادند، و وساکن بهم آمدند، یکی را بیفکنند، مَبِیعُ شد.

﴿بیع کی تعلیل﴾ بیع مزارع معلوم کی اصل بیع بروزن یضرب ہے، اس کا حکم يَقُولُ جیسا سمجھیں کہ اگرچہ کسرہ یا کے ثقل کے لئے کوئی قانونی مجبوری تو نہیں ہے، کیونکہ بحالت سکون ماقبل ہیا پر کسرہ ثقیل نہیں مانا گیا، پھر بھی موافقتِ باب کی خاطر نقل کسرہ کا عمل کیا گیا اور بیع باضی مجہول میں ماقبل کے تحرک نے یا کا کسرہ ثقیل بنا دیا تھا، ورنہ اصل سے ثقیل نہ تھا ہم اس کے متعلق يَقُولُ میں عرض کر چکے ہیں اسی کو یہاں جاری سمجھیں۔

﴿تقید﴾ رہا موافقتِ باب کا قصہ، سونہ معلوم کس کا توافق مراد ہے؟ ماضی کا کہ ماضی اصل ہے اور مضارع اس سے ماخوذ؛ تو ماضی معلوم میں یا اور واو میں ابدال کا عمل ہوا ہے یعنی ان کی جگہ الف لایا گیا ہے نقل حرکت کا عمل

(۱) پاکسرہ کے اشباع سے پیدا ہوتی ہے اس لئے وہ دو کسروں کے برابر مانی جاتی ہے ۱۲

نہیں ہوا۔۔۔ ماضی مجہول میں نقل کا طریق اختیار کیا گیا ہے تو اس کا اثر مضارع مجہول پر پڑتا نہ کہ معلوم پر اور یہاں بحث معلوم میں ہے واللہ اعلم۔  
ہم نے يَقُولُ کے بیان میں موافقت باب کے متعلق اپنا خیال ظاہر کر دیا ہے، اسی قیاس پر اس کو بھی سمجھ لیا جائے۔  
﴿يُبَاعُ كِي تَعْلِيل﴾ اور يُبَاعُ مضارع مجہول کی تعلیل يُقَالُ کے طرز پر کر لی جائے۔

﴿بَائِعُ كِي تَعْلِيل﴾ بَائِعٌ، قَائِلٌ جیسا ہے۔  
﴿مَبِيعُ كِي تَعْلِيل﴾ مَبِيعٌ صیغہ اسم مفعول، اصل میں مَبِئُوعٌ تھا۔ اَوَّلًا مَبِئُوعٌ سے مَبِئُوعٌ بکسر یا کی طرف نقل کیا۔ زاء بعد وادساکن کسرہ ماقبل کی وجہ سے یا ہو گیا۔ مَبِيعٌ ہوا، پھر یا کا کسرہ با کو دے کر یا کو بعلت اجتماع ساکنین ساقط کر دیا، مَبِيعٌ ہو گیا۔

(اس کے بعد معتل عین واوی کی گردانیں ہیں از باب سَمِعَ يَسْمَعُ، چوں اَلْخَوْفُ: ذُرْنَا)

بداں کہ اسم مفعول چوں واوی باشد بر مَقُولٌ قیاس کنند، مانند مَخُوفٌ، مَخُوفَانِ، وچوں یائی باشد بر مَبِيعٌ، مانند مَبِيعٌ، مَبِيعَانِ مَبِيعُونَ۔ مَبِيعَةٌ، مَبِيعَتَانِ، مَبِيعَاتٌ

ترجمہ جان لیجئے کہ اسم مفعول جب واوی ہو تو مَقُولٌ پر قیاس کرتے ہیں، جیسے مَخُوفٌ، مَخُوفَانِ۔ اور جب یائی ہو تو مَبِيعٌ پر قیاس کرتے ہیں، جیسے مَبِيعٌ، مَبِيعَاتٌ۔

باب سمع سے معتل عین واوی اور یائی: اس عبارت میں تنبیہ کر دی کہ سمع یسمع کے معتل عین میں واوی اور یائی دونوں مسموع ہوئے ہیں۔ چنانچہ خَافَ يَخَافُ خَوْفًا الخ واوی کی مثال ہے اور نَالَ يَنَالُ نَيْلًا فهُوَ نَائِلٌ یائی کی مثال۔ واوی کا مفعول مَخُوفٌ بروزن مَقُولٌ ہے، جو اصل

میں مَخَوُوفٌ، پھجوں مَقْوُولٌ تھا اس میں اعلال بطرز مَقْوُولٌ ہوا — اور یائی کا مفعول مَنِيْلٌ بروزن مَبِيْعٌ ہے جو اصل میں مَنِيُوْلٌ بروزن مَبِيُوْعٌ تھا، دونوں کا اعلال مساوی ہے۔

خَافَ ترسید آں یک مرد، در اصل خَوْفٌ بود، واو متحرک ماقبل او مفتوح واو الف گشت، خَافَ شد بر حکم قَالَ — خِفَنَ در اصل خَوْفَنَ بود، واو حرف ضعیف حرکت قوی را احتمال نتوانست کرد، کسرہ از واو نقل کردہ بما قبل دادند، چنانچہ در قَوْلُنْ مذکور شد، دوساکن بہم آمدند، واو افتاد خِفَنَ شد۔  
يَخَافُ می ترسد آں یک مرد، در اصل يَخَوْفُ بود، حرکت واو نقل کردہ بما قبل دادند، واو در اصل متحرک بود، ماقبل او اکنون مفتوح گشت، واو الف گشت، يَخَافُ شد — وَقِسِ الْبَوَاقِي فِي الْإِذْرَاكِ۔

ترجمہ خَافَ : ڈراوہ ایک مرد، اصل میں خَوْفٌ تھا، واو متحرک، اس کا ماقبل مفتوح، واو الف ہو گیا خَافَ ہوا، قَالَ کے حکم پر — خِفَنَ اصل میں خَوْفَنَ تھا، واو کمزور حرف، قوی حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا، واو کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیا، جیسا کہ قَوْلُنْ میں مذکور ہوا، دوساکن اکھٹا ہو گئے، واو گر گیا، خِفَنَ ہوا — يَخَافُ ڈرتا ہے وہ ایک مرد، اصل میں يَخَوْفُ تھا، واو کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی (پھر) واو اصل میں متحرک تھا (اور) اس کا ماقبل اب مفتوح ہو گیا (تو) واو الف ہو گیا، يَخَافُ ہوا اور اندازہ لگا لو باقی ماندہ (صیغوں) کا (ان کے) حاصل کرنے میں۔

﴿بے وجہ ترجمہ﴾ مصنفؒ نے خَافَ کا ترجمہ لکھا ہے مگر اس مقام پر ترجمہ لکھنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

﴿کمزور حرف کا مطلب﴾ واو حرف ضعیف ہے ہم اس کے معنی اوپر لکھ چکے ہیں مگر یہاں بھی ایک معنی بیان کئے دیتے ہیں وہ یہ ہیں کہ حروف علت دیگر تمام حروف کے مقابلہ پر ضعیف قرار دیئے گئے ہیں گوان کے آپس میں

بلحاظ ثقل تفاوت قائم ہے۔ پس ضعیف ہونا حروف علت کا وصف لازم ہے۔ جو واو، یا، الف تینوں میں مشترک ہے اور ان کے ضعف ہی کی بنا پر اوئی ٹھسک (ضرب، چوٹ) سے ان کا سقوط ہو جاتا ہے۔ ذرا اسقاط (گرانے) کا بہانہ ہاتھ لگا اور انہیں چلتا کیا۔ مثل مشہور ہے کہ نزلہ بر غصۂ ضعیف می ریزد (نزلہ کمزور عضو پر پڑتا ہے) وہی حال ان کا ہے۔

﴿بے ضرورت ترجمہ﴾ مصنف نے یخاف کا ترجمہ بھی کیا ہے مگر تعلیل میں معروف اور مجہول یکساں ہیں اس لئے ترجمہ کی خاص ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

قس البواقی الخ: قس امر ہے قاس یقیناً قیاساً کا اس کے معنی اندازہ لگانے کے آتے ہیں۔ بواقی جمع باقیۃ۔ ادراک مصدر باب افعال: پالینا پہنچنا۔ ترجمہ اس طرح ہوا: اندازہ لگا لو باقی ماندہ صیغوں کا ان کے حاصل کرنے میں یعنی ان صیغوں کو کس طرح بنایا جائے گا اور کس طرح اداء کئے جائیں گے اس کے لئے مذکورہ بیانات کی روشنی کافی ہے۔

﴿فائدہ﴾ واضح ہو کہ مضموم العین ماضی میں (یعنی باب کرم میں) جمع مؤنث غائب سے جمع متکلم کے صیغوں تک عین کلمہ کا ضمہ علامت باب کے طور پر لازم ہے (جیسے کرم من الخ) اور مکسور العین ماضی میں (یعنی باب سمع میں) بنائے باب کی حفاظت کے لئے صیغ مذکورہ میں فاکلمہ کا کسرہ ضروری ہے، خواہ واوی ہو جیسے خیفن یایائی ہو، جیسے هبن لیکن مفتوح العین میں (یعنی باب نصر، ضرب اور فتح میں) فاکلمہ کا فتح تجویز نہیں ہوا، بلکہ وہاں واوی اور یائی کی رعایت سے واوی میں ضمہ اور یائی میں کسرہ کا عمل اختیار کیا گیا (جیسے قلن اور بغن)

وجہ یہ ہے کہ مفتوح العین میں فاکلمہ کا فتح بنائے باب کی حفاظت کا مقصد پورا نہیں کرتا۔ پس مفتوح العین ماضی کے صیغ مذکورہ میں فا کا فتح اس احتمال پر کہ یہ فتح اصلی ہے، جو خود ماضی کے فاکلمہ میں موجود تھا یا یہ فتح

بطور علامت باب — جس کے دوسرے معنی بنائے باب کی حفاظت ہیں — لایا گیا ہو، کوئی مخصوص نشان مفتوح العین ہونے کا نہیں بن سکتا۔

پھر جب یہ مقصد حاصل نہ ہوا تو اس سے دویم نمبر کے مقصد پر نظر گئی اور اس کی حفاظت کا اہتمام ضروری نظر آیا یعنی واوی الاصل اور یائی الاصل کی رعایت۔ لہذا واوی میں ماقبل کا ضمہ اور یائی میں ماقبل کا کسرہ مُجَوِّز ہوا، کہ ضمہ حذفِ واو کا نشان ہوگا تو کسرہ حذفِ یا کی علامت۔ مَثَل مشہور ہے مَا لَا يُذْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ (جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے، اسے کلیۃً نظر انداز نہیں کرنا چاہئے) بلکہ جتنا بھی حاصل ہو سکے اسے غنیمت سمجھیں۔ چور سے جو ہاتھ لگے غنیمت ہے! واللہ اعلم۔

و صرف اجوف ابواب مُنْشَعِبٌ ہم بریں قیاس کنند۔

ترجمہ: ابواب مزید فیہ کے اجوف کی گردان اسی انداز پر کرتے ہیں۔ ﴿اجوف کے معنی اور وجہ تسمیہ﴾ ابواب منشعب مزید فیہ کے ابواب کہلاتے ہیں۔ اجوف اور معتل عین دونوں ایک شئی ہیں۔ جوف کے معنی خالی۔ واو یا کا جوف کلمہ میں یعنی بجائے عین واقع ہونا کلمہ میں ایک قسم کا خلا ہوتا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر ان میں تغیرات اور اعلالات واقع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ دونوں کہیں الف سے بدل جاتے ہیں اور کہیں ان کی حرکت چھین لی جاتی ہے، کہیں ان کو ساقط کر دیا جاتا ہے۔ بہر حال کلمہ میں کسی نہج خلا ضرور رہتا ہے اس مناسبت سے اس کا اجوف نام تجویز ہوا۔

﴿ابواب منشعب کی تعلیلات﴾ اَغَاثُ يُغِيثُ اِغَاثَةً : فریاد کو پہونچنا۔ تعلیلات حاشیہ پنج گنج میں مذکور ہیں — اِسْتَعَانَ يَسْتَعِينُ اِسْتِعَانَةً امداد طلب کرنا — اِخْتَارَ يَخْتَارُ اِخْتِيَارًا : پسند کرنا، منتخب کرنا۔

اعلال ایں ابواب ازاں قوانین کہ یاد کردہ شد، بیروں آید، چوں تا مل کردہ شود۔

ترجمہ: ان ابواب کی تعلیل اُن قوانین سے جو کہ یاد کر لئے گئے ہیں، اگر غور کیا جائے تو نکل سکتی ہے۔

تشریح: ان (مذکورہ) ابواب کے اعلال، قوانین مذکورہ بالا کے ماتحت نکل سکتے ہیں۔ ہاں تامل درکار ہے، چوں تامل کردہ شود شرط مؤخر ہے اور اعلال ایں ابواب الخ جزا مقدم (۱) یعنی جب تامل کیا جائے تو ان ابواب کے اعلالات انہی مذکورہ قواعد سے نکل آئیں گے۔ معلوم ہوا کہ تامل قواعد اور ابواب دونوں میں کرنا ہوگا۔

مثال کے طور پر آغاث کی اصل آغوث اور یغیث کی اصل یغوث بروزن یکرّم تھی، مُغیث کی اصل مُغوث اور مُغاث کی اصل مُغوث۔ ان سب میں واو کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہوئی ہے پھر آغاث میں بباعث فتح ماقبل، واو الف ہو گیا اور دیگر صیغ میں برعایت کسرہ ماقبل واو کو یا کر لیا۔ امر آغث اصل میں آغوث تھا واو کی حرکت ماقبل کو دے کر، بالتقائے ساکنین اس کو حذف کر دیا۔ ہمزہ باب افعال کی علامت ہے۔ اسی طرح اِسْتَعَانَ، يَسْتَعِينُ، مُسْتَعِينٌ، مُسْتَعَانٌ، اِسْتَعِنَ کو سمجھ لیں۔ اصل میں اِسْتَعَوْنَ، يَسْتَعَوْنَ، مُسْتَعَوْنَ، مُسْتَعَوْنٌ، اِسْتَعَوْنَ تھے۔ تعلیلات ظاہر ہیں اسی طرح اِخْتَارَ الخ کو سمجھ لیں، یعنی اصل میں اِخْتِيرَ، يَخْتِيرُ، مُخْتِيرٌ، مُخْتِيرٌ تھے۔ اِنْقَادَ - اِنْقَوْدَ، يَنْقَادُ يَنْقَوْدُ اِنْقِيَادًا - اِنْقَوَادًا، مُنْقَادٌ - مُنْقَوْدٌ، اِنْقَذَ - اِنْقَوَذَ تھے۔ اِنْقَوَذَ میں کسرہ واو پر ثقیل تھا حذف کر دیا واو با جمع ساکنین ساقط ہو گیا۔ اِنْقَذَ ہو گیا۔

أَمَّا إِغَاثَةٌ کہ در اصل اِغْوَاثًا بودہ است۔ حرکت از واو نقل کردہ بما قبل داوند، واو در اصل متحرک بود۔ ماقبلش اکنوں مفتوح شد، واو الف گشت وبیفتاد، از جهت اجتماع ساکنین و تا در آخر عوض داوند، اغاثہ شد۔



ترجمہ رہا اِغَاثَةٌ جو کہ اصل میں اِغْوَاثًا تھا، واو کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی، واو اصل میں متحرک تھا اس کا ماقبل اب مفتوح ہوا، واو الف ہو گیا اور گر گیا، دوساکن اکٹھا ہونے کی وجہ سے اور تا آخر میں بدل دیدیا۔

﴿ اِغَاثَةٌ اور اِسْتِعَاثَةٌ کی اصل کیا ہے؟ ﴾ اِغَاثَةٌ مصدر باب افعال اور اِسْتِعَاثَةٌ مصدر باب استفعال کی اصل کے متعلق مشہور رائے تو یہی ہے کہ ان کی اصل اِغْوَاثٌ اور اِسْتِعْوَاثٌ ہے۔ اور یہی صاحب کتاب کا مختار ہے مگر ایک دوسرا قول اور بھی ملتا ہے اور وہ اقرب الی التحقيق ہے کہ اِغَاثَةٌ اصل میں اِغْوَاثَةٌ بروزن اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِعَاثَةٌ ، اِسْتِعْوَاثَةٌ بروزن اِسْتِفْعَلَةٌ ہوں۔ اجوف میں باب افعال کا مصدر اِفْعَلَةٌ اور استفعال کا مصدر اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ واو کا فتح ماقبل کو دے کر اس کی جگہ الف لے آئے تاء اپنی جگہ پیشتر سے موجود ہے باہر سے لانے کی ضرورت نہیں۔

غالباً ان ابواب کے تمام صیغوں کو چھوڑ کر خاص مصدر افعال کے اعلال کا ذکر اسی نظریہ کے ماتحت ہو گا البتہ اتنی کوتاہی پھر بھی باقی رہی کہ اعلال میں اِسْتِعَاثَةٌ کو شامل نہیں رکھا۔ شاید قیاساً بر اِغَاثَةٌ ذکر کی خاص ضرورت نہ سمجھی ہو واللہ اعلم۔ مصنف کی تعیل کا خلاصہ ظاہر ہے۔

چوں منشعب فرع ابواب ثلاثی مجردست، پس منشعب را در اعلال و تغیر بر ثلاثی مجرد قیاس کنند، تا حکم اصل و فرع یکے باشد۔

ترجمہ و مطلب: چونکہ منشعب کے ابواب، ثلاثی مجرد کے ابواب کی فروع ہیں اور فروع میں حکم اصل کا چلتا ہے لہذا منشعب کو اعلال و تغیر میں ثلاثی مجرد پر قیاس کر لیں، تاکہ اصل اور فرع کا حکم یکساں رہے۔  
(اس کے بعد ناقص واوی از باب نصر ینصر کی گردانیں ہیں)

قوانین دُعی در اصل دُعُو بود، واویا گشت دُعی شد، زیرا کہ ہر واو کہ در

آخر کلمہ بود، و پیش از وے کسرہ باشد، آں واویا گردود، زیراکہ واوا از پس کسرہ بمنزلہ ضمه باشد، و ضمه پس کسرہ دشوار دارند، نہ بینی کہ بنائے فِعْلٌ در سخن عرب نیامده است۔

ترجمہ: ضوابط (۱) دُعِی اصل میں دُعِو تھا، واویا ہو گیا تو دُعِی ہوا۔ اس لئے کہ ہر وہ واو جو کہ کلمہ کے آخر میں ہو اور اس سے پہلے کسرہ ہو، وہ واویا ہو جاتا ہے، اس لئے کہ کسرہ کے بعد واو بمنزلہ پیش ہوتا ہے اور کسرہ کے بعد پیش بھاری سمجھتے ہیں۔ نہیں دیکھتے آپ کہ فِعْلٌ کا وزن عربی زبان میں نہیں آیا ہے۔ ﴿دَعَا و غیرہ کی تعلیل کیوں بیان نہیں کی؟﴾ دَعَا ماضی معروف کی تعلیل کا طریق اور اس کا قانون قَالَ کی بحث میں گذر چکا۔ وہاں ”ہر واویا“ کا لفظ عام تھا کہ وہ واو یا عین کلمہ ہوں یا لام کلمہ۔ لہذا دُعِی ماضی مجہول سے تعلیل کا آغاز کرتے ہیں، کیونکہ اس کی تعلیل کا قانون ناقص ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ ﴿دُعِی کی تعلیل﴾ تو بتادیا کہ دُعِی مجہول اصل میں دُعِو واو کے ساتھ تھا کیونکہ اس کا مصدر الدُّعَاءُ والدَّعْوَةُ: خواندن: بلانا ہے۔ واویاء ہو گیا۔ یہ تو عمل ہوا، کس قانون کے ماتحت یہ تصرف ہوا؟ اس کی تقریر اس طرح فرمادی کہ جو واو کلمہ کے آخر میں ہو یعنی بجائے لام کلمہ ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو ایسا واویا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پس کسرہ واو کے معنی، ضمه پس کسرہ کے ہیں، کیونکہ واواخت ضمه ہے اور ضمه پس کسرہ کی صورت اہل زبان کے نزدیک بے حد ثقیل مانی گئی ہے۔ (دشوار بمعنی ثقیل) اس کے اَثْقَلُ البَیِّنَاتِ ہونے کا ثبوت اس سے اور کیا زیادہ واضح ہو گا کہ تم لغت عرب میں فِعْلٌ بکسر فاو ضم عین کی بناء (وزن) تلاش کرنے پر بھی نہ پاسکو گے، الا نادری یعنی تمہیں لغت عرب میں کوئی ایسا کلمہ نہ ملے گا جس میں فِعْلٌ ضمه بعد کسرہ کا وزن بنتا ہو۔ اَشَدُّ شِدْوً ذ (نہایت ہی شاذ) کا اعتبار نہیں۔ پس اگر ایسے واو کو یا میں تبدیل نہ کریں تو یہ خرابی قبول کرنا پڑے گی۔ لہذا ابتدائی ضروری ٹھہری۔

دُعُوْا در اصل دُعُوْا بود، واو یا گشت، دُعِيْوُا شد، بعد ازاں ضمہ بروے دشوار داشتند، نقل کرده بما قبل دادند بعد سلب حرکت ما قبل، دوساکن بہم آمدند، واو ویا یکے را بیفکندند دُعُوْا شد۔

ترجمہ و مطلب: (۲) دُعُوْا (جمع مذکر غائب) اصل میں دُعُوْوا تھا۔ اول بقاعدہ مذکورہ واو کو یا کیا دُعِيْوُا بنا پھر یا کا ضمہ ثقل کے باعث عین کی حرکت دور کر کے عین پر رکھ دیا۔ دوساکن (واو اور یا) جمع ہوئے ایک کو یعنی یا کو حذف کر دیا۔ کیونکہ یا بین الضمتین (دو ضموں کے درمیان) گھر گئی تھی۔ ما قبل میں عین مضموم ہے اور ما بعد میں واو موجود ہے جو تہا دو ضموں کے برابر ہے۔ لہذا اس (یا) کا درمیان سے ہٹنا ہی مناسب ہوا۔

يَدْعُوْا در اصل يَدْعُوْا بودہ است، واواخت ضمہ بود، ضمہ دیگر بروے دشوار داشتند، ساکن کردند يَدْعُوْا شد۔

ترجمہ و مطلب: (۳) يَدْعُوْا در اصل يَدْعُوْا تھا واواخت ضمہ تھا اس پر دوسرا ضمہ ثقل بالائے ثقل (بوجھ پر بوجھ) کا مصداق ہو گیا، لہذا ضمہ گرا کر واو کو ساکن کیا گیا۔

يَدْعُوْنَ می خوانند ہمہ مرداں، در اصل يَدْعُوْنَ بود، واواخت ضمہ بود ضمہ دیگر بروے دشوار داشتند، ساکن کردند، دوساکن بہم آمدند، واواول را حذف کردند يَدْعُوْنَ شد۔ يَدْعُوْنَ می خوانند آں زمانہ بر اصل خود است۔

ترجمہ: (۴) يَدْعُوْنَ (بلا تے ہیں وہ سب مرد) اصل میں يَدْعُوْنَ (بروزن يَنْصُرُوْنَ) تھا واو پیش کی بہن ہے، دوسرا پیش اس پر بھاری سمجھا، ساکن کیا، دوساکن اکٹھا ہوئے، پہلے واو کو حذف کیا يَدْعُوْنَ ہوا۔ يَدْعُوْنَ (بروزن يَنْصُرُوْنَ) بلا تے ہیں وہ سب عورتیں (اپنی اصل پر ہے) اس

میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی)

﴿فائدہ﴾ يَدْْعُوْنَ : می خوانند آل ہمہ مردان، یہاں تو ترجمہ لکھنا ضروری تھا، کیونکہ یہ صیغہ جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب دونوں جگہ یکساں حالت میں ہے اور جمع مؤنث غائب اپنی اصل پر ہے اس میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی، مصنف رحمہ اللہ خود بھی اس کی تصریح کرے گا اور جمع مذکر غائب میں موجودہ شکل بعد التعلیل قائم ہوئی ہے لہذا بدولت ترجمہ تعلیل کرنا دوسری جانب غلطی کا احتمال پیدا کرنا ہے۔ ————— تعلیل ظاہر ہے۔

تَدْعِيْنٌ در اصل تَدْعُوْنِیْنِ بود، کسرہ برواد شوارداشتند، نقل کردہ ماقبل داوند، بعد ازالہ حرکت ماقبل، واویا گشت، دوساکن بہم آمدند یکے را بنگندند تَدْعِيْنِ شد۔

ترجمہ و مطلب: (۵) تَدْعِيْنِ اصل میں تَدْعُوْنِ تھا، کسرہ واو پر ثقیل سمجھا گیا، لہذا ماقبل کی حرکت دور کر کے یہ کسرہ اسے دے دیا، پھر واو کسرہ ماقبل کے باعث یا ہو گیا اور یا التقائے ساکنین سے گر گئی۔

يُدْعِيْ در اصل يَدْْعُوْ بودہ است، واویا گشت يُدْعِيْ شد، بعد آل یا الف گشت يُدْعِيْ شد زیراچہ ہر واو کہ در کلمہ ثالث باشد چوں رابع گردد یا زیادہ از رابع، و حرکت ماقبل واو مخالف او باشد، آل واویا گردد چوں اعلیت و استعلیت۔

ترجمہ و مطلب: (۶) يُدْعِيْ (مضارع مجہول) اصل میں يَدْْعُوْ تھا، واویا ہو گیا تو يُدْعِيْ ہوا، ازالہ بعد بقاعدہ قال یا الف سے بدل گئی يُدْعِيْ ہو گیا اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جو واو کلمہ میں تیسری جگہ پر ہو پھر وہ چوتھی جگہ یا اس سے آگے پہنچ جائے اور ماقبل واو کی حرکت واو کے مخالف ہو یعنی کسرہ یا فتح ہو تو ایسا واویا ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ اعلیت اور استعلیت جو



اسقاط ضمہ ہے وقس علیہ البواقی۔

﴿یہ شبہ﴾ نہ ہونا چاہئے کہ اسقاط واو سے دو ضموں کا سقوط اور اسقاط یا اور الف سے دو کسروں اور دو فتحوں کا سقوط لازم آتا ہے حالانکہ عامل جازم صرف ایک ضمہ ایک کسرہ ایک فتح کو ساقط کرتا ہے نہ دو کو لیکن مثلاً واو کے سقوط میں کہ واو دو ضموں سے مرکب ہوتا ہے بیک وقت دو ضموں کا سقوط ہو گیا یہ کس طرح جائز ہوگا؟ اسی طرح یادو کسروں سے اور الف دو فتحوں سے بنتا ہے۔

﴿جواب﴾ وجہ یہ ہے کہ اسقاط حرف تو لابدی ٹھہرا جس کی وجہ ابھی معروض ہو چکی ہے کہ عدم اسقاط کا نتیجہ عامل کے عمل کا ابطال ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ حرف کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا حذف کر دیں اور ایک کو باقی رکھیں۔ پس نہ پورا حرف باقی رکھ سکتے ہیں اور نہ اس کے ٹکڑے کر سکتے ہیں اور اسقاط لابدی ہے تو پھر یہی متعین رہا کہ بالکل حذف کر دیا جائے غرض بہ مشابہت حرکت حرف کو ساقط کرنا پڑا۔

امر کے آخر سے حرف علت کیوں ساقط ہوتا ہے؟ رہا امر میں اسقاط کا عمل، سو حسب تصریح علامہ رضی وجہ یہ ہے کہ قیاس اس کو مقتضی تھا کہ امر غائب کی طرح امر حاضر بھی مجزوم بلام امر ہوتا مگر چونکہ مخاطب بالجا ضرر بار بار اور کثرت کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے کلمہ کو ہلکا رکھنے کی خاطر علامت مضارع اور لام امر دونوں کی تخفیف ہو گئی۔ ساتھ ہی ساتھ علت اعراب بھی ختم ہو گئی کیونکہ اس کا تعلق فعل مضارع سے مشابہت اور موافقت پر تھا وہ علامت مضارع کے حذف سے ختم ہو گئی۔ لہذا امر حاضر فعل کی اصلی حالت بنا کی طرف لوٹ گیا (یعنی فعل میں اصل بناء ہے) اور چونکہ امر باللام میں — جو کہ مطابق قیاس ہونے کی بناء پر اصل امر ہے — آخر سے حروف علت ساقط ہیں لہذا امر حاضر میں بھی بعلت وقف ان کو ساقط کر دیا واللہ اعلم ہکذا ذکرہ فی نغزک (۱)

(۱) نغزک فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ہر شئی نادر اور خوب اور لطیف اور نغزک فارسی زبان میں

رزادی کی شرح ہے جو مولانا محمد مسعود بن محمد یعقوب ملتانی کی تصنیف ہے اور مطبوعہ ہے ۱۲

دَاع در اصل دَاعُوّ بوده است، واویا گشت، و بیفتاد، زیر اچہ ہر واو کہ در اسم فاعل در آخر کلمہ باشد، و ما قبل وے مکسور باشد، آں واویا گرد و بیفتد و یا نیز، چوں مُغل و مُستغل و قاض و دَاع

ترجمہ و مطلب: (۸) دَاع اصل میں دَاعُوّ تھا، واویا ہو کر گر گیا ایسا اس لئے ہوا کہ یہ قاعدہ ہے کہ جو واو اسم فاعل کے آخر میں واقع ہو وہ واویا ہو کر گر جایا کرتا ہے اور یہی حکم یا کا بھی ہے یعنی یا بھی ساکن ہو کر بالتقائے ساکنین گر جاتی ہے ساکن کرنے کی وجہ وہی ضمہ کا یا پر ثقل ہے چنانچہ قاض میں جو اصل میں قاضی تھا از قَضٰی یَقْضِیْ قَضَاءً : فیصلہ کرنا، حکم کرنا، یا کا ضمہ بوجہ ثقالت حذف کر کے یا اور تنوین میں التقائے ساکنین کی صورت پیش آگئی، یا کو حذف کر دیا۔

دَاع اور قاض میں فرق: دَاع اور قاض میں فرق اتنا رہا کہ اول واو کو یا کیا، پھر دوسرا عمل کیا گیا یہاں یعنی قاض میں واو تھا ہی نہیں، لہذا واو کے یا بن جانے کے بعد دَاع اور قاض یکساں طور پر معلول ہوئے۔

مُغل اور مُستغل کی تعلیل: مُغل اور مُستغل میں جو کہ باب افعال اور استفعال کے اسم فاعل ہیں، دونوں طرح سے اعلال ہو سکتا ہے یعنی دَاع کے طرز کا بھی کہ اول مُغْلُوّ اور مُسْتَعْلُوّ کے واو کو بوجہ رابع اور زائد از رابع ہونے کے، یا سے بدلیں کیونکہ اس تبدیلی کی جو شرط تھی یعنی حرکت ما قبل واو کا واو کے مخالف ہونا یہاں موجود ہے، پھر اس تبدیلی کے بعد، یا پر ضمہ کی تخفیف کا آپریشن کریں۔ اور جب آپریشن کامیاب ہو جائے تو اسے نون ساکن یعنی تنوین سے ٹکرا کر منزل گاہ عدم میں پہنچادیں۔۔۔۔۔ یا پس کسرہ طرف میں ہونے کی بناء پر اسے یا کر کے پھر اس پُرل جراح کر میں مصنف رحمہ اللہ نے بسلسلہ اعلال اسم فاعل، اس کا ذکر فرمایا ہے، لہذا مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں واو کی یا سے تبدیلی اس مخصوص قاعدہ کے ماتحت رہے واللہ اعلم۔

## صرف ناقص یائی از باب فَعَلَ يَفْعِلُ.

تشریح یہاں غایت اختصار کی بناء پر وہ تشریحی الفاظ بھی چھوڑ دئے جن سے ماضی مضارع کے عین کا حال معلوم ہوتا یعنی بفتح العين فى الماضى ، و كسرهما فى الغابر، کیونکہ صرف کبیر میں ماضی مضارع پر نظر کرنے سے باب کا تعین از خود ہو جاتا ہے بہر حال یہ اختصار بھی خالی از لطافت نہیں تفنّن کلام سے تفنّن طبع پر دلالت ہو رہی ہے۔ خیر الکلام ما قلّ وذل! (بہترین کلام وہ ہے جو کم ہو اور بات واضح کر دے)

### قوانین اس ابواب چوں قوانین ابواب مقدم ست۔

ترجمہ: ان ابواب کے قوانین پہلے گذرے ہوئے ابواب کے قوانین کی طرح ہیں۔ تشریح: یعنی دَعَا يَدْعُو کے مختلف ابجاث و ابواب کے سلسلہ میں جن قوانین کا ذکر ہو چکا ہے، وہی قوانین بفرق واوی و یائی یہاں بھی ابواب میں چلیں گے۔ ذکر میں تطویل لا حاصل کے سوا نتیجہ کچھ نہیں۔ العاقلُ تَكْفِيهِهَ الْإِشَارَةُ عَقْلَ مَنْدَاشاره سمجھتے ہیں اور اسی کے موافق کاربند ہو جاتے ہیں۔ ابواب سے مراد: باقی یہاں ابواب سے مراد ابجاث (گرا دینیں) ہیں یعنی ماضی، مضارع، امر، نہی، اسم فاعل، اسم مفعول کی گردانیں اور ان کے صیغے۔ گویا ہر بحث ایک جداگانہ باب ہے جس میں ہر صیغہ کا ایک الگ محل وقوع ہے اور اس کی ایک جداگانہ شان ہے اور واقعہ اسی طرح ہے اب یہ شبہ نہ ہو گا کہ باب تو صرف رَمَى يَوْمِيْ یعنی ضَرْبَ يَضْرِبُ یا دَعَا يَدْعُو یعنی نَصَرَ يَنْصُرُ ہے۔ یہ ابواب (جمع) کہاں سے آگئے؟

یایوں سمجھ لو کہ مصنف نے ناقص واوی اور ناقص یائی کے ابواب میں سے نمونہ ایک ایک باب پیش فرما دیا ہے۔ کیونکہ مقصود قواعد کا اجراء اور طریق اعلال پر تنبیہ ہے جو جملہ ابواب ناقص میں برابر طور پر جاری اور



ساری ہے ابواب کا احاطہ مقصد سے زائد امر ہے اس لئے مصنف رحمہ اللہ نے ”قوانین این ابواب“ کا عنوان اختیار کر کے اصل مطلب پر تنبیہ فرمادی۔ غرض ابواب ناقص میں انہیں قواعد کا اجراء اور عمل ہو گا جن کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔

أَمَّا مَرْمِيٌّ دَرِ اَصْلٍ مَرْمُوءِيٌّ بُوْدَه اَسْت وَاوَرِ اِيَا كَرْدَنْد، وِيَارِ اَدْرِ اِيَا دَغَام كَرْدَنْد وَا قَبْلِ يَا مَكْسُور كَرْدَنْد، بِرَايَ مَوَافَقَتِ يَا، مَرْمِيٌّ شَد زِيْرَا كِه هَر جَا كِه وَاوِ يَا بَهْم آيَنْد، وَاوَلِ اِيْشَا سَا كُنْ بَاشَد، وَا بَدَلِ اَز چِيْزِ نَبَاشَد، وَا مَحْمُولِ بَر جَمْعِ تَكْشِيْرَنَه بَاشَد وَا زِ التَّبَاسِ اِيْمَن بَاشَد، آں وَاوَرِ اِيَا بَدَلِ كَنْد وِيَارِ اَدْرِ اِيَا دَغَام نَمَايَنْد، وَا قَبْلِ وِے كَسْرَه دَهَنْد، اَكْر مَضْمُوم بَاشَد، چُون مَرْمِيٌّ وَسَيِّدٌ وَطِيٌّ وَلَيَّانٌ كِه دَرِ اَصْلٍ مَرْمُوءِيٌّ وَسَيِّوْدٌ وَطُوءِيٌّ وَلُوءِيَّانٌ بُوْدَه اَسْت۔

وَدَرِ دِيْوَانٌ وَاوِيَا نَه شَد زِيْرَا چِه يَا بَدَلِ اَز وَاوِ اَسْت كِه دَرِ اَصْلٍ دِيْوَانٌ بُوْدَه اَسْت، نَه بَنِي كِه جَمْعِ وِے دَوَاوِيْنُ مِي آيِد \_\_\_\_\_ وَدَرِ اُسَيِّوْدٌ وَاوِيَا نَه شَد، زِيْرَا چِه مَحْمُولِ سَتِ بَرِ اَسَاوِدِ \_\_\_\_\_ وَدَرِ اَيَوْمٌ وَاوِ بَسْلَامَتِ مَانَد زِيْرَا چِه اَزِ التَّبَاسِ اِيْمَن نِيْسْت \_\_\_\_\_ وَدَرِ حَيَوَةُ وَضَيُّوْنٌ وَاوِ بَسْلَامَتِ مَانَد، بِنَا بَرِ شَدُوْدِ۔

ترجمہ: رہا مَرْمِيٌّ تو وہ اصل میں مَرْمُوءِيٌّ تھا، وَاوِ کویا کیا اور یا کویا میں ادغام کیا اور یا کے ماقبل کو کسرہ دیا یا کی موافقت کے لئے، مَرْمِيٌّ ہو اس لئے کہ جہاں بھی وَاوِ اور یا جمع ہوں اور ان کا پہلا ساکن ہو، اور کسی چیز سے بدلا ہوا نہ ہو اور جمع مکسر پر محمول نہ ہو اور اشتباہ سے محفوظ ہو، اس وَاوِ کویا سے بدل لیتے ہیں اور یا کویا میں ادغام کرتے ہیں اور اس کے ماقبل کو کسرہ دیتے ہیں اگر مضموم ہو، جیسے مَرْمِيٌّ، سَيِّدٌ، طِيٌّ اور لَيَّانٌ کہ اصل میں مَرْمُوءِيٌّ، سَيِّوْدٌ، طُوءِيٌّ اور لُوءِيَّانٌ تھے \_\_\_\_\_ اور دِيْوَانٌ میں وَاوِيَا نہ ہوئی، کیونکہ یا وَاوِ سے بدلی ہوئی ہے کیونکہ اصل میں دِيْوَانٌ تھا نہیں دیکھتے آپ کہ اس کی

جمع دَوَاوِیْنُ آتی ہے — اور اُسَیْوُذْ میں واویا نہیں ہوئی، کیونکہ اَسَاوُذْ پر محمول ہے — اور اَیْوَمُ میں واو سلامت رہا، کیونکہ اشتباہ سے محفوظ نہیں ہے — اور حَیْوَةُ اور ضَیْوَنَ میں واو سلامت رہا شاذ ہونے کی بناء پر

مَرْمِیَّہ کی تعلیل: مَرْمُوی، مَرْمِیَّہ کس طرف بنا؟ تو بتادیا کہ واو کو یا کر کے یا میں ادغام کر دیا اور موافقت یکے لحاظ سے ماقبل یا کو مکسور کر دیا، مَرْمِیَّہ ہو گیا۔  
قانون: یہ عمل کس قانون کے ماتحت ہوا؟ زیر اسے اس کا بیان ہے یعنی یہ قاعدہ ہے کہ جس کلمہ میں واو اور یا جمع ہوں خواہ واو مقدم ہو یا یا۔ اور ان دونوں میں کا پہلا حرف ساکن ہو، وہ خواہ واو ہو یا یا، ہاں یہ شرط ہے کہ۔

(۱) وہ واو اور یا کلمہ میں اصلی ہوں کسی دوسرے حرف کے بدلے میں نہ ہوں۔  
(۲) اور کلمہ محمول بر جمع تکسیر بھی نہ ہو۔

(۳) اور قاعدے پر عمل کرنے سے اس کلمہ کیلئے دوسرے کلمہ سے التباس کا خطرہ بھی نہ ہو۔ (ان قیود کے فوائد خود مصنف کے بیان سے آگے آرہے ہیں)  
تو ایسے واو کو یا سے بدل کر یَا یَن کا باہم ادغام کر دیا جاتا ہے اور بہ صورت مضمومیت ماقبل یا ء اس کو مکسور کر دیا جاتا ہے۔

امثلہ مَرْمِیَّہ، سَیِّدٌ، طَیٌّ، لَیَّانٌ — طَیٌّ: لَیَّانٌ لَیَّانٌ: قرضہ ادا نہ کرنا — ان کی اصل مَرْمُوی، سَیِّوُذْ، طَوُوی، لَوُیَّانٌ ہے تعلیل کی صورت مَرْمِیَّہ میں بیان ہو چکی ہے وہی باقی امثلہ میں جاری کر لیں، البتہ یہاں ماقبل یا کے مضموم نہ ہونے کے باعث ماقبل کی حرکت علیٰ حالہا باقی رہے گی۔  
فوائد قیود: اب فوائد قیود سنئے: دِیَوَانٌ بمعنی دفتر، رجسٹر دِیَوَانٌ میں بظاہر واو اور یا کا اجتماع ہو رہا ہے پھر بھی واو قائم ہے؟

﴿جواب﴾ دِیَوَانٌ کی یا بجائے واو ہے اصلی نہیں اصل میں یا کی جگہ بھی واو ہی تھا، اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ کلمہ کی اصلی حالت کہ واوی ہے یا یا کی اس کی جمع اور تصغیر کے دیکھنے سے صاف کھل جاتی ہے کیونکہ جمع اور

تصغیر میں اس کے اصلی حروف اوائی دئے جاتے ہیں۔ دُوَوَان کی جمع دَوَاوِیْن ہے، لہذا اس کی اصل دَوَوَان ہوئی بقاعدہ میزَان وَاوِاَوِل یا ہو گیا، اس لئے تمہیں وَاوِاَوِیا کا اجتماع نظر آنے لگا۔ پس یہاں قاعدہ کی پہلی شرط کے انتفاء سے قاعدہ کا تحقق ہی نہیں ہوا، تو الزام کیسا؟!

﴿سوال﴾ اُسُوْد میں جو کہ تصغیر سے اُسُوْد کی۔ اُسُوْد کے معنی تھوڑا کالا۔ یہاں وَاوِیا کا اجتماع ہے اور اَوِل ساکن بھی ہے اور دَوَوِاَوِل اصلی بھی ہیں پھر بھی قاعدہ کا عمل نہیں ہو رہا ہے؟

﴿جواب﴾ یہاں مانع عمل دوسری شرط کا فقدان ہے، چونکہ اُسُوْد، اَسَاوْد جمع تکسیر پر محمول ہے اور وہاں اجرائے قاعدہ کا کوئی موقعہ نہیں (چنانچہ اُسُوْد میں بھی قاعدہ جاری نہ کیا گیا)

﴿سوال﴾ اَیَوْمُ بوزن اَفْعَل میں جملہ شرائط موجود ہیں، پھر کیوں عمل نہیں ہوا؟

﴿جواب﴾ یہاں عمل سے التباس بہ اَیَمُّ ہونا مانع ہے یہ دونوں کلمے بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اَیَوْمُ بمعنی زیادہ روشن اور اَیَمُّ بمعنی رنڈوا (مرد بے زن، زن بے مرد) غرض پیش کردہ مواد میں کسی نہ کسی شرط کا فقدان ہو رہا ہے اس لئے قاعدہ کا عمل نہ ہو سکا۔

اسی طرح حَیَوۃ میں بعد التبدیل ادغام کرنے سے حَیۃ کا اشتباہ ہو جاتا ہے حَیۃ بمعنی سانپ اور حَیَوۃ بفتح، حا، واسکان یا، ایک شخص کا نام ہے۔ مصنف کی رائے: لیکن عند المصنف رحمہ اللہ حَیَوۃ اور حَیَوۃ بمعنی گرہ نہ یعنی بلاء، اس قاعدہ کے شواذ میں داخل ہیں، کیونکہ قاعدہ کے تمام شرائط موجود ہیں، پھر بھی ادغام نہیں ہوا لہذا ان کو شاذ کہا جائے گا یعنی خلاف قاعدہ اسی طرح منقول ہیں۔

﴿فائدہ﴾ عند المصنف رحمہ اللہ حَیَوۃ کا وَاوِاَوِل اصلی ہے حَیۃ اصل میں حَیَوۃ تھا لیکن عند البعض وَاوِیا کا بدل ہے اصلی نہیں لہذا ان کے مسلک پر اشکال ہی نہیں۔

و صرف ناقص از ابواب دیگر بریں اصول مذکور قیاس کنند۔

ترجمہ و مطلب: ناقص کے دوسرے ابواب کی گردانیں انہیں مذکورہ اصولوں پر قیاس کر لیں مقصد یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے ناقص واوی میں صرف نصوینصر کے باب کا ذکر کیا، حالانکہ سمع یسمع اور کرم یکرم بھی ناقص واوی کے ابواب ہیں اول کی مثال رَضِيَ يَرْضِي رَضًا وَرِضَاءً: راضی ہونا اور ثانی کی مثال رَخُو يَرْخُو رَخْوًا وَرَخَاوَةً: نرم ہونا۔۔۔۔۔ اسی طرح ناقص یائی میں رَمِيَ يَرْمِي پر اکتفاء فرمائی، جو ضرب یضرب سے ہے حالانکہ سمع یسمع اور فتح یفتح بھی ناقص یائی کے ابواب ہیں۔ اول کی مثال خَشِيَ يَخْشِي خَشْيَةً: ڈرنا ثانی کی مثال سَعِيَ يَسْعِي سَعْيًا: دوڑنا۔

تو اب یہ کہنا چاہتا ہے کہ دیگر ابواب ناقص میں بھی یہی اصول مرعی ہیں ان کی صرف کبیر گردان کر، ان کے مواقع اعلال میں، برعایت قواعد مذکورہ تعلیلات جاری کر کے صیغوں کو صحیح کر لینا چاہئے۔  
أَعْلَى إِعْلَاءً: بلند کرنا سَمَّى تَسْمِيَةً: نام رکھنا۔ تَلَقَّى تَلَقُّيًا: ملنا، حاصل کرنا۔ اجْتَبَى اجْتِبَاءً: چننا، اختیار کرنا۔

اما تَسْمِيَةُ در اصل تَسْمِيُو بود و او یا گشت بر حسب قاعدہ یک را اقلند، و تا در آخر عوض آل در آوردند، تَسْمِيَةُ شد قانون ہر جا کہ دو حرف از یک جنس بہم آیند، یکے را تخفیف کنند بہ طریق: یکے ادغام چوں فَرَّو عَرَّو دوم حذف بر خلاف قیاس چوں ظَلَّتْ وَمَسَّتْ سوم ابدال بر خلاف قیاس، چوں قَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا کہ در اصل دَسَّسَهَا بود۔

تَسْمِيَةُ کی تعلیل: تَسْمِيَةُ کی اصل تَسْمِيُو تھی بقاعدہ مَرْمِيَّ و او یا ہو گئی، پھر تخفیفاً ایک یا کو حذف کر کے بعض محذوف آخر میں تالگادی، تَسْمِيَةُ ہو گیا۔

قانون جہاں ایک جنس کے دو حرف جمع ہو جائیں وہاں ایک کی تخفیف کر دیتے ہیں تخفیف کے تین طریق ہیں۔

ایک ادغام، جیسے فَوْ اور عَوْ، دو متجانسین کے علیحدہ علیحدہ ادا کرنے میں جو کلفت ہوتی ہے وہ ان دونوں کے بیک دم ادا کرنے میں باقی نہیں رہتی، بلکہ ادغام میں دو ہی نہیں رہتے، وہ ایک حرف بن جاتے ہیں اور اس میں ذرا مخرج پر زور بڑھ جاتا ہے فَوْ: بھاگا۔ عَوْ: سائل بن کر آیا۔

دوسرا طریق غیر قیاسی حذف کا ہے، جیسے ظَلَلْتُ میں ایک لام حذف کر کے ظَلْتُ کہا جائے اور مَسِسْتُ میں ایک سین حذف کر کے مَسْتُ کہا جائے یہ دونوں حذف غیر قیاسی ہیں مَسِسْتُ کے معنی ہیں: میں نے چھوا ظَلَلْتُ: میں نے دن گزارا، یا میں ہو گیا۔

سوم غیر قانونی ابدال، چوں قَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا، اصل دَسَّهَا تھا، ایک سین کو الف سے بدل دیا یہ تبدیلی کسی قانون کے ماتحت نہیں آتی ترجمہ: بے شک نقصان میں رہا جس نے نفس کے ساتھ خیانت کی (اور لفظی ترجمہ ہے تحقیق نامراد ہوا جس نے نفس کو (فجور میں) دبا دیا)

تَلَقَّ در اصل تَلَقَّوْ بودہ است، ضمہ قاف را بکسرہ بدل کردند، و واورا بیا بدل کردند تَلَقَّی شد، بعدہ یار اساکن کردند، بسبب تحقیق التَقَّای ساکنین میان یا و تنوین، یار اافلندند، تَلَقَّ شد زیراچہ در سخن عرب ہیچ اسم متمکن نیابی کہ در آخر او حرف علت باشد، و پیش از وے ضمہ بود، اگر چنین اتفاق افتد، ضمہ را بکسرہ بدل کنند، اگر حرف علت و او باشد یا کنند چوں تَلَقَّ و تَلَّاق و قَلَنْس وَاذَل کہ در اصل تَلَقَّوْ و تَلَّاقُوْ و قَلَنْسُوْ وَاذَلُوْ بودہ است۔

تَلَقَّ کی تعلیل: تَلَقَّ اصل میں تَلَقَّوْ تھا، قاف کا ضمہ کسرہ سے بدل کر و او کو بمناسبت کسرہ یا کر لیا، بعدہ ضمہ یا پر ثقیل رکھ کر ساقط کر دیا، یا ئے ساکنہ اور تنوین دو ساکن جمع ہوئے یا کو حذف کیا تَلَقَّ بن گیا۔

ضمہ کسرہ میں کیوں تبدیل کیا؟ اب وجہ بتاتے ہیں کہ قاف کا ضمہ کسرہ میں کیوں تبدیل کیا گیا، جس کے بعد واو کو یا بنانے کی نوبت آئی؟ وجہ یہ ہے کہ کلام عرب میں ایسا کوئی اسم متمکن نہیں ملے گا کہ جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس سے قبل ضمہ ہو اگر کہیں اتفاقاً ایسی صورت بن جائے تو اس کا فوری علاج کر دیا جاتا ہے کہ ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں اور حرف علت واو ہوتا ہے تو اس کو یا کر لیتے ہیں۔ امثلہ ملاحظہ ہوں (۱) تَلَقَّ جو اصل میں تَلَقُّو تھا اس کی تعلیل گذر گئی (۲) تَلَّاق مصدر باب تفاعل بمعنی آپس میں ملاقات کرنا، اصل میں تَلَّاقُو تھا (۳) فَلَنَسْ (ٹوپی پہننا) اصل میں فَلَنَسُو تھا (۴) اَذَلَّ جمع اَذَلُّ بمعنی ڈول اصل میں اَذَلُّو تھا — ان سب میں وہی تَلَقُّو والا عمل ہوا ہے ان امثلہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تَلَقَّ کے باب میں یہ تصرف عین مقتضائے قیاس تھا واللہ اعلم۔

صرف لفیف مفروق بریں اصول کہ یاد کردہ شد، بیروں می آید، فائے وے را بر معتل فاء قیاس کنند و لام وے را بر معتل لام۔

لفیف مفروق کی تعلیل: لفیف مفروق کی گردانیں بھی انہیں اصول پر نکلتی ہیں جو یاد کئے جا چکے ہیں یعنی کہ اس میں حرف علت فا اور لام کی جگہ ہوتا ہے پس اس کے فائیں معتل فا کا انداز رکھیں اور اس کے لام کو معتل لام پر قیاس کریں اور ہر دو اصول (یعنی معتل فا اور ناقص کے قواعد) کو سامنے رکھ کر قابل تعلیل صیغوں میں تعلیل کر لیں۔

الوقایۃ: نگہداشتن، حفاظت کرنا۔ اَلْوَجْی: ننگے پاؤں ہونا یا قدم گھسنا۔

أَمَّا لفیف مقرون پس لام وے را بر معتل لام قیاس کنند، و عین را بسلامت بگذارند، تاتوا الیٰ اعلاٰ لکن لازم نیاید و کلمہ بداں مختل نشود۔

ترجمہ: رہا لفیف مقرون تو اس کے لام کو معتل لام پر قیاس کرتے ہیں اور

عین کو سلامت رکھتے ہیں تاکہ دو تعلیلیں پے بہ پے لازم نہ آئیں اور ان کی وجہ سے کلمہ بگڑ نہ جائے۔

لفیف مقرون کی تعلیل: لفیف مقرون میں جو صورت کثیر الوقوع ہے وہ یہی ہے کہ عین کلمہ اور لام کلمہ اس کا حرف علت ہو۔ یَوْمٌ میں فا اور عین کا قرآن ہے مگر وہاں تعلیل نہیں ہوئی۔ اسی طرح وَيْلٌ بمعنی ہلاکت میں بھی تعلیل نہیں ہوئی۔ غرض بلحاظ اعلال لفیف مقرون میں یہی صورت آسکتی ہے جس کو مصنف رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا۔

پس اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے لام کو معتل لام کے لام پر قیاس کرتے ہوئے حسب قواعد ناقص اعلال کریں گے اور عین کلمہ سلامت چھوڑ دیں گے تاکہ ایک کلمہ کے دو اصلی حروف اعلال کی زد میں آکر کلمہ کی بناء میں خلل واقع ہونے کا سبب نہ ہو جاویں ————— تو الیٰ کے معنی: پے در پے پہونچنا، آگے پیچھے آنا، مسلسل، لگاتار۔

ایک کلمہ میں دو مرتبہ اعلال کب جائز ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک کلمہ کا دو موقع سے اعلال حسب ضرورت جائز ہے مگر توالی سے کلمہ کی صورت بگڑتی ہے لہذا توالی ممنوع ہے۔ اسی طرح یہ توالی زوائد میں ہو یا ایک زائد اور ایک اصلی میں تب بھی چنداں مضائقہ نہیں ————— مُخْتَلِ اسم مفعول از باب افتعال اختلال کے معنی خلل پڑ جانا، بگڑ جانا۔

توالی اعلا لین کے امتناع کے لئے تین شرطیں: ہم نے توالی اعلا لین کے سلسلہ میں تین باتوں کی طرف اشارہ کر دیا کہ وہ تینوں مجموعی حیثیت سے امتناع توالی کے لئے ضروری اور شرط ہیں۔

اول یہ کہ وہ توالی کلمہ کے دو اصلی حروف سے متعلق ہو۔  
دوم توالی سے کلمہ کی بناء مختل ہوتی ہو۔

سوم بلا فصل ہو ————— اس کے لئے توالی کے ترجمہ میں اشارہ موجود ہے (مسلسل، آگے پیچھے آنا)

(البتہ) یہ کوئی ضروری امر نہیں کہ دونوں اعلال ایک ہی نوع کے

ہوں۔ دونوں ابدال ہوں یا دونوں حذف ہوں یا ابدال اور حذف ہو۔

رضی اور سیرانی کی رائے: علامہ رضی نے فرمایا کہ شاید صرفین ثلاثی مجرد میں توالی کو منع فرماتے ہوں گے، کیونکہ مزید میں تو ایسے کلمات کی کمی نہیں جن میں توالی اعلالین موجود ہے سیرانی کے نزدیک ممنوع توالی کی یہ شکل ہے کہ اعلال سے عین اور لام دونوں ساکن ہو جاویں۔

لیکن اس تمام کا نچوڑ وہ ہے جو ہم نے رکھ دیا۔ کیونکہ ثلاثی مجرد میں توالی سے کلمہ کی بنا مختل ہو جائے گی اسی طرح عین اور لام کے سکون میں بعلت اجتماع ساکنین ایک حذف ہو گا اور نتیجۃً فعل ماضی میں اِحْجَاف پیدا ہو کر بنا ختم ہو جائے گی (احجاف بمعنی استیصال یعنی جڑ سے نکال دینا۔ برباد کر دینا) مثلاً طَوًی، شَوًی کو لیجئے اصل میں طَوًی شَوًی تھے اولاً یہ اعلال سے تغیر پیدا کیا کہ اس کو الف میں تبدیل کر دیا۔ اب واو میں جو عین کلمہ ہے اعلال کریں تو یہ واو بھی بقاعدۃً قَالَ الف ہی ہو گا۔ عین اور لام دونوں الف بن گئے اور الف قابل حرکت نہیں تو دوساکن جمع ہو گئے اگر دونوں رکھے جائیں تو ادا کی کیا شکل ہو، لامحالہ ایک پر حرکت لائیں گے تو الف نہ رہے گا، ہمزہ ہو جائے گا اور اعلال سابق منتقض ہو جائے گا۔ پھر ہمزہ بہ نسبت حروف علت اثقل بھی ہے چلے تھے نماز بخشوانے، روزے سر پڑ گئے! اور اگر ایک کو حذف کریں تو ماضی کے دو حرف رہ جاتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح کہ ایک متحرک اور دوسرا ساکن۔ ساکن کالمیت ہونے کے باعث لَا یُعْبَأُ بہ ہوتا ہے تو گویا ایک ہی حرف ہے اس سے بڑھ کر اور کیا کلمہ کا استیصال ہو سکتا ہے! واللہ اعلم۔

طیٰ میں واو اور یا دونوں جمع ہیں پہلا واو ہے اور قُوۃً میں دونوں واو ہیں چنانچہ قُوًی کی اصل قُوو مسطور ہے — تعلیلات ظاہر ہیں۔



## فصل چہارم در صرف مضاعف

قوانین ذَبُّ در اصل ذَبَبُ بود۔ بآئے اول را ساکن ساختند، و در دوم ادغام کردند، ذَبُّ شد؛ زیرا کہ ہر جا کہ دو حرف صحیح از یک جنس یا از یک مخرج یا از دو مخرج متقارب بہم آیند، و ہر دو متحرک باشند بحرکت لازم، و کلمہ از التباس ہم ایمن باشد، و ملحق بر باعی و خماسی نہ باشد، حرف اول را ساکن کنند، اگر نہ باشد، و در دوم ادغام نمایند، چون ذَبُّ و عَضُّ و عَدُّ و مَدُّ و عَبَدَتْ و لَبَسَتْ۔  
 و در ذَبَبِنَ و اخوات آل ادغام نہ شد، زیرا کہ حرف دوم متحرک نیست  
 ——— و در اُذْبَبِ الْکَلْبِ ادغام نہ شد، زیرا کہ حرکت حرف دوم لازم نیست  
 ——— و در سَبَبُ ادغام نہ شد زیرا چہ از التباس ایمن نیست ——— و در  
 قُعْدُ ادغام نہ شد، زیرا کہ ملحق بہ بُوْثُنُ است، اگر ادغام کنند الحاق باطل شود،

## فصل چہارم مضاعف کی گردانوں کے بیان میں

ضوابط: (۱) ذَبُّ اصل میں ذَبَبُ تھا پہلی با کو ساکن کیا اور دوسری میں ادغام کیا، ذَبُّ ہوا، اس لئے کہ جہاں بھی دو حرف صحیح ایک طرح کے یا ایک مخرج کے یا دو قریب قریب مخرج کے جمع ہو جائیں اور دونوں لازمی حرکت کے ذریعہ متحرک ہوں اور کلمہ اشتباہ سے بھی محفوظ ہو اور رباعی اور خماسی کے ساتھ ملحق نہ ہو تو پہلے حرف کو ساکن کرتے ہیں اگر وہ ساکن نہ ہو اور دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جیسے ذَبُّ، عَضُّ، عَدُّ، مَدُّ، عَبَدَتْ، اور لَبَسَتْ۔

اور ذَبَبِنَ اور اسکی بہنوں میں ادغام اس لئے نہیں ہوا ہے کہ دوسرا حرف متحرک نہیں ہے ——— اور اُذْبَبِ الْکَلْبِ میں ادغام اس لئے نہیں ہوا ہے کہ دوسرے حرف کی حرکت لازم نہیں ہے ——— اور سَبَبُ میں

ادغام اس لئے نہیں ہوا ہے کہ اشتباہ سے محفوظ نہیں ہے۔ اور  
فَعْدُذ میں ادغام اس لئے نہیں ہوا کہ بُرْثَن کے ساتھ ملحق ہے اگر ادغام  
کریں گے تو الحاق باطل ہو جائے گا۔

تعلیل مضاعف کے قوانین: سابقاً معلوم ہو چکا ہے کہ جس کلمہ کے دو  
حرف اصلی ایک جنس کے ہوں وہ مضاعف کہلاتا ہے۔ اب قوانین سنئے:

ذَب کی تعلیل: ذَب (دفع کیا، ہٹایا) اصل میں ذَبَب تھا۔ باتے اول کو  
ساکن کر کے ثانی میں ادغام کر دیا۔ اس عمل کے لئے یہ دلیل ہے کہ جس جا  
دو حرف صحیح ایک جنس کے یا ایک مخرج کے یا دو متقارب مخرجین کے جمع  
ہو جاویں اور دونوں بحرکت لازم متحرک ہوں اور وہ کلمہ التباس سے مامون  
ہو اور مُلَحَقَاتِ رباعی یا خماسی میں سے نہ ہو تو وہاں حرف اول کو ساکن  
کر کے اگر ساکن نہ ہو، دوسرے مکرر حرف میں ادغام کر دیتے ہیں، جیسے  
ذَب بازداشتن از باب نصر ینصر۔ عَض: کاٹا مصدر عَض: دانتوں سے  
کاٹنا از باب سمع یسمع۔ عَد: العد: گنا شمار کرنا از باب نصر مد، المد:  
کھینچنا از نصر۔ عَبدت از نصر عبادۃ پوجا کرنا صیغہ واحد متکلم۔ لَبَثت، اللَّبَثُ  
ٹھہرنا، توقف کرنا صیغہ واحد متکلم از باب سمع یسمع۔ فَرَّ یفرّ از باب  
ضرب، الفرار: بھاگنا لَبَثت متقارب المخرجین کی مثال ہے ٹا اور تاکا مخرج  
قریب قریب واقع ہوا ہے ٹا کا مخرج زبان کا کنارہ اور زیریں دانتوں کی جڑ ہے  
اور تاکا مخرج زبان کا کنارہ اور انہیں نچلے دانتوں کا بالائی حصہ ہے یعنی نوک  
زبان دند انہائے زیریں کے سرے سے لگ کر تا ادا ہوتی ہے اور بیخ  
دند انہائے زیریں کی مدد سے ٹا ادا ہوگی لہذا دونوں قریب المخرج ہوئے  
\_\_\_\_\_ عَبدت میں دال اور تاکا مخرج ایک ہی ہے۔

قاعدہ کی مختصر تشریح معروض ہے: (۱) دو متقارب مخرج میں تعمیم ہے کہ  
مخرجین کا تقارب حقیقہ ہو یا حکماً ہو یعنی وہ دونوں حرف مخرج کے لحاظ سے قریب  
قریب ہوں، یا کسی خاص صفت میں اشتراک رکھتے ہوں، جیسے میم اور نون کا

اشتراک صفت غُنَّیَّت میں ہے کہ دونوں حروف غُنَّہ ہیں یا مثلاً دو حرف صفت مجہوریت یا مہوسیت میں اشتراک رکھتے ہوں۔ غرض وصفی اشتراک کو تقارب فی المخرج کا حکم دیا گیا ہے اور ان میں باہم ادغام ہوتا ہے۔

(۲) حرکت لازم یعنی وہ حرکت قابل سقوط نہ ہو عارضی حرکت جو کسی دوسرے کلمہ کے اتصال کے باعث لائی جاتی ہے قابل اعتبار نہیں وہ عارض کے ہٹنے سے ہٹ جائے گی (جیسے اُذْبِبِ الْکَلْبِ میں ثانی باکی حرکت عارضی ہے)

(۳) کلمہ اشتباہ سے محفوظ ہو یہاں کَيْفَ مَا اتَّفَقَ کسی کلمہ کا التباس مراد نہیں ہر التباس مانع ادغام نہیں ہوتا بلکہ وہ التباس مراد ہے جس میں قانونی اوزان ایک دوسرے سے مشتبہ ہو جائیں مثلاً مجہول بعد الادغام معلوم (معروف) سے مشتبہ ہونے لگے یا ایک باب کا صیغہ دوسرے باب کے صیغہ سے ملتیس ہوتا ہو، ایسا التباس لامحالہ مانع ادغام متصور ہونا چاہئے کیونکہ ادغام کا منشا کلمہ کا ہلکا کرنا ہے نہ کہ اس کو بگاڑ کر دوسرا کلمہ بنا دینا۔

(۴) رباعی اور خماسی کے ساتھ ملحق نہ ہو یعنی حرف مکرر کی زیادتی بغرض الحاق نہ ہو۔ عند البعض اس میں بھی تعمیم ہے کہ ایک مکرر حرف الحاقی ہو یا دونوں مکرر۔۔۔۔۔۔ الحاق کے معنی پہونچنا اور پہونچانا ہیں۔ اصطلاحاً ثلاثی کو رباعی کے برابر کرنے کی غرض سے یارباعی کو خماسی کے برابر بنانے کے لئے ان کے حروف اصلیہ کے بالمقابل ایک یا دو حرف کا اضافہ برعایت حرکات و سکناات کرنے کا نام الحاق ہے یعنی ملحق بہ کی حرکت کے مقابلہ پر ملحق میں حرکت، اور سکون کے مقابل پر سکون رکھا جائے۔۔۔۔۔۔ یہ ضروری نہیں کہ بعد الا الحاق اور قبل الا الحاق کے معنی الگ الگ ہوں، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ قبل از الحاق وہ لفظ بامعنی ہو۔ مزید تفصیلات کا موقع نہیں مطولات میں سب کچھ موجود ہے۔

(۵) قولہ: در دوم ادغام کنند۔ یہاں تفصیل کی ضرورت تھی نہ معلوم مصنف رحمہ اللہ نے کیوں توجہ نہ فرمائی وہ یہ ہے کہ متقاربین کا ادغام بغیر اس کے کہ ان کو اول ہم جنس بنایا جائے، براہ راست غیر ممکن ہے پھر ہم جنس بنانے کی یہی صورت

متعین نہیں ہے کہ ہمیشہ اول کو ثانی کا ہم جنس بنایا جائے بلکہ ثانی کو اول کا ہم جنس بنانا بھی درست ہے اور واقع ہے۔

دیکھئے: اِنْمَحٰی ماضی از باب انفعال ہے، مَحْوُ مادہ ہے جس کے معنی مٹنے کے ہیں یہاں نون اور میم کا ادغام اس طرح ہوا کہ اول نون کو اشتراک فی الوصف کی بنا پر میم کیا پھر میمین کا ادغام کر دیا اِمْحٰی ہو گیا۔

اور اِذْبَحْتُوْذًا (ذبح کرو بکری کے بچے کو) میں عین کو حاکر کے حا میں ادغام کیا ہے اصل میں اِذْبَحْ عَتُوْذًا تھا عین اور حادونوں حلقی حرف ہیں۔ ادغام کے بعد اِذْبَحْتُوْذًا بن گیا۔ لہذا یہ ضروری نہ ہوا کہ اول ہی کو ثانی کا مجانس بنائیں۔ مگر اکثر مواقع میں عمل یہی ہوا کہ اول کو ثانی میں مدغم کیا گیا۔

(۶) امثلہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ متماثلین یا متقاربین کا ادغام صرف اسی صورت میں ہو گا جبکہ یہ حروف عین اور لام کی جگہ ہوں فا اور عین کی جگہ ہونے سے ادغام نہ ہو گا، کیونکہ ابتداء بسکون محذّر ہے اور ادغام میں اول کو ساکن کرنا پڑتا ہے۔ دَدَن (کھیل کود، بے نفع آدمی، کند تلوار بہت کاٹنے والی تلوار) میں ادغام نہ ہونے کی وجہ متجانسین کا اول کلمہ میں واقع ہونا ہے۔

قاعدہ کے فوائد قیود: اب چند مواقع جہاں بظاہر ادغام ہونا چاہئے تھا مگر نہیں ہوا، کیوں نہیں ہوا؟ اس کی وجوہات بتاتے ہیں یا بالفاظ دیگر فوائد قیود پر تنبیہ مقصود ہے فرماتے ہیں کہ

(۱) ذَبْنِ اور اس کی اخوات میں یعنی جمع مؤنث غائب اور اس کے مابعد کے صیغے جمع متکلم تک میں ادغام اس لئے نہیں ہوا کہ دوسری باساکن ہے بسکون لازم اور شرائط ادغام میں ثانی کا تحرک بحرکت لازم مذکور ہو چکا ہے۔

(۲) اُذْبِبِ الْکَلْبَ (ہٹاؤ کتے کو) میں اگرچہ ثانی با اس وقت متحرک ہے مگر یہ حرکت عارضی ہے جو الکلب کے اتصال سے پیدا ہوئی ہے ورنہ اُذْبِبِ انفرادی

حالت میں ساکن ہے بسکون وقفی۔

(۳) سَبَّ (ذریعہ، رسی، وجہ) میں ادغام کریں تو سَبَّ بمعنی دشنام (گالی) سے اشتباہ ہو جاتا ہے حالانکہ فَعْلٌ بفتح فاو عین اور فَعْلٌ بفتح فاو سکون عین یہ دونوں علیحدہ علیحدہ وزن ہیں اور دونوں قیاسی ہیں اور سابق میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایسا التباس مانع ادغام ہے۔

(۴) فُعْدُ بضم قاف و سکون عین و ضم دال اول میں مانع ادغام اس کا بُرْثُنْ سے الحاق ہے۔ فُعْدُ اس شخص کو کہتے ہیں جس کا سلسلہ نسب جد اکبر سے بہ نسبت اُوروں کے قریب ہو، مثلاً اگر اور افراد چار واسطہ سے وہاں تک پہنچتے ہوں تو یہ تین واسطہ رکھتا ہو۔ اور فُعْدُ ایک شخص کا نام بھی ہے۔ بُرْثُنْ: شیر کا پیچہ۔

يَذُبُّ در اصل يَذْبُ بُود، حرکت بائے اول را نقل کرده بما قبل داوند و بارا در با ادغام کردند، يَذْبُ شد، زیرا کہ ہر جا کہ ادغام کنند بنگرند کہ ما قبل آں مدغم متحرک است یا ساکن اگر متحرک باشد حرکت حرف اول را بیند از ند و ساکن کردہ در دوم ادغام کنند، و اگر ساکن باشد حرکت مدغم اورا دہند، پس ادغام کنند، چوں ذَبَّ يَذْبُ وَعَصَّ يَعْصُ وَفَرَّ يَفِرُّ وَاحَلَّ يُحِلُّ وَاسْتَرَدَّ يَسْتَرِدُّ۔

ترجمہ: (۲) يَذْبُ اصل میں يَذْبُ تھا پہلی باکی حرکت منتقل کر کے ما قبل کو دی اور با کو با میں ادغام کیا يَذْبُ ہو اس لئے کہ جہاں بھی ادغام کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ اس مدغم کا ما قبل متحرک ہے یا ساکن اگر متحرک ہوتا ہے تو حرف اول کی حرکت کو ساقط کر دیتے ہیں اور ساکن کر کے حرف دوم میں ادغام کرتے ہیں اور اگر مدغم کا ما قبل ساکن ہوتا ہے تو مدغم کی حرکت اس کو دیتے ہیں پھر ادغام کرتے ہیں جیسے ذَبَّ اَلَحَّ۔

يَذْبُ کی تعلیل: يَذْبُ اصل میں يَذْبُ (بروزن ينصر) تھا با کا ضمہ اٹھا کر ذال پر رکھ دیا اس کے بعد ادغام کر دیا کیونکہ۔

﴿قاعدہ﴾ یہ ہے کہ جس جگہ ادغام کرنا ہوتا ہے وہاں یہ دیکھتے ہیں کہ مدغم کا ماقبل متحرک ہے یا ساکن؟ (مدغم یعنی جس کا ادغام کرنا ہے) اگر ماقبل متحرک ہو تو حرف اول کی حرکت گرا دیتے ہیں اور ساکن ہو تو حرکت مدغم ساکن کی طرف منتقل کر کے ادغام کر دیتے ہیں ————— یعنی متحرکین کا ادغام تو صحیح معنی میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اول کو ساکن نہ کر لیں۔ کیونکہ مدغم کی حرکت مدغم اور مدغم فیہ کے درمیان حائل رہے گی، پھر ادغام کہاں؟ وہاں تو ایک کو دوسرے میں داخل کر کے ایک بنایا جاتا ہے۔ بہر حال متحرک مانع ادغام ہے، لہذا اسکان ضروری ہوا اور اسکے دو طریق ہیں۔

(۱) اسکان باسقاط حرکت۔ جہاں ماقبل خود متحرک ہو

(۲) اور اسکان بنقل حرکت الی ماقبل، جہاں ماقبل ساکن ہو

چوں ذَبَّ يَذْبُ . عَضَّ يَعَضُّ . فَرَّ يَفِرُّ یہ تینوں ثلاثی مجرد کے باب ہو گئے، پہلے لکھا جا چکا ہے کہ مضاعف ثلاثی صرف تین بابوں سے آتا ہے نصر سمع ضرب ————— اَحَلَّ يُحِلُّ اصل میں اَحْلَلَ يُحْلِلُ بروزن اَكْرَمَ يُكْرِمُ۔ حلال اور احلال کے معنی حلال کرنا ————— اِسْتَرَدَّ يَسْتَرِدُّ اِسْتَرَدَّ اَدَا: لوٹانا باب استفعال، اصل میں اِسْتَرَدَّدَ يَسْتَرَدِّدُ ————— ان سب کی تعلیلات بطرز یَذْبُ کر لیجئے

لَمْ يَذْبُ در اصل لَمْ يَذْبُ بُدو بائے اول ساکن شد از جہت ادغام و ثانی ساکن شد بہ لَمْ جازمہ، پس دو ساکن بہم آمدند۔ و در سخن عرب دو ساکن بہم نیابند مگر در وقف، حرف آخر را حرکت دادند، بعضی فتح لَانَ الْفَتْحَةَ أَخَفَّ الْحَرَكَاتِ وَبَعْضُ كَسْرِهِ لَانَ السَّاكِنِ إِذَا حُرِّكَ حُرْكَ بِالْكَسْرِ وَبَعْضُ ضَمِّهِ از جہت موافقت ماقبل و بعضی بر اصل خود داشته اند ————— و حکم امر و نہی بریں قیاس است۔

ترجمہ: لَمْ يَذْبُ اصل میں لَمْ يَذْبُ تھا۔ پہلی با ساکن ہوئی ادغام کی وجہ

سے اور ثانی ساکن ہوئی لَمْ جازمہ کی وجہ سے پس دو ساکن اکٹھا ہوئے اور عربی زبان میں دو ساکن اکٹھا نہیں ہوتے مگر حالت وقف میں (اس لئے) آخری حرف کو حرکت دی، بعض نے فتح دیا اس لئے کہ فتح سب سے ہلکی حرکت ہے اور بعض نے کسرہ دیا اس لئے کہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے اور بعض نے ضمہ دیا ماقبل کی موافقت کی وجہ سے اور بعض اپنی اصل پر رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ اور امر و نہی کا حکم اسی انداز پر ہے۔

لَمْ يَذُبُّ کی تعلیل: لَمْ يَذُبُّ اَصْل میں لَمْ يَذَّبُ تھا ادغام کی صورت میں بقاعدہ مذکورہ بائے اول کو ساکن کیا اور ثانی بعلا مت جزمی ساکن ہوئی، پس دو ساکن جمع ہو گئے اور لغت عرب میں بجز حالت وقف دو ساکنوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا، لہذا سکون جزمی کو ختم کرنا پڑا۔۔۔۔۔ کسی نے یہ سوچ کر کہ فتح انف الحركات ہے فتح تجویز کیا، گویا رفع سکون کی ضرورت ادنی قسم کی حرکت سے پوری ہوتی ہو تو اعلیٰ اور ثقیل حرکات کیوں اختیار کی جاویں۔ کسی نے سکون اور کسرہ کی طبعی مناسبت کا خیال کیا اور حرکت کسرہ کی تجویز کی، لان الساکن اذا حُرِّك حُرِّك بالكسیر یہ بھی ایک قاعدہ کی بات ہے۔۔۔۔۔ اور کسی نے بمناسبت ضمہ ماقبل ضمہ اختیار کیا مناسبات کی رعایت یہ بھی ایک اصول ہے جبرجوار کی بنیاد اسی اصول پر ہے یعنی اعراب میں پڑوس سے اثر لینا۔۔۔۔۔ اور بعض اس کو اپنے اصل پر رکھتے ہیں اور لَمْ يَذَّبُّ بدون ادغام کہتے ہیں۔

لہذا چار صورتیں ہو گئیں لَمْ يَذَّبُّ، لَمْ يَذَّبُّ، لَمْ يَذَّبُّ، لَمْ يَذَّبُّ۔۔۔۔۔ امر اور نہی کا حکم بھی اسی قیاس پر سمجھیں، کیونکہ امر میں آخر کا سکون وقفی ہوتا ہے اور نہی میں جزمی۔

---

و در باب تفعیل و تفعّل ادغام نشود، زیرا کہ ادغام در اصل باب است

---

تفعیل و تفعّل میں ادغام کیوں نہیں ہوتا؟: باب تفعیل اور تفعّل

میں ادغام نہیں ہوتا، کیونکہ ان دو بابوں کی وضع ہی ادغام پر ہے یعنی ان بابوں کا عین کلمہ اصل وضع اور بینادی حیثیت سے خود مُضَعَّف واقع ہوا ہے، یہاں ادغام کرنے سے یا ادغام اول کا ابطال لازم آئے گا یا پھر دو حرف کا ایک حرف میں ادغام ہوگا اور دونوں باطل ہیں ادغام اول کے توڑنے میں تو بنائے باب فاسد ہو جائے گی اور اس کے قائم رکھتے ہوئے دوسرے میں ادغام اِدْغَامُ حَرْفَيْنِ فِیْ حَرْفٍ ہونے کے باعث خلاف اصول ہوگا واللہ اعلم۔

بدال کہ تعلیلاتے کہ در مہموز و معتل و مضاعف آمدہ یاد کردہ شد، اَمَّا تعلیلاتے چند دیگر کہ بدال حاجت افتد نیز یاد کنم

ترجمہ: جان تو کہ جو تعلیلات مہموز، معتل اور مضاعف کے بیان میں آئی ہیں وہ یاد کر لی گئی ہیں۔ رہی چند اور تعلیلات جن کی ضرورت پیش آتی ہے ان کو بھی یاد کرتا ہوں۔

بحث تعلیلات کا تکملہ: اس کو بحث تعلیلات کا تکملہ سمجھئے۔ جاننا چاہئے کہ جو تعلیلات مہموز، معتل، مضاعف میں آئی ہیں وہ ذکر کر دی گئیں ان کے علاوہ اور بھی چند دوسری تعلیلات ہیں جن کی ضرورت پڑتی ہے ان کو بھی بیان کرتا ہوں توجہ سے سنیں!

﴿فائدہ﴾ ”جو تعلیلات“ سے مراد انواع تعلیلات ہیں کہ فلاں فلاں طریق سے تخفیف یا اعلال ہو سکتا ہے ایسے ایسے مواقع میں تعلیلات کا اجراء ہوتا ہے باقی صیغوں میں تفصیلی تعلیلات کا ذکر نہ مصنف رحمہ اللہ نے کیا اور نہ ایسا کرنا ضروری تھا یہ کام تو خود طلبہ کا ہے کہ وہ اسی نہج پر تفصیلی تعلیلات نکالتے چلے جائیں۔

تعلیل اوّل: ہر لفظ کے ما قبل آں مضموم باشد و اگر دو، چوں خَادَع و خُوْدَع و خَالِد و خُوَيْلِد۔



تعلیل کا پہلا قاعدہ: کلیہ ہے کہ جس الف کا ماقبل مضموم ہو وہ واو ہو جائے گا، جیسے خَادَع ماضی معلوم باب مفاعله کا الف، مجہول میں ضمہ ماقبل کے باعث واو ہو گیا یعنی خُوْدَع کا واو وہی خَادَع کا الف ہے لیکن ماضی مجہول بنانے کی غرض سے جب خا کو ضمہ دیا گیا تو الف پس ضمہ ہو گیا، لہذا واو سے بدل گیا مُخَادَعَة: فریب دینا خَالِد کی تصغیر بنانی تھی تو لا محالہ خا کو مضموم کرنا پڑا اس کے نتیجہ میں الف واو بن گیا خُوَيْلِد ہو باقی واو کا فتح تو وہ تصغیری وزن فُعَيْل کی بناء پر ہے۔

تعلیل آخر: ہر الٹے کہ ماقبل آں مکسور باشد یا گردو، چوں مِخْرَابُ وَمَحَارِبُ وَمِفْتَاحُ وَمَفَاتِيحُ۔

دوسرا قاعدہ: کلیہ ہے کہ جس الف کا ماقبل مکسور ہو گا وہ یا سے تبدیل ہو جائے گا۔ مِخْرَابُ کا الف مَحَارِبُ (جمع) میں کسرۃ ماقبل کے باعث یا ہو گیا۔ اسی طرح مِفْتَاحُ بمعنی کنجی کی جمع مَفَاتِيحُ میں یا وہی تبدیل شدہ الف ہے۔

تعلیل آخر: ہر حرف مدّہ ولین کہ سوم جا باشد وزائدہ بود، و پس از الف فَعَائِلُ افتد، ہمزہ گردو، چوں کَرِیمُ و کَرَائِمُ و صَحِیفَةُ و صَحَائِفُ و رَکُوبُ و رَکَائِبُ \_\_\_\_\_ امدار مَعِيشَةُ و مَعَائِشُ ہمزہ نہ گشت زیرا کہ زائدہ نیست، بلکہ اصلی ست \_\_\_\_\_ و در مُصِيبَةُ و مَصَائِبُ با آں کہ اصلی ست ہمزہ گشت برخلاف قیاس \_\_\_\_\_ و اگر در چہارم جا باشد، چوں در جمع پنجم جا افتد یا گردو، چوں مِخْرَابُ وَمَحَارِبُ و عُصْفُورٌ و عُصَافِرُ۔

ترجمہ ایک اور تعلیل: ہر حرف مدّہ ولین جو کہ تیسری جگہ ہو اور زائدہ ہو اور (جمع منتهی المجموع کے وزن) فَعَائِلُ کے الف کے بعد آئے تو وہ ہمزہ ہو جاتا ہے، جیسے کریم کی جمع کرائم اور صحیفۃ کی جمع صحائف اور رکوب

کی جمع رکائب۔۔۔۔۔ لیکن معیشتہ کی جمع معایش میں ہمزہ اس لئے نہیں ہوا کہ زائد نہیں ہے بلکہ اصلی ہے۔۔۔۔۔ اور مصیبتہ کی جمع مصائب میں باوجودیکہ اصلی ہے ہمزہ خلاف قیاس ہوا ہے۔۔۔۔۔ اور اگر (وہ الف) چوتھی جگہ ہو، جب وہ جمع میں پانچویں جگہ ہو جائے تو یا ہو جاتا ہے جیسے محراب کی جمع محارِب اور عصفور کی جمع عَصافِر۔

تیسرا قاعدہ: مد اور لین کا ہر حرف یعنی حرف غلت ساکن جس کے ماقبل کی حرکت اس حرف کے موافق ہو، واو ماقبل مضموم ہو یا یا ماقبل مکسور ہو یا الف ماقبل مشدود ہو، غرض ایسا حرف جب کلمہ میں تیسری جگہ پر ہو اور ہو بھی زائدہ اور الف فَعَائِل یعنی جمع منتہی الجموع کے الف کے بعد واقع ہو تو وہ حرف مد و لین ہمزہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ جیسے کَرِیم کی یا جو کہ مدہ زائدہ ہے یعنی بمقابلہ حروف اصلیہ واقع نہیں ہے، کَرِیم جمع منتہی الجموع میں ہمزہ سے بدل گئی۔ کَرِیم بالہمزہ بولا جاتا ہے بالیاء نہیں۔۔۔۔۔ ایسے ہی صحیفۃ کی یا صحائف میں بالہمزہ ادا ہوتی ہے۔ رَکُوب کا وادہ زائدہ رَکائب جمع میں ہمزہ سے بدل گیا۔ رَکُوب بشتی: سوار کی کا اونٹ۔

﴿ایک شبہ﴾ مَعِيشَةٌ مصدر ہے عَاشَ يَعِيشُ عَيْشًا وَمَعِيشَةً فُهِو عَاشٌ: زندگی گزارنا یہاں سے اس شبہ کا جواب دیتا ہے کہ معیشتہ کی جمع معایش میں یا ہمزہ نہ ہوئی، حالانکہ مفرد میں تیسری جگہ واقع ہے؟

﴿جواب﴾ یہ ہوا کہ یہ مدہ زائدہ نہیں ہے بلکہ مدہ اصلیہ ہے جو بجائے عین کلمہ واقع ہے اس کی اصل مَعِيشَةٌ بوزن مَفْعَلَةٌ بفتح میم و سکون فاو کسر عین ہے یا کاسرہ عین کو دے دیا گیا غرض قاعدہ کا تعلق مدہ زائدہ سے ہے، اصلیہ میں یہ قاعدہ جاری نہیں۔

ایک اور شبہ: اگر کسی کو مَصَائِب کی یا سے یہ شبہ پیدا ہو کہ یہاں اصلی ہونے کے باوجود بھی اس کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے تو مَعِيشٌ میں عدم تبدیلی کا یہ عذر کس طرح صحیح ہوگا؟ مصائب، مصیبتہ کی جمع ہے جو اصل میں

مُصْنُوْبَةٌ تها بروزن مُفْعَلَةٌ بضم میم و سکون فاو کسر عین، مأخوذ از صَوْبٌ بمعنی نزول، واو کا کسرہ ما قبل کو دے کر واو کو یا کر لیا۔

تو جواب یہ ہے کہ یہ تبدیلی خلاف قاعدہ اور شاذ ہے اس کی وجہ سے قاعدہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

قاعدہ کا تتمہ اور اگر حرف مد و لین مفرد میں چوتھی جگہ پر ہو اور جمع میں پانچویں جگہ پڑ جائے تو وہ یاء سے بدل جائے گا، جیسے محراب کا الف محاریب جمع میں یا ہو گیا اور عصفور کا واو مدہ عصفایر جمع میں یا ہو گیا۔ عصفور: چڑیا۔

تعلیل آخر: ہر جا کہ الف جمع، در میان دو واو یا دو یا افتد، آخرین را ہمزہ بدل کنند، چوں اَوَّلُ وَاَوَائِلُ کہ در اصل اَوَّالُ بودہ است، وَخَيْرٌ وَخَيَّائِرُ کہ در اصل خَيَّایِرُ بودہ است۔ و بعضے یا را سلامت دارند و در طَوَّائِسُ و دَوَّائِنُ ہمزہ نہ گشت، زیرا چہ از طرف دور است۔

ترجمہ ایک اور تعلیل: جہاں بھی جمع کا الف دو واو یا دو یاؤں کے درمیان واقع ہو تو سب سے بعد والے کو ہمزہ سے بدل لیتے ہیں جیسے اَوَّلُ کی جمع اَوَائِلُ (اگلے لوگ) جو کہ اصل میں اَوَّالُ تھا اور خَيْرٌ کی جمع خَيَّائِرُ (پسندیدہ لوگ) جو کہ اصل میں خَيَّایِرُ تھا اور بعضے یا کو سلامت رکھتے ہیں۔ اور طَوَّائِسُ (مور، جمع طاؤس کی) اور دَوَّائِنُ (دفتر، رجسٹر جمع دیوان) میں یا ہمزہ نہیں ہوئی اس لئے کہ آخری حرف کنارہ سے دور ہے۔ چوتھا قاعدہ: جس جگہ جمع کا الف دو واو یا دو یا کے مابین واقع ہو، خواہ دوسرا واو یا اصلی ہو یا زائد، وہاں آخری واو یا کو ہمزہ سے بدل لیتے ہیں۔ اس عبارت میں اخوین، آخر بکسر خا کا تشبیہ ہے، جس کے معنی ہیں دوسرا اور پچھلا (۱)۔ چنانچہ اَوَّلُ کی جمع اَوَّالُ میں واو ہمزہ ہو کر اَوَائِلُ

(۱) یعنی پچھلے دو خواہ وہ واو ہو یا یہ لفظ آخریں نون غنہ کے ساتھ صفت کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے جس کے معنی ہیں آخر کا سب سے بعد کا ۱۲۔

لیکن طاؤس کی جمع طواویس میں اور دیوان کی جمع دواوین، میں بین الواوین الف جمع واقع ہے پھر بھی دونوں کلموں کا آخری واو اپنی جگہ پر قائم ہے، نہ طواویس، طوائیس بنا۔ اور نہ دواوین، دوائین ہوا وجہ یہ ہے کہ وہاں جمع سے مراد وہ جمع ہے جو مفاعِل کے وزن پر ہو اور یہ دونوں مفاعیل کے وزن پر ہیں۔ علاوہ بریں یہاں یہ واو محل تغیر یعنی آخر سے دور ہے برخلاف اوائل اور خیائر کے۔ لہذا اعتراض ساقط ہو گیا۔ طاؤس: مور دیوان: دفتر۔

تعلیل آخر هر واو که در اول کلمه افتد، مکسور باشد یا مضموم، جائزست که  
وے را بدل کنند به همزه، چوں وُجُوَّةٌ وُجُوَّةٌ وُوقَّتَتْ وُوقَّتَتْ وُوشَاخٌ  
وُاشَاخٌ ————— و در واو مفتوح ابدال از دو جاییش نیامده است، چوں أَحَدٌ  
که در اصل وَحَدٌ بوده است، وَأَنَاةٌ که در اصل وَنَاةٌ بوده است۔

ترجمہ ایک اور تعلیل: جو بھی داو شروع کلمہ میں واقع ہو خواہ وہ مکسور ہو یا مضموم، جائز ہے کہ اس کو ہمزہ سے بدل لیں، جیسے وُجُوہ اور اُجُوہ اور وقت اور اُقت اور وشاح اور اشاح — اور داو مفتوح میں دو جگہ کے علاوہ تبدیلی نہیں آئی، جیسے اَحَدٌ کہ اصل میں وَحَدٌ تھا اور اَنَا کہ اصل میں وَنَا تھا۔

پانچواں قاعدہ (واو منفردہ فی اول الکلمہ کے بارے میں) اول کلمہ کا واو مضموم ہو یا مکسور، اس کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے، خواہ مفرد میں ہو یا جمع میں، اسم میں ہو یا فعل میں جیسے (۱) وَجُوۃٌ جمع وَجَہٌ بمعنی چہرہ میں اُجُوۃٌ (اسم میں) (۲) وَقَّتْ ماضی مجہول از تَوَقَّيْتُ: وقت معین کرنا میں اُقَّتْ (فعل میں) (۳) اور و شَاخٌ: ہاریدہ سی (از قسم زیور جس کو گلے میں پہنتے ہیں) میں

اگر در اول کلمه دو واو باشند، و هر دو متحرک باشند، و واو دوم بدل از چیزے نہ باشد، واجب است ابدال واو اول بہ ہمزہ، اگرچہ مفتوح باشد، چوں  
 اَوَاعِدْ کہ در اصل وَاَوَاعِدْ بوده است وَاَوَاعِلْ کہ در اصل وَاَوَاعِلْ بوده  
 است۔۔۔۔۔۔ و در وُوزی بدل نہ گشت، زیرا کہ واو دوم بدل است از  
 الف وَاَرِی، اگر واو اول را بدل کنند، توالی اعلا لین شود، و این روان نیست۔

قاعدہ کا ثبوت: اگر دو واو اول کلمہ میں جمع ہوں، اور ہوں بھی متحرک، لیکن واو ثانی کسی دوسرے حرف کا بدل نہ ہو تو واو اول کا ابدال ہمزہ سے ضروری ہوگا، اگرچہ پہلا واو مفتوح ہی ہو، جیسے **وَاعِدَةٌ** (وعدہ کرنے والی) کی جمع **وَوَاعِدُ** میں **أَوَاعِدُ** اور **وَاصِلَةٌ** (جوڑنے والی) کی جمع **وَوَاصِلُ** میں **أَوَاصِلُ** پڑھنا لازم ہے۔

وُورِی سے اشکال کا جواب: وُورِی ماضی مجہول از باب مفاعلہ وَاَرِیْ  
یُوَارِیْ مُوَارَاۃً چھپانا۔ حسب بیان مصنف رحمہ اللہ یہ اشکال واقع نہیں

ہوتا کیونکہ یہاں واو دوم ساکن ہے اور قاعدہ ہر دو متحرک واو کی صورت میں مذکور ہوا ہے۔

قاعدہ کی ضروری تفصیل: اصول اکبری (۱) میں بحوالہ از تشاف و کافی، اس قاعدہ میں تفصیل مذکور ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس صورت میں ثانی واو مدّہ مُبْدَلہ من حروف زائِدہ ہو، وہاں تو واو اولی کا ہمزہ سے بدلنا واجب ہو گا۔ اور اگر ثانی واو مدّہ مبدلہ من حرف زائد ہو تو وہاں یہ تبدیلی واجب تو نہ ہوگی البتہ جائز رہے گی۔

مَدَّہ مُبْدَلہ من حروف زائِدہ ہونے کی چند صورتیں ہیں:

(۱) واو ثانی مدہ نہ ہو، جیسے اَوْ عَذَّبْ رُوزَن کَوْ کَب کہ ما قبل واو کی حرکت واو کے موافق نہیں یعنی فتح ہے ضمہ نہیں (اس لئے یہ واو مدہ نہیں ہے)  
(۲) واو ثانی مدہ ہو مگر زائد ہو، جیسے وَعَذَّ سے اَوْعَاذْ رُوزَن طُوْمَارْ بنایا جائے (فُوْعَال) یہاں واو مدہ ہے مگر مدہ زائدہ ہے، اگرچہ کسی دوسرے حرف کا بدل نہیں۔

(۳) واو ثانی مدہ ہو اور مُبْدَلٌ مِنْ حَرْفٍ اَصْلِيّ ہو، جیسے اُولٰی کا ثانی واو کہ اصل میں وُؤْلٰی بُرُوزَن فُعْلٰی تانیث اَوَّلٌ ہے۔

ان تمام صورتوں میں واو اولی کی تبدیلی ہمزہ سے لازم ہے اور جہاں ایسا نہ ہو جیسے وُؤْزٰی کا ثانی واو کہ وَاوٰی ماضی معلوم کے الف زائد کا بدل ہے، وہاں یہ ابدال جائز ہو گا۔ پس وُؤْزٰی کو اُوزٰی کہنا درست ہے مگر واجب نہیں لہذا مصنف رحمہ اللہ کے کلام کا صحیح مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ وُؤْزٰی میں بطور وجوب اس قاعدہ کا عمل اس لئے نہیں ہوا کہ واو اول کو

(۱) اصول اکبری اور اس کی شرح خود مصنف کی لکھی ہوئی عربی میں ہیں اور مطبوعہ ہیں اور انہی کی فصول اکبری ہے جو فارسی میں ہے اور درسی کتاب ہے ان تینوں کتابوں کے مصنف علامہ علی اکبر بن علی الہ آبادی رحمہ اللہ ہیں اور از تشاف الضرب فی لسان العرب علامہ ابو حبیان اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۵ھ) کی ہے اور کافی سے مراد غالباً ابو جعفر نحّاس (متوفی ۳۳۸ھ) کی کتاب ہے جو فن نحو میں ہے ۱۲

ہمزہ سے بدلیں تو ایک ہی کلمہ میں دو تبدیلیاں بلا فصل جمع ہو جائیں گی اور یہ ناجائز ہے۔

استدراک: یہ جواب نہایت درجہ رکیک اور کمزور ہے ہم تو انی اعلالین کا مسئلہ مفصل بیان کر چکے ہیں، اسے نظر میں رکھا جائے اور وُوزی میں عدم اعلال کی وجہ وہی سمجھی جائے جو ابھی بالتفصیل مذکور ہو چکی۔

تعلیل آخر: ہر واو کہ در جمع، میان الف و کسرہ افتد، و در مفرد ساکن باشد، یا گرد، چوں حَوْضٌ و حِیَاضٌ و رَوْضٌ و رِیَاضٌ کہ در اصل حَوَاضٌ و رِوَاضٌ بودہ است۔

چھٹا قاعدہ: جو واو جمع میں الف اور کسرہ کے مابین واقع ہو اور مفرد میں ساکن ہو، وہ یا ہو جاتا ہے۔ حَوْضٌ کا واو حِیَاضٌ جمع میں یا ہو گیا۔ اسی طرح رَوْضٌ کا واو رِیَاضٌ میں یا ہو گیا۔ یہ دونوں اصل میں حَوَاضٌ اور رِوَاضٌ تھے۔ رَوْضٌ: سبزہ زار، باغات۔

تعلیل آخر: ہر جمع کہ بروزن فُعُولٌ باشد از معتل لام واوی، آں ہر دو واو رایا کنند، و ما قبل وے کسرہ دہند، برائے تخفیف، چوں ذُلُیٌّ و حَقِیٌّ کہ در اصل ذُلُوٌّ و حَقُوٌّ بودہ است زیر اکہ در اسمائے متمکنہ ہیچ اسے نیابی کہ در آخر آں واو باشد و ما قبل آں مضموم۔

ساتوں قاعدہ: معتل لام واوی جمع، جو فُعُولٌ کے وزن پر ہو، اس کے دونوں واو یعنی لام کلمہ کا واو، اور وزن فُعُولٌ کا واو یا کر لئے جاتے ہیں۔ مگر اس کا عمل اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے ضمہ ما قبل کو کسرہ سے بدلتے ہیں پھر بغرض تخفیف ہر دو واو کو یا کر لیتے ہیں یا بعد تبدیلی حروف، حرکت کی تبدیلی کی جائے تاکہ یا اور کسرہ کی مناسبت پیدا ہو جائے۔ بہر حال اجتماع وَاوِیْنِ کے مقابلہ پر اجتماع یا مِیْنِ اخف ہے، اور کسرہ بہ نسبت ضمہ

حرکت خفیفہ ہے اور ضمہ سے کسرہ کی طرف انتقال جس درجہ ثقیل ہے وہ ثقالت انتقال من کسرہ الی کسرہ میں نہیں رہتا۔

مثال ذلیٰ، ذلوٰ کی جمع میں کہ اصل میں ذلوٰ تھا اور حقیقی جمع حقوٰ بمعنی کولا یعنی کمر بند باندھنے کی جگہ اصل میں حقوٰ تھا۔  
مصنف رحمہ اللہ خود ہی اس طریق تخفیف کی وجہ بیان کرتا ہے کہ تم اسمائے متمکنہ میں کوئی ایسا اسم نہ پاؤ گے کہ جس کے آخر میں واو ہو اور اس کا یا قبل مضموم ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل زبان اس کو بہت ہی زیادہ ثقیل سمجھتے ہیں۔ لہذا بد قسمتی سے اگر کہیں ایسی صورت بن جائے تو اسے فی الفور مذاق اہل عربیت پر ڈھال لینا چاہئے، مگر قاعدہ میں لا کر۔

بدال کہ کلمہ چند را از معتل و مضاعف بر اصل خود داشته اند، تا بر اصل کلمات دیگر دلیل باشند، چوں عَوْرَ وَصَيْدَ وَعَيْنَ وَأَرْوَحَ وَأَخْوَجَ وَاعْتَوَرَ وَاسْتَحْوَذَ وَاسْتَصْنَوَبَ، وَلَحِجَتَ عَيْنُهُ وَالْإِلَّ السَّقَاءُ وَضَبَبَ الْبَلَدُ۔

فائدہ مہمہ: معتل اور مضاعف کے چند کلمات کو اپنی اصل پر باقی رکھا ہے تاکہ یہ کلمات دیگر کلمات کی اصل پر جن میں تعلیلات ہوئی ہیں، دلیل کا کام دیں۔ عَوْرَ، صَيْدَ عَيْنَ یہ ثلاثی مجرد میں ان کلمات کی اصل پر دال ہیں جن میں قاعدہ قَالَ کا عمل ہوا ہے۔ (عَوْرَ: کانا ہوا، صَيْدَ: ٹیڑھی گردن والا ہوا عَيْنَ: آنکھ کی بڑی چوڑی پتلی والا ہوا۔ یہ تینوں معتل عین ہیں) اسی طرح أَرْوَحَ الصَّيْدَ: شکار نے ہوا پائی، أَخْوَجَ: محتاج ہوا (باب افعال میں) اِعْتَوَرَ: ہاتھ در ہاتھ لیا (باب افعال میں) اِسْتَحْوَذَ: غالب آیا۔ اِسْتَصْنَوَبَ: درست سمجھا (باب استفعال میں) نمونہ کے طور پر اپنے حال پر چھوڑ دئے گئے ہیں۔ لَحِجَتَ عَيْنُهُ: چرک آلود ہوئی اس کی آنکھ (مضاعف از باب سَمِعَ) اِلَّ السَّقَاءُ: بدبودار ہو گئی مشک (مضاعف از



(سمع) ضَبَبَ البلدُ: شہر میں گویہ جانور زیادہ ہو گئے (مضاعف از باب ضرب) یہ سب اور ان کے امثال جو بحال خود متروک ہیں اور قواعد اعلال و تضعیف کے ماتحت ان میں واجبی تغیرات نہیں ہوئے یہی دیگر متغیر شدہ کلمات کے اصول پر دلیل ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ بات مشکل سے باور ہوتی ہے کہ کلمات معلولہ متغیرہ اپنی اصل سے ایسے نہ تھے بعد التعلیل ایسے بن گئے، واللہ اعلم۔

## فصل پنجم در شناختن خاصیت بابہا، و آنچه بداں تعلق دارد

### پانچویں فصل

اس فصل میں بابوں کی خاصیتوں اور ان کے متعلقات کا ذکر ہو گا یعنی وہ خاص خاص معانی جو ان ابواب کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں اور اہل زبان ان ابواب کے خاص مادوں کو خاص خاص مقاصد اور معانی کے لئے استعمال کرتے ہیں ان کا ذکر ہو گا یہ ضروری نہیں کہ ایک باب کے معانی اسی باب کے ساتھ مخصوص ہوں اور دوسرے باب میں دوسری قسم کے معانی ہوں اور وہ باب ان معانی کے لئے مخصوص ہو، بلکہ چند چند ابواب میں ایک ایک معنی کا اشتراک ہو سکتا ہے مثلاً تعدیہ باب افعال میں بھی ہے اور تفعیل میں بھی۔ اسی طرح سلب ماخذ کے معنی دونوں جا مشترک ہیں۔

خاصہ اور خاصیت: خاصہ منطقوں کی اصطلاح میں ایک خاص معنی رکھتا ہے یعنی جو اس شئی کے سوا جس کا خاصہ ہے دوسری اشیاء میں موجود نہ ہو۔ مگر علمائے عربیت نے اپنے یہاں اس اصطلاح کو معمول نہیں بنایا ہے اور نہ انہیں میزانیوں کا اتباع مناسب ہے بعض نے خاصہ اور خاصیت میں فرق کیا ہے خاصہ میں خصوص ہوتا ہے اور خاصیت میں ایسی کوئی قید ملحوظ نہیں، بلکہ خاصیت وہ معانی ہیں جن میں باب کا استعمال ہوتا ہے۔

باب فعل یفعل و فعل یفعل و فعل یفعل مقید نیست بخاصیت، بلکہ برائے معنی کثیر مستعمل اند کہ آل معانی مضبوط نیست۔

امہات الابواب کثیر الخواص ہیں: باب ضرب یضرب، نصر ینصر، سمع یسمع جو اُمَّهَاتُ الابواب کہلاتے ہیں یہ کسی ایک یا چند خاصیتوں کے ساتھ مقید نہیں ہیں جس طرح دیگر ابواب کہ ان کے خواص محدود اور محدود ہیں (۱) اور یہ ابواب معانی کثیرہ کا خزانہ ہیں۔ اور تقریباً ہر مقصد میں کسی نہ کسی نہج ان کا استعمال ثابت ہے اسی لئے علمائے عربیت نے ان کا اس طرح انضباط نہیں فرمایا، جس طرح خاص خاص عنوانات مقرر کر کے دیگر ابواب کا انضباط فرمایا ہے اور یہ سب کچھ کثرتِ معانی و مطالب کی بناء پر ہوا۔

اما خاصیت باب فعل یفعل آل ست کہ ہمیشہ بجائے عین یا لام وے حرفے باشد از حروفِ حلق۔ و مجموع آل حروفِ این است حَخَفَعَهَا مگر دریں چند کلمات، چوں رَکَنَ یَرُکَنُ، و سَجَى یَسْجَى و قَلَى یَقْلَى و اَبَى یَابِی و عَضَّ یَعْضُّ۔

باب فتح کی خاصیت: فتح یفتح میں ایک مخصوص بات یہ ہوگی کہ اس کے عین یا لام کلمہ کی جگہ کوئی حرف حلقی ضرور ہوگا۔ حروف حلقی چھ ہیں جن کا مجموعہ حَخَفَعَهَا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

حرف حلقی شش بود اے نور عین

ہمزہ ہاؤ حاؤ عین غین

مگر چند کلمات ایسے ہیں جو فتح سے آئے ہیں اور ان کے عین یا لام میں حرف حلقی نہیں ہے رَکَنَ یَرُکَنُ رُکُونًا: مائل ہونا سَجَى یَسْجَى سَجًى: پردہ

(۱) یعنی گنتی میں لائے جاسکتے ہیں کیونکہ زیادہ نہیں ہیں مثلاً یہ کہیں کہ فلاں باب کی خاصیتیں آٹھ ہیں۔



(۳) ایسے ہی طہارت ایسا عارض ہے جو دیر پا ہونے کی بنا پر خلقی امور سے مشابہ ہو گیا لہذا طہر از باب کَرُم لایا جائے گا۔ جنابت ضد طہارت ہے، بقاعدۃ حَمْلُ الضِدِّ عَلَى الضِدِّ اس کے ساتھ بھی معاملہ طہارت کا ہوا و قس علیہا۔

اور چونکہ اوصاف خلقی و طبعی خود اس شئی کے اوصاف ہوتے ہیں ان کا غیر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس لئے یہ باب لازم ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا و جمیع الخ یعنی اس باب کے تمام لغات لازم ہوں گے جیسے کَرُم یکرُم - جَسْم یجسُم جَسَامَۃٌ : قَدَّ اور ہونا \_\_\_\_\_ لغات سے مراد مواد ہیں یعنی جو بھی مادہ فعل اس باب سے آئے گا وہ لازم ہی ہوگا۔

و خاصیت باب اِفْعَالٌ ہشت چیز ست تعدیہ چوں خَرَجَ وَاخْرَجْتُهُ وَنْزَلَ وَاَنْزَلْتُهُ و سَلَبَ چوں شَکَى گلہ کرد و اَشْکَى گلہ بردور فتن در چیزے چوں اَصْبَحَ: در بامداد شد و اَغْرَقَ: بعراق شد و آمدن بہ چیزے، چوں اَلَامَ: پھیزے نکو ہیدہ آمد و وادان چیزے چوں اَقْبَوۃُ: جائے گورداد اور ا و خداوند چیزے شدن چوں اَلْبَنَ: خداوند شیر شد و اَتَمَمَ: خداوند خرماشد و یافتن چیزے بر صفتے چوں اَحْمَدْتُہُ: ستودہ یا فتم اور او ابتداءئے فعل چوں اَشْفَقَ: بترسید و اَلْحَجَّ: الحاج کرد۔

ثلاثی میں اضافہ دو مقصد سے ہوتا ہے: ثلاثی میں کسی حرف کا اضافہ دو طرح پر ہو سکتا ہے یا لفظی غرض کی بنا پر تاکہ ثلاثی لفظ رباعی لفظ کے ہم وزن ہو جائے اس کی شناخت مصدرین کے توافق سے بآسانی ہو جاتی ہے، جیسے شَمَلَ ثلاثی مجرد کے آخر میں ایک لام بڑھا کر شَمَلَلْ بروزن دَخَرَ ج کر لیا۔ مُلْحَقٌ بہ کا مصدر دَخَرَ جۃً ہے اور ملحق کا شَمَلَلۃً بمعنی شتافتن شتر (اونٹ کا دوڑنا) ہے اس زیادتی کو الحاق کہتے ہیں۔ دوسری زیادتی معنوی

اغراض کی بنا پر ہوتی ہے یعنی وہاں اضافہ سے کوئی خاص معنی حاصل کرنا مقصود ہوتے ہیں جو غیر زیادت کی صورت میں اس خاص مادہ فعل کے اندر موجود نہیں ہوتے مثلاً ذہاب کے معنی ”جانا“ ہیں ”لے جانا“ نہیں، مگر ہمزہ افعال نے اس میں یہ دوسرے معنی پیدا کر دیئے۔

الحاصل مزید فیہ میں زیادت اگر الحاق کے لئے نہ ہو تو ضرور کسی معنی کے افادہ کی خاطر ہوگی، ورنہ عبث اور بے کار سمجھی جائے گی پس وہی معانی اور اغراض خاصیات ابواب کہلاتے ہیں خوب سمجھ لیں۔

## باب افعال کی آٹھ خاصیتیں

اس کے بعد ہم ان خاصیات کو ذکر کرتے ہیں جنکو صاحب کتاب نے بیان فرمایا ہے۔

پہلا خاصہ تعدیہ ہے تعدیہ کے معنی: لازم کو متعدی بنادینا یعنی فعل لازم پر ہمزہ افعال لانے سے یہ زیادتی ہوتی ہے کہ فعل پہلے فاعل پر تمام ہو جاتا تھا اب اس کو مفعول کی حاجت ہو گئی۔ خَرَجَ زَيْدٌ کے معنی نکلا زید خرج فعل لازم زید اس کا فاعل لیکن اَخْرَجْتُ زَيْدًا کہنے سے زید مفعول کی جگہ ہو گیا اور معنی بدل گئے میں نے زید کو نکالا۔

اصل یہ ہے کہ ہمزہ افعال نے اس میں جَعَلَ کے معنی پیدا کر دیئے۔ اَخْرَجْتُ زَيْدًا کے معنی جَعَلْتُ زَيْدًا خَارِجًا کے ہیں۔ پس خروج فعل کا تو زید فاعل ہے کیونکہ خارج ہونے والا اب بھی زید ہی ہے اور جعلتُ فعل کا زید مفعول ہے اور اس کا فاعل ت ضمیر مرفوع متصل ہے۔

پھر اگر وہ فعل پہلے بھی متعدی ہو تو ہمزہ افعال سے اسکی شان تعدیہ اور قوی ہو جائیگی۔ متعدی بیک مفعول، متعدی بدو مفعول اور متعدی بدو مفعول متعدی بسہ مفعول ہو جائے گا۔ امثلہ کی تفصیل ان شاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں تحریر کریں گے جو صرف خواص ابواب سے متعلق ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (۱)

نَزَلَ: اترنا فعل لازم تھا اَنْزَلْتُهُ میں متعدی ہو گیا میں نے اس کو اُتارا۔  
اَنْزَلَ کے ساتھ ضمیر مفعول لگا کر اس کا تعدیہ ظاہر کر دیا۔ یہاں بھی ہمزہ  
افعال نے جعلتُ زیداً نازلاً کے معنی پیدا کر دئے: میں نے زید کو اترنے  
والا بنادیا۔

دوسرا خاصہ سلب ہے سلب کے معنی: دور کرنا ہیں کس چیز کا دور کرنا؟ اور  
کس سے دور کرنا؟ فعل مجرد کے فاعل سے معنی حَدَثِی کا ازالہ۔ اس کی تعبیر  
دوسری کتب میں سلب مآخذ کے لفظ سے کی گئی ہے۔ مآخذ وہی معنی حَدَثِی  
ہوئے جو صیغہ فَعْل سے مآخوذ ہیں دیکھئے شَکِی زیدٌ: زید نے شکایت کی،  
جب شَکِی پر ہمزہ افعال داخل کیا اور اَشَکِی بنا لیا تو ہمزہ نے اس میں  
سلب اور ازالہ کے معنی پیدا کر دئے اور لازم سے متعدی بنادیا۔ چنانچہ  
اَشَکِیْتُهُ کے معنی ہوئے میں نے اس کی شکایت دور کر دی۔ یہ سلب  
مآخذ ہوا۔ گلہ کر د بکسر کاف فارسی (یعنی گاف) و تخفیف لام  
بمعنی شکایت، گلہ کر د: شکایت کی۔ گلہ بُرد، بردن لے جانا، دور کرنا، گلہ برد:  
شکایت دور کی۔

تیسری خاصیت: رفتن در چیزے۔ لفظ ”چیز“ سے ہر موقعہ پر مآخذ مراد  
ہے۔ لہذا رفتن در چیزے کے معنی رفتن در مآخذ کے ہوئے۔ مآخذ میں جانا  
یعنی ہمزہ افعال بعض مواد میں یہ بتاتا ہے کہ فاعل فعل اس فعل کے مآخذ  
میں، جو یا زمان ہو گا یا مکان، داخل ہو لیا گیا مثلاً اَصْبَحَ زیدٌ۔ اَصْبَحَ کا مآخذ  
صبح ہے یعنی زید صبح کے وقت میں داخل ہوا یعنی زید پر صبح ہوئی۔ اَعْرَقَ  
زیدٌ: زید عراق میں گیا۔ اَعْرَقَ فعل کا مآخذ عراق ہے۔ عراق ملک ہے  
پہلی مثال زمان کی ہے اور دوسری مکان کی۔

چوتھی خاصیت: آمدن بچیزے: آنا مآخذ کے ساتھ یعنی فاعل کا ایسا فعل  
کرنا جو اس کو مآخذ فعل کا مستحق بنادے، جیسے اَلَامَ بچیزے نکوہیدہ آمد (بکسر  
نون و ضم کاف و سکون واو و کسر ہا و فتح دال) اَلَامَ مآخوذ از لوم بمعنی بُرائی، خرابی

الَام کا ترجمہ برائی لایا، ملامت کا کام کیا یعنی ایسا کام کیا جو سزاوار ملامت ہے۔  
عربی میں یوں کہیں گے جَاءَ زَيْدٌ بِاللُّؤْمِ۔

پانچویں خاصیت: دادن چیزے یعنی فاعل کا مفعول کو وہ شئی دینا جو اس فعل میں موجود ہے وہی مآخذ کہلاتا ہے وہی معنی حَذَثِ ہوئے جیسے أَقْبَرُہ: جائے گور داد اور ا۔ گور بمعنی قبر۔ قبر کی جگہ دی اس کو یعنی اعطیتُ لہ قَبْرًا۔

اس خاصیت کا عنوان دوسری معتبرات میں تعریض کا لفظ ہے تعریض کے معنی پیش کرنا، علامہ رضی نے اس کی یوں تشریح فرمائی ہے کہ ثلاثی کے مفعول کو اصل حدث کے مقام پر اس غرض سے پہونچانا کہ وہ اصل حدث کا مفعول بن سکے، خواہ بنے یا نہ بنے۔ غرض مفعول ثلاثی کو معریض بنانا اصل معنی حَذَثِ کے لئے۔ یہ سب کچھ ہمزہ افعال کا کرشمہ ہے مثلاً أَقْبَرْتُ زَيْدًا کے معنی جَعَلْتُ لہ قَبْرًا کے ہیں قَبْرْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو دفن کیا) کو جب أَقْبَرْتُ زَيْدًا کی شکل دی تو اس کے معنی یہ ہو گئے کہ میں نے زید کو قبرستان پہنچا دیا تاکہ دفن کیا جائے اب مد فون ہو یا نہ ہو اس سے بحث نہ رہی۔

چھٹی خاصیت: خداوند چیزے شدن: مآخذ کا مالک ہونا اَلْبَنَ زَيْدٌ زَيْدٌ دودھ والا ہوا یا دودھ کا مالک ہوا اَتَمَرَ (تمر بمعنی خرما) کھجور والا ہوا یا کھجوروں کا مالک ہوا۔

ساتویں خاصیت: یافتن چیزے بر صفتے ای یافتن فاعل مفعول را بر صفتے یعنی فاعل کا مفعول کو ایسی صفت کے ساتھ متصف پانا جو اصل فعل سے مآخوذ ہو۔

اختصار محل: مصنف رحمہ اللہ نے یہاں عبارت میں اختصار کر کے سخت اغلاق (پیچیدگی) پیدا کر دی سابق میں لفظ ”چیز“ سے مراد ہر جگہ مآخذ تھا مگر یہاں ”چیزے“ مفعول سے عبارت ہے اس لئے عنون میں لفظ مفعول اختیار کرنا چاہئے تھا تاکہ التباس نہ ہوتا ————— ایسے ہی ”بر صفتے“ کے اطلاق

سے غلطی کا قوی ایہام ہے یا صفت کو مقید ذکر کرتے یعنی صفت کہ ماخوذ از فعل باشد یا یوں کہتے: یافتن مفعول متصف بمأخذ۔

بہر حال عبارت کا مفہوم وہ ہے جو ہم نے اپنے لفظوں میں ادا کیا ہے۔  
 پھر جہاں اصل فعل لازم ہو گا وہاں وہ صفت بمعنی فاعل ہو گی،  
 جیسے اَبْخَلَّتْهُ، بَخِلَ بخل کیا فعل لازم تھا لہذا اَبْخَلَّتْهُ میں صفت بمعنی فاعل  
 رہی اور اس کا عربی ترجمہ یہ ہوا وَجَدْتُهُ بخیلاً اردو میں یوں کہیں گے: میں  
 نے اس کو بخیل پایا۔ پایا فعل، میں نے فاعل، اس کو مفعول، بخیل صفت  
 مفعول جو اَبْخَلَّتْ فعل سے ماخوذ ہے۔ اور جہاں اصل فعل  
 متعدی ہو وہاں وہ صفت بمعنی مفعول ہو گی، جیسے اَحْمَدْتُهُ کا ترجمہ وَجَدْتُهُ  
 محموداً ہے وَجَدْتُهُ حامداً نہیں اس لئے کہ حَمِدَ فعل متعدی ہے جس  
 کے معنی ہیں تعریف کی اور تعریف جس چیز کی بھی ہو وہ اس کا مفعول ہوتا  
 ہے اس کے بغیر حمد کا مفہوم نا تمام رہتا ہے اَحْمَدْتُهُ: میں نے اس کو اچھا پایا  
 یعنی خوبیوں والا پایا۔

آٹھواں خاصہ: ابتدائے فعل یعنی مجرد میں اس کے وہ معنی نہیں تھے جو  
 باب افعال میں پیدا ہوئے یعنی ہمزہ افعال کبھی لفظ میں بالکل ایک نئے معنی  
 پیدا کر دیتا ہے، جو پیشتر سے مجرد میں نہیں ہوتے، خواہ اس کا مجرد ہو مگر  
 دوسرے معنی میں مستعمل ہو یا سرے سے مجرد ہی نہ ہو غرض اس معنی کی  
 ابتداء اسی ہمزہ سے ہوئی ہو، پہلے کچھ ہو نہ ہو اس سے بحث نہیں جیسے  
 اَشْفَقَ بترسید: ڈرا، مجرد میں شَفَقَ کے معنی مہربانی کی تھے الْحَجَّ: الحاج  
 کرد (بتقدیم حاعلی الجیم) الحاج کا ترجمہ مضطر کرنا لیکن مجرد میں لَحَجَ کے  
 معنی نیام میں تلوار کرنے کے تھے۔

باب افعال کے خواص ثمانیہ یہ ہیں (۱) تعدیہ (۲) سلب مأخذ (۳)  
 بلوغ (در مأخذ) (۴) لیاقت (۵) اعطائے مأخذ (تعریض) (۶)  
 صیورت (۷) وجدان (۸) ابتداء



وخاصیت باب تفعلیل شش چیزست تعدیہ چوں خَوَجَ: بیروں آمد  
وَخَوَجْتُہ: بیروں آوردم اورا و مبالغہ چوں قَطَعْتُہ: پارہ پارہ کردم اورا  
و سلب چوں قَذِیْتُ عَیْنُہ پر خس شد چشم او و قَذِیْتُ عَیْنُہ: خس از چشم او  
بُردم و نسبت چوں فَسَقْتُہ: فاسق خواندم اورا و کَفَرْتُہ: کافر خواندم اورا  
و دعا چوں حَیَّیْتُہ: حَیَّاکَ اللہ گفتم اورا و سَقِیْتُہ: سَقَاکَ اللہ گفتم اورا  
و ابتدائے فعل چوں کَلَمْتُہ: سخن گفتم بااو۔

## باب تفعلیل کی خاصیتیں چھ ہیں

(۱) تعدیہ چوں خَوَجَ: بیروں آمد (باہر نکلا) وَخَوَجْتُہ: بیروں آوردم اورا  
میں نے اس کو باہر نکال لایا۔  
(۲) مبالغہ یعنی فعل میں زیادتی دکھانا، جیسے قَطَعْتُہ: پارہ پارہ کردم: ٹکڑے  
ٹکڑے کر دیا میں نے اس کو یہاں اصل فعل میں تکثیر ہے یعنی بار بار کاٹا،  
یہاں تک کہ وہ شئی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ لیکن یہ تکثیر کبھی جانب  
فاعل میں ہوتی ہے جیسے مَوَّتَ الْاِبِلُ: بہت سے اونٹ مر گئے اور کبھی  
جانب مفعول میں جیسے غَلَقْتُ الْاَبْوَابَ: بہت سے دروازے بند کئے میں  
نے۔ اصل فعل میں زیادتی کی واضح مثال جَوَلْتُ طَوَّفْتُ ہے  
بہت گھوما بہت چکر لگائے۔

(۳) سلب چوں قَذِیْتُ عَیْنُہ: چرک (پیپ) آلود ہوئی اس کی آنکھ پر خس  
کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کی آنکھ میں قَذِی یعنی تنکے وغیرہ پڑ گئے قَذِیْتُ  
عَیْنُہ: میں نے وہ خس و خاشاک اس کی آنکھ سے نکال دئے۔ قَذِیْتُ عَیْنُہ  
میں فاعل فعل عَیْنُ تھا اس سے قَذِی کا سلب اس کے معنی ہوئے فاعل فعل  
سے اصل فعل کا سلب یہی معنی ہیں سلب مآخذ کے۔

(۴) نسبت یعنی مفعول فعل کی طرف اصل فعل کی نسبت کرنا، جیسے  
 فَسَّقْتُهُ: فاسق خواندم اورا (اس کو یا فاسق کہہ کر پکارا یا اس کو منسوب بفسق  
 کیا میں نے) وَ كَفَرْتُهُ: کافر خواندم اورا یعنی منسوب بکفر کیا میں نے اس کو۔  
 (۵) دعا یعنی صیغہ تفعیل کا مقصد مفعول فعل کے حق میں اصل فعل کی  
 دعایا بدعا ہوتا ہے۔ دعا کی مثالیں حَيَّيْتُهُ: میں نے اس کو حَيًّا كَ اللہ کہا۔  
 تَحْيِيَّةٌ: دعائے حیات کو کہتے ہیں۔ حَيَّاكَ اللہ کے معنی خدا تمہیں زندہ رکھے۔  
 دوسری مثال: سَقَيْتُهُ یعنی میں نے اس کو سَقَاكَ اللہ کہا۔ سَقَى کے معنی  
 سیراب کرنا سَقَاكَ اللہ کا ترجمہ اللہ تم کو سیراب کرے۔۔۔۔۔ بدعا  
 کی مثال جَدَّعْتُهُ یعنی میں نے اس کو جَدَّعَاكَ کہا جَدَّعٌ: ناک کاٹنا،  
 جَدَّعَاكَ: تیری ناک کٹ جائے۔

(۶) ابتدائے فعل چوں کلمتہ: سخن گفتم یا او (میں نے اس سے بات  
 کی) اس کا مجرد کَلَمٌ ہے کَلَمٌ کے معنی زخمی کرنا، باب تفعیل نے اس مادہ  
 میں ایک نئے معنی کا آغاز کیا اس لئے اس خاصہ کا نام ”ابتدائے فعل“ ہوا۔  
 باب تفعیل کے چھ خاصے ہیں (۱) تعدیہ (۲) مبالغہ (۳) سلب  
 ماخذ (۴) نسبت (۵) دعا (۶) اور ابتدائے فعل

و خاصیت باب تَفْعُلُ پنج چیز ست مطاوعتِ تفعیل چوں قَطَعْتُهُ فَتَقَطَّعَ:  
 پارہ پارہ کردم اوراپس پارہ پارہ شد و سلب چوں حَابَ: گناہ کرد و تَحَوَّبَ: از  
 گناہ باز آمد، و تکلف چیزے کہ خواہان وے باشی چوں تَحَلَّمْتُ: از  
 خویشتن حلم نمودم و تَشَجَّعْتُ: از خویشتن شجاعت نمودم و اندک  
 گرفتن چیزے چوں تَجَوَّعَ: جُرْعہ خورد و تَعَلَّمَ: مسئلہ مسئلہ آموخت،  
 و ابتدائے فعل چوں تَكَلَّمُ: سخن گفت۔

## باب تَفْعُلُ کی خاصیتیں پانچ ہیں

(۱) مُطَاوَعَتِ تَفْعِيلِ: مطاوعت بمعنی موافقت۔ یہاں فعل سابق کے

اثر قبول کرنے میں موافقت کرنا مراد ہے پس یہاں دو فعل ہوئے ایک مطاوع (بکسر واو) وہ فعل اول ہوا جو دوسرے کو اپنے اثر میں لینا چاہتا ہے اور دوسرا مطاوع (بالفتح) جو اپنے سابق کے زیر اثر آچکا ہے۔ اس لئے اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ ایک فعل متعدی کے بعد دوسرے فعل لازم کو اس لئے ذکر کرنا تاکہ فعل ثانی اس بات کا پتہ دے کہ فعل اول کے فاعل کے اثر کو اس کے مفعول نے قبول کر لیا۔

مطاوعت تفعیل میں پہلا فعل باب تفعیل کا ہو گا اور دوسرا باب تفعیل کا، جیسے قَطَعْتُهُ فَنَقَطْعُ: میں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا پس وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

(۲) سلب مآخذ اس کے معنی گذر چکے، چوں حَاب: گناہ کرد از باب نصر حُوب: گناہ حَاب: گناہ کیا تَحُوب: گناہ سے رُک گیا۔

(۳) تکلف چیزے کہ خواہان وے باشی: اور تکلف کرنا اس چیز میں جس کے تم خواہش مند ہو یعنی ایسی چیز جس کے حصول کی فاعل کو خواہش اور طلب ہو اس کے لئے بار بار اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا اور کوشش کرنا تاکہ وہ حاصل ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ سعی پیہم اور مشقت برداشت کرنے میں کلفت لاحق ہوتی ہے۔ باب تَفَعَّلُ سے اس قسم کے تکلف کا اظہار مقصود ہوتا ہے، جیسے تَحَلَّمْتُ: میں نے اپنے اندر حلم دکھلایا وَتَشَجَّعْتُ: میں نے اپنے میں شجاعت دکھلائی ————— بردباری، بہادری اوصاف مطلوبہ ہیں۔ فاعل چاہتا ہے کہ اس میں یہ خوبیاں پیدا ہوں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بار بار بتکلف غصہ کے موقع پر تحمل اور برداشت سے کام لیتا رہے تا اس کے مقصد میں کامیاب ہو جائے اسی طرح مواقع جنگ میں بہادری کے کام کرتا رہے اگرچہ ابتداءً تکلف کرنا پڑے، حتیٰ کہ بہادر بن جائے۔

(۴) واندک اندک گرفتار چیزے: اور تھوڑا تھوڑا لینا کسی چیز کا یعنی باب تفعیل کے ذریعہ کہیں اس امر کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ اصل فعل کے

حصول میں تدریج کا طریق رہا ہے یعنی یک مرتبہ یہ فعل نہیں ہوا، بلکہ بار بار تھوڑا تھوڑا کر کے اس کام کو انجام تک پہنچایا گیا ہے جیسے تَجَرَّعَ: گھونٹ گھونٹ پیا یعنی فعل شرب مرتبہ بعد مرتبہ ہوا، دفعۃً نہیں ہوا، جَرَّعَ: گھونٹ۔ فارسی محاورہ میں آب نوشیدن کی جگہ آب خوردن مستعمل ہے۔ تَعَلَّمَ: مسئلہ مسئلہ آموخت۔ آموختن سیکھنا۔ ایک ایک مسئلہ کر کے سیکھا یعنی ایک ہی مرتبہ تمام علم حاصل نہیں ہوا بلکہ مسئلہ مسئلہ کر کے اسے سیکھا گیا۔

(۵) ابتدائے فعل چوں تَكَلَّمَ: سخن گفت۔ اس کی تشریح گذر چکی ہے۔  
باب تفعُّل کی پانچ خاصیتیں یہ ہیں (۱) مطاوعتِ تفعیل (۲) سلب مآخذ (۳) تکلف (در مآخذ) (۴) تدریج (۵) اور ابتدائے فعل

و خاصیت باب مُفَاعَلَة مشارکت ست چوں حَارَبَهُ: جنگ کرد با او وَقَاتَلَهُ: کارزار کرد با او \_\_\_\_\_ مگر لغتے چند، چوں، عَاقَبْتُ اللَّصْنَ وَطَارَقْتُ النَّعْلَ۔ و دعا چوں عَافَاهُ اللَّهُ مِنَ الْمَرَضِ۔

## باب مُفَاعَلَة کی خاصیتیں دو ہیں۔

(۱) مشارکت: باب مفاعلت کی خاصیت مشارکت ہے یعنی اس کا فاعل اور مفعول ہر ایک دوسرے کے ساتھ فاعلیت اور مفعولیت میں شریک ہوتا ہے یعنی اگرچہ لفظوں میں صورتہ ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہوتا ہے اور بظاہر صدور فعل کا تعلق مرفوع سے اور وقوع فعل کا تعلق منصوب سے ہو رہا ہے مگر حقیقتہً دونوں ہی فاعل اور دونوں ہی مفعول ہوتے ہیں، حَارَبَهُ یعنی حَارَبَ زَيْدٌ عَمْرًا میں صورتہ زید فاعل ہے اور عمر و مفعول، مگر معنی دونوں فاعل اور دونوں مفعول ہیں کیونکہ مثال مذکور کے معنی یہ ہیں کہ زید اور عمرو نے باہم جنگ کی۔ فعل جنگ دونوں کے ساتھ قائم ہوا ایسے ہی قَاتَلَ زَيْدٌ عَمْرًا کے معنی سمجھ لیجئے۔ دونوں نے باہم قتال کیا۔ کارزار بمعنی قتال یعنی لڑائی۔

﴿قوله﴾ مگر لغتے چند چوں عَاقَبْتُ اللَّصَّ، وَطَارَقْتُ النُّعْلَ یعنی چند الفاظ میں مشارکت کے معنی نہیں بنتے، وہاں اصل فعل کے معنی مراد ہوتے ہیں۔  
 عَاقَبْتُ اللَّصَّ: چور کو سزا دی۔ عِقَاب: سزا دینا۔ لَصٌّ: چور۔  
 طَارَقْتُ النُّعْلَ: تہ بہ تہ چمڑا سیا میں ہے جوتے پر۔ طِرَاق مصدر باب مفاعلت: تہ بہ تہ چمڑا سینا۔ ظاہر ہے کہ جوتے کے ساتھ فعل طِرَاق ہوتا ہے، لیکن جوتہ موچی کے ساتھ فعل طِرَاق نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی چور مُعَاقِب یعنی سزایاب ہوتا ہے سزا دینا حاکم کا کام ہے نہ کہ چور کا۔  
 (۲) دعا چوں عَافَاهُ اللَّهُ مِنَ الْمَرَضِ: اللہ اس کو بیماری سے عافیت بخشے۔

وخاصیت باب تَفَاعُلُ دو چیز ست، مشارکت چوں تَضَارَبْنَا: بزدیم با یکدیگر وَتَقَابَلْنَا: در برابر یکدیگر افتادیم و تکلف چیزے کہ خواہان وے نہ باشی، چوں تَمَارَضْتُ: خویشتن را بیمار ساختم و فرق میان تفاعل و مفاعلت آں ست کہ مفاعلت از روئے لفظ مفعول خواہد، چوں ضَارَبْتُهُ، و تفاعل مفعول نخواہد لہذا تَضَارَبْتُهُ نہ گویند، و بجائے او تَضَارَبْنَا گویند۔

## باب تفاعل کی خاصیتیں بھی وہیں

(۱) مشارکت یعنی اصل فعل میں دو یا دو سے زائد کی شرکت بتانا بغیر اس کے کہ اس کا تعلق کسی شئی سے ہو۔ تَضَارَبْنَا: آپس میں مار دی ہم نے تَقَابَلْنَا: ہم ایک دوسرے کے مقابلہ میں آگئے، باب تفاعل میں دونوں اسم مرفوع ہوتے ہیں اور دونوں فاعل ہوتے ہیں اور چونکہ تعلق بالغیر مقصود نہیں ہوتا اس لئے اسے مفعول کی حاجت نہیں ہوتی، برخلاف مفاعلت کے کہ وہاں ایک مرفوع ہوتا ہے جو فعل کا فاعل صریح کہلاتا ہے اور دوسرا منصوب ہوتا ہے جو اس کا مفعول صریح کہلاتا ہے۔ پس تَضَارَبْتُهُ: کہنا یعنی ذکر مفعول کے ساتھ اس کا استعمال غلط ہوگا۔ خواہ مفعول اسم ظاہر ہو یا ضمیر

وہاں تَضَارَبْنَا یا تَضَارَبَ زَيْدٌ وَعَمْرُو کہیں گے اور مفاعلت میں ضَارَبَ زَيْدٌ عَمْرًا یا ضَارَبْتُهُ کہنا ضروری ہے۔ خوب سمجھ لیں۔ اس فرق کو خود مصنف رحمہ اللہ نے اختصار کے ساتھ بعنوان ”و فرق میان تفاعل و مفاعلت آں ست الخ“ بیان فرمایا ہے۔

(۲) تکلف یعنی اپنے اندر بہ تکلف ایسی چیز کا دکھانا جس کا فاعل خواہش مند نہ ہو۔ تَمَارَضْتُ: بہ تکلف اپنے کو بیمار بنالیا میں نے حالانکہ بیماری نہ تھی اور نہ وہ کوئی پسندیدہ شئی ہے جس کے اختیار کرنے کی خواہش ہوتی۔

اس سے باب تفعل اور تفاعل کے مقصد تکلف کا فرق ظاہر ہو گیا یعنی اگرچہ اتنی بات دونوں جگہ مشترک ہے کہ فاعل کو وہ شئی جس کا اظہار مقصود ہے نہ وہاں حاصل ہے نہ یہاں، ورنہ تکلف کی نوبت کیوں آتی؟ مگر پھر بھی یہ دونوں اظہار بہ لحاظ مطلوبیت ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ تفعل میں وہ شئی مطلوب ہے۔ لہذا تکلف کا حاصل ممارست فعل اور بار بار کرنا ہے تاکہ حصول میں کامیابی ہو۔ اور تفاعل میں وہ شئی مطلوب نہیں اس لئے وہاں تکلف میں طلب کی شان اور تکرار عمل کا مظاہرہ نہیں ہوتا بلکہ خلاف واقع ایک فعل کا اظہار ہے جس میں تکلف کی نوبت آئی۔ تَمَارَضْتُ: بہ تکلف اپنے کو بیمار ظاہر کرنا ہے، فافہم

و خاصیت باب اِفْتَعَالَ سہ چیز ست۔ اشتراک چوں اِفْتَلْنَا: با یک دیگر کارزار کردیم و اتخاذ چیزے از برائے خود چوں اِشْتَوَيْتُ: بریاں کردم از برائے خود۔ و اَطْبَخْتُ: طَبَخ ساختم از برائے خود، و ابتدائے فعل چوں اِفْتَقَرْتُ: درویش شد۔

## باب افعال کی خاصیتیں تین ہیں

(۱) اشتراک یعنی یہ باب شرکت کے لئے ہے جیسے اِفْتَلْنَا: ہم نے جنگ

میں شرکت کی۔

(۲) اتخاذا یعنی لینا کسی شئی کا اپنے لئے، چیز سے مراد وہی ماخذ ہے یعنی معنی مصدری جس کو معنی فعل بھی کہتے ہیں یعنی فاعل کا معنی فعل کو اپنے لئے اختیار کرنا، جیسے اِشْتَوَيْتُ: بریاں کر دم برائے خود۔ بریاں کر دن: بھوننا۔ شئی: برشتن: بھوننا شوا بھونی ہوئی چیز۔ اِشْتَوَيْتُ: میں نے اپنے لئے بھونا یعنی اِخْتَرْتُ الشَّوَاءَ لِنَفْسِي۔ اِطْبَخْتُ: ماخوذ من اِطْبَخَ: پکانا۔ اِطْبَخْتُ: میں نے اپنے لئے پکایا ای اخترت الطبخ لنفسی۔

(۳) ابتدائے فعل چوں اِفْتَقَرُ: درویش شد: فقیر ہوا مجرد فَقْرَ يَفْقِرُ از باب ضرب يضرب، فَقْرُ کے معنی کمر کا مہرہ ٹوٹنا ہیں۔

وخاصیت باب استفعال پنج چیز ست سوال چوں اِسْتَطَعَمَهُ: خورش خواست از وے، وایں اصل باب ست، و ظن چوں اِسْتَخْسَنَهُ: نیکو پنداشت اورا وَاِسْتَقْبَحَهُ: زشت پنداشت اورا، ووجدان کسے ہر صفے، چوں اِسْتَكْرَمْتَهُ: کریم یافتم اورا و تحوّل چوں اِسْتَنْسَرَ الْبُغَاثُ: کرگس گشت مرغ ضعیف وَاِسْتَنَوَقَ الْجَمَلُ: ناقہ گشت جمل وابتدائے فعل چوں اِسْتَرْجَعَ: انا لله وانا اليه راجعون گفت۔

## باب استفعال کی خاصیتیں پانچ ہیں

(۱) سوال اور طلب یعنی فعل کی فاعل کی طرف نسبت کرنا، بغرض تحصیل ماخذ فعل، جیسے اِسْتَطَعَمَهُ: میں نے اس سے کھانا طلب کیا۔

باب استفعال کے خواص میں یہ خاصہ اصل ہے، کیونکہ اس باب میں سین کی زیادتی طلب ہی کے معنی پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن یہ طلب کہیں تو حقیقی ہوگی جیسا کہ مثال مذکور سے واضح ہے۔ اور کہیں مجازی اور تقدیری ہوگی، جیسے یوں کہیں: اِسْتَخْرَجْتُ الْوَقْدَ: و تد کہتے ہیں میخ کو،

ظاہر ہے کہ میخ سے نکلنے کی طلب کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ نکالنے والا اس کے نکالنے کے لئے کوشش اور تدبیر اختیار کرے تا ایں کہ وہ نکل آئے پس وہ حیلے اور تدبیریں یہی اس کی طلب ہے۔

(۲) ظن یعنی کسی شئی کو متصف بصفۃ ماخذ گمان کرنا، جیسے اِسْتَحْسَنَ: اس کو اچھا سمجھا۔ اِسْتَقْبَحَ: اسکو برا گمان کیا۔ استحسان کا مادہ حُسن اور استقباح کا مادہ قُبْح یعنی زشتی (برائی) ہے۔

(۳) وجدان یعنی سین استفعال میں ایک معنی وجدان کے بھی نکلتے ہیں یعنی فاعل کا مفعول کو ماخذ کی صفت پر پانا جیسے اِسْتَكْرَمْتُهُ: میں نے اسکو کریم پایا۔

(۴) تحوّل۔ تحوّل کے معنی منقلب ہونا یعنی فاعل کا اصل فعل میں تبدیل ہو جانا، گویا فاعل کا عین ماخذ بن جانا، جیسے اِسْتَنْسَرَ الْبُغَاثُ: بغاث ایک نہایت ہی کمزور قسم کا پرندہ ہے جو مردار کھاتا ہے اور نَسْر بڑا طاقت ور پرندہ ہے جو دوسرے جانوروں کا شکار کرتا ہے اسے فارسی میں کرگس اور اردو میں گدھ کہتے ہیں مثال کا ترجمہ: گدھ بن گیا بغاث یعنی کمزور طاقتور ہو گیا۔ اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ: ناقۃ: اونٹنی، جمل: اونٹ یعنی اونٹ ناقہ بن گیا۔ اونٹ کمزور ہوتا ہے بمقابلہ اونٹنی کے۔ یہاں سین میں طلب کے معنی نہیں ہیں بلکہ اس کا فائدہ تحوّل ہے۔ اِسْتَنْسَرَ کا مادہ نَسْر اور اِسْتَنْوَقَ کا مادہ نَوَق ہے۔

(۵) ابتداءئے فعل، جیسے اِسْتَرْجَعَ۔ استرجع کا مجرد رَجَعَ ہے، رجوع کے معنی لوٹنا اور اِسْتَرْجَعَ کے معنی ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہنا (ہم اللہ کی ملک ہیں اور یقیناً ہمیں انہیں کی طرف لوٹنا ہے)

اصل میں یہ مثال قصر کی تھی ایک بڑے جملہ کو ایک کلمہ میں سمودینا یہ بھی اس باب کا ایک خاصہ ہے اور ابتداءئے فعل کی مثال میں اِسْتَعَانَ ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی زیر ناف بالوں کے مونڈنے کے ہیں اور مجرد میں یہ معنی نہیں ہیں۔



وخاصیت باب انفعال دو چیزست مطاوعت ثلاثی مجرد چوں **فَطَعْنُهُ** فَاَنْقَطَعَ وابتدائے فعل چوں **اِنْطَلَقَ**۔

## باب انفعال کی خاصیتیں دو ہیں

(۱) مطاوعت ثلاثی مجرد۔ مطاوعت کی تشریح گذر چکی ہے باب انفعال اکثر و بیشتر ثلاثی مجرد کا مطاوع ہوتا ہے یعنی فعل ثلاثی مجرد کے بعد قبولیت اثر بتانے کے لئے باب انفعال مذکور ہوتا ہے جیسے **فَطَعْنُهُ** میں نے اس کو کاٹا فَاَنْقَطَعَ: پس وہ کٹ گیا یعنی اس نے قطع کو قبول کر لیا۔

(۲) ابتدائے فعل جیسے **اِنْطَلَقَ**۔ **اِنْطِلَاقٌ**: چلنا اور **طَلَقَ** مجرد کے معنی کشادہ روئی سے پیش آیا۔

وخاصیت باب **اِفْعِلَالٌ** و **اِفْعِيْلَالٌ** سے چیزست الوان و عیوب چوں **اِسْوَدَّ** و **اِسْوَادٌ**: سیاہ شد آں و **اِحْوَلٌ** و **اِحْوَالٌ**: کاڑ چشم شد آں، وابتدائے فعل چوں **اِرْقَضَ الدَّمْعُ**: پر اگندہ شد آب چشم و **اِنْهَارٌ** اللیل نیمہ شب رسید۔

## باب افعلال اور افعیلال کی خاصیتیں تین ہیں

(۱) الوان و عیوب: الوان، لون کی جمع: رنگ۔ عیوب، عیب کی جمع: طاہری نقائص ————— الوان کی مثال: **اِسْوَدَّ اِسْوَادٌ**: کالا ہوا وہ، عیوب کی مثال: **اِحْوَلٌ**، **اِحْوَالٌ**: کاڑ چشم شد آں، کاڑ اور کڑ کے معنی ”ٹیڑا“ کے ہیں کاڑ چشم: ٹیڑھی آنکھ والا۔ **اِحْوَلٌ**: ٹیڑھی آنکھ والا ہوا، وہ یعنی بھینگا ہوا (**اِسْوَدُّمُ**: ٹیڑھی دم والا بچھو)

(۳) ابتدائے فعل چوں **اِرْقَضَ الدَّمْعُ** (باب افعلال): پر اگندہ شد آب چشم (بکھرے آنسو) مجرد **رَقَضَ** کے معنی چھوڑا **اِنْهَارٌ** اللیل (باب

افعیلال) آدھی ہو گئی رات۔ بُهْرَةُ الشَّيْءِ نصفِ شے کو کہتے ہیں اور بَهْرَ مجرد کے معنی غلبہ کیا۔

خاصیت باب اَفْعِیْعَالِ مبالغہ چوں اخشوشن: سخت درشت شد  
وَاحْمَوْنِی: سخت گرم شد۔

باب افعیعال کی خاصیت مبالغہ ہے یعنی اس میں زیادت معنی پر دلالت ہوتی ہے جیسے اخشوشن: زیادہ سخت کھر در اہوا اَحْمَوْنِی: سخت گرم ہوا۔

باب اَفْعُلْ فرع باب تَفْعُلْ ست، از انچہ از باب تَفْعُلْ کلماتے چند کہ فائے آں مجانس تائے تَفْعُلْ بودہ است، تار ابقا بدل کردند و ادغام کردند، والف وصل در آوردند، اَفْعُلْ شد، چوں اِدَّثُرْ کہ در اصل تَدَثُرْ بود، تار ابدال کردند، و دال را در دال ادغام کردند، چوں از جهت ادغام اول کلمہ ساکن شد، الف وصل در آوردند، اِدَّثُرْ شد۔ و چنانکہ اَفْعُلْ فرع تَفْعُلْ ست اَفَاعُلْ نیز فرع تَفَاعُلْ ست، چوں اِدَّارُکْ و تَدَّارُکْ۔

ترجمہ: باب اَفْعُلْ باب تَفْعُلْ کی فرع ہے، اس وجہ سے کہ باب تَفْعُلْ کے چند الفاظ جن کا فاکلمہ باب تَفْعُلْ کی تاکے ہم جنس ہے ان میں تا کو فاسے بدل لیا اور ادغام کر دیا اور الف وصل لے آئے اَفْعُلْ ہو گیا، جیسے اِدَّثُرْ کہ اصل میں تَدَثُرْ تھا، تا کو دال کیا اور دال کو دال میں ادغام کیا، چونکہ ادغام کی وجہ سے اول کلمہ ساکن ہو گیا اس لئے الف وصل لے آئے تو اِدَّثُرْ ہوا۔ اور جس طرح اَفْعُلْ تَفْعُلْ کی فرع ہے اَفَاعُلْ، تَفَاعُلْ کی فرع ہے، جیسے اِدَّارُکْ اور تَدَّارُکْ۔

تشریح باب اَفْعُلْ، تَفْعُلْ کی اور اَفَاعُلْ، تَفَاعُلْ کی فرع ہیں: باب اَفْعُلْ باب تَفْعُلْ کی فرع ہے اور فرعیت کا ثبوت یہ ہے کہ اصل اس طرح پر ہے کہ باب تَفْعُلْ کے ایسے چند کلمات کہ جن کا فاکلمہ تائے تَفْعُلْ کا ہم جنس تھا

و بسیار باشد که بعضی کلمه ازین بابها موافق بعضی آید، چوں قرء و استقرء و زل و استزل و دل و استدال و وقع و واقع، و رفع و رافع، و روم و تروم۔

مذکورہ ابواب کے بعض کلمات دوسرے ابواب کے بعض کلمات کے ہم معنی بھی آتے ہیں، جیسے :

(۱) قَرَّ (بفتح قاف وتشدید راء) اور اِسْتَقَرَّ دونوں کے معنی ”قرار پکڑا“ ہیں، حالانکہ قَرَّ مجرد ہے از ضرب یضرب اور استقر مزید از باب استفعال ہے۔  
(۲) اسی طرح ذَلَّ اور اِسْتَزَلَّ کا معاملہ ہے کہ پہلا مجرد ہے از باب ضرب اور دوسرا باب استفعال ہے مگر یہاں طلب کے معنی نہیں، بلکہ یہ ہم معنی ذَلَّ ہے یعنی پھسلا۔

استدراک: مگر اس توافق کے باوجود جو قوت اِسْتَقَرَّ اور اِسْتَزَلَّ میں ہے وہ زَلَّ اور قَرَّ میں نہیں۔ اِسْتَقَرَّ: مضبوطی کے ساتھ ٹھہرا اِسْتَزَلَّ: خوب پھسلا، لیکن قَرَّ کے معنی ٹھہرا اور زَلَّ کے معنی پھسلا ہیں۔ اس میں زور

(۴) وَقَعَ، وَقَعَ اَوَّلُ مَجْرَدِ اَزْ بَابِ فَتْحِ دُوسَرِ اَمْرِ اَزْ بَابِ مِفَاعَلْتِ مَکَرِ وَقَعَ بِمَعْنٰی وَقَعَ بَہی مُسْتَعْمَلِ ہِے وَقُوعِ کَے مَعْنٰی وَقَعَ ہُوْنَا، پڑْنَا۔

(۵) ایسے ہی رَفَعَ اور رَافَعَ ہے اول مجرد از باب فتح دوسرا مزید از باب مفاعلت، رَفَعُ کے معنی اٹھانا، بلند کرنا۔

(۵) ایسے ہی رَوُّم، تَرَوُّم اول تفعیل دوسرا تفعُّل ہے۔ تَرَوِّم کے معنی قصد کرنا، تلاش کرنا تَرَوُّم اس معنی میں مستعمل نہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کو کہیں سے پتہ چل گیا ہوگا، ورنہ سہو سمجھیں!

و خاصیت رُباعی آل ست که همیشه صحیح و مضاعف باشد، و مهوز بر سبیل  
 قُلْتُ، چوں بَعَثَر و سَرَبَل و ذَبَذَب و طَأْمَنَ - و مضاعف وے مرکب باشد  
 از دو حرف چوں زَحْزَحَ - ——— فَاَمَّا حَوْقَلْ : سخت پیر شد، و دَهْوَر :  
 روزگار گذرانید، و بَيْنَطَر : پیر شک ستور شد، و سَلَقَى : بر پشت بیفکند، ملحق  
 ست از ثلاثی بر راعی بزادات حروف علت -

## خاصیت رباعی

رباعی اکثر صحیح اور مضاعف ہوتا ہے اور مہموز بھی ہوتا ہے مگر بر سبیل قلت، جیسے بَغْثَرًا: ابھارا سَوْبَلًا: پیرا ہن پہنا۔ یہ دو صحیح کی مثالیں ہوں گی۔ ذَبْدَبًا: تیز چلا۔ یہ مضاعف ہوا طَأْمَنًا: ساکن ہوا، مطمئن ہوا یہ مہموز کی مثال ہوئی۔

﴿قاعدہ﴾ رباعی کا مضاعف دو حرف سے مرکب ہوتا ہے، جو مکرر ہوتے ہیں، جیسے ذَبْدَبًا میں دو ذال اور دو با ہیں۔ ذال اور با سے اس کی ترکیب ہوئی ہے۔ زَخْزَخًا: ہٹایا۔ ز اور حا سے مرکب ہے، تبکر اِرْزَاوَحًا۔

ایک شبہ: قولہ: فَا مَا حَوَّقَلْ اَلْحَیْہَا سے اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ تم تو ابھی یہ کہہ چکے ہو کہ رباعی ہمیشہ یا صحیح ہوتا ہے یا مضاعف اور بہ سبیل ندرت مہموز بھی ہو سکتا ہے یعنی اجوف اور ناقص نہیں ہوتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حَوَّقَلْ (سخت بوڑھا ہوا) اجوف واوی ہے بِنَطَرًا (سالو تری (۱) ہوا) اجوف یائی ہے دَهْوَرًا (زمانہ گذرا) ناقص واوی ہے سَلَقَى (چت گرایا) ناقص یائی ہے اور یہ سب رباعی ہیں اور تمہارے دعویٰ کی تکذیب کر رہے ہیں!

﴿جواب﴾ مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہ رباعی مجرد کے کلمات نہیں، یہ اصل میں ثلاثی ہیں، جنکو بزیادت حرف علت رباعی سے ملحق کیا گیا ہے اور ہم نے وہ خاصیت رباعی مجرد کی بیان کی ہے ملحقات سے کوئی بحث نہیں کی۔

امّا آپ چیز ہائے کہ تعلق دارند بفعل، پنج چیز ست: مصدر و زمان فعل و مکان فعل و فاعل و مفعول مصدر ہر بابے کہ در مصادر آمدہ است بذکر آل حاجت نیست، لیکن مصدر باب افعال: فَعَلٌ وَفَعَالٌ نیز آمدہ است، چوں

(۱) سالو تری (ہندی لفظ ہے) گھوڑوں اور چوپایوں کا علاج کرنے والا ڈاکٹر۔ پر شک (بکسر تین) فارسی لفظ کے بھی یہی معنی ہیں اور سنکور کے معنی ہیں چوپایہ مثل بیل، اونٹ، خچر، گھوڑے اور گدھے کے۔ انگریزی میں وٹرنری سرجن (Veterinary Surgeon) کہتے ہیں۔

وَالنَّزَعَاتِ غَرْقًا اِیْ اِغْرَاقًا وَّوَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا اِیْ اِنْبَاتًا

## فعل سے تعلق رکھنے والی پانچ چیزیں

جو چیزیں فعل سے تعلق رکھتی ہیں وہ پانچ ہیں (۱) مصدر یعنی معنی حدّثی (کام) (۲) فعل کا زمانہ (۳) فعل کی جگہ (۴) فعل کرنے والا (فاعل) (۵) وہ شئی جو کی گئی (مفعول) یعنی فعل کا تعلق ان پانچ چیزوں سے ہوتا ہے۔ کام، کام کا کرنے والا اور وہ چیز جس میں اس نے کام کیا یعنی جو اس کے کام سے بنی (مفعول) نیز کام کا وقت اور کام کی جگہ

## مصدر کا بیان

قولہ: مصدر ہر بابے الخ یہاں سے تفصیلات شروع ہو رہی ہیں۔ ہر باب کا مصدر جو بسلسلہ ابواب، مذکور ہو چکا ہے اس کے ذکر کی تو یہاں حاجت نہیں (البتہ جن مصادر کا تذکرہ پہلے نہیں آیا، ان کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے) باب افعال کے دو اور مصدر: باب افعال کا مصدر علاوہ مذکور کے جو معروف ہے اور مطرّد — فَعْلٌ (بفتح فاء و سکون عین) اور فَعَالٌ (بفتح فاء و تخفیف عین) بھی آیا ہے، جیسے وَالنَّازَعَاتِ غَرْقًا اِیْ غَرْقًا بمعنی اِغْرَاقًا ہے یعنی غَرْق مصدر ہے بمعنی اِغْرَاق۔ اور اغراق باب افعال کا مصدر ہے، لہذا غَرْق بھی اس کا مصدر ہوا۔ آیت کا ترجمہ قسم ہے اس جماعت کی جو کھینچتی ہے اپنے آپ کو کاموں میں سخت ترین کھینچنا یعنی جو قوت کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں لگی ہوئی ہے۔

استدراک: اصل یہ ہے کہ غَرْق باب افعال کا مصدر نہیں ہے بلکہ یہ مجرد کا مصدر ہے جو مصدر مزید کی جگہ واقع ہے اور لغت عرب میں ایسا ہوتا ہے، جیسے وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا میں نَبَاتًا کو قائم مقام اِنْبَاتًا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ترجمہ: خدا نے اگایا تمہارے لئے زمین سے اگانا۔ مصنف رحمہ اللہ

کو غلط نہیں ہوئی۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ والنازعات غرقاً میں غرق اور آیت ثانیہ میں نباتاً باب افعال کے مصادر ہیں۔ لہذا حکم لگا دیا کہ افعال کا مصدر فَعَلٌ اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے ہم نے معتبرات صرف کا مطالعہ کیا مگر کہیں اس کا پتہ نہ چلا کہ یہ بھی اِفعال کے مصادر ہیں واللہ اعلم

و مصدر باب تفعیل: تَفْعِلَةٌ وَتَفْعَالٌ وَفَعَالٌ وَفِعَالٌ آمِدہ است، چوں تَذْکِرَةٌ وَتَکْرَارٌ وَسَلَامٌ وَکِتَابٌ وَکِذَابٌ \_\_\_\_\_ اَمَّا تَفْعِلَةٌ بیشتر معتل لام و مہوز لام را باشد چوں تَرْبِیَّةٌ وَتَصْلِیَّةٌ، و صحیح را نیز باشد بر سبیلِ قِلْت، چوں تَبْصِرَةٌ وَتَذْکِرَةٌ۔

باب تفعیل کے پانچ اور مصادر: باب تفعیل کے مصادر میں یہ پانچ وزن مصادر کے اور منقول ہوئے ہیں (۱) تَفْعِلَةٌ (بفتح اول و سکون ثانی، و کسر عین، بزیادت تادر آخر) چوں تَذْکِرَةٌ: یاد کرنا (۲) تَفْعَالٌ (بفتح تا، و سکون فا، و تخفیف عین) چوں تَکْرَارٌ: بار بار لوٹنا (۳) فَعَالٌ (بفتح فا و تخفیف عین) چوں سَلَامٌ: سلام کرنا (۴) فِعالٌ: (بکسر فا، و تخفیف عین) چوں کِتَابٌ: لکھنا (۵) فِعالٌ (بکسر فا، و تشدید عین) چوں کِذَابٌ: جھٹلانا۔

﴿قاعدہ﴾ تَفْعِلَةٌ کا وزن بیشتر باب تفعیل کے معتل اور مہوز لام میں مستعمل ہے، جیسے رَبِّیُّ یُرَبِّی تَرْبِیَّةً: پرورش کرنا صَلَّی یُصَلِّی تَصْلِیَّةً: لکڑی کو سینک کر سیدھا کرنا، درود بھیجنا، نماز پڑھنا، دونوں معتل کی مثالیں ہیں۔ یعنی ناقص کی \_\_\_\_\_ مصنف رحمہ اللہ نے مہوز لام کی مثال پیش نہیں فرمائی، ہم پیش کئے دیتے ہیں خَطًّا یُخَطِّی تَخْطِیَّةً: غلطی پکڑنا یا غلط گو کہنا۔ اور کمی کے ساتھ باب تفعیل کے صحیح میں بھی یہ وزن آیا ہے، جیسے تَبْصِرَةٌ: دیکھنا تَذْکِرَةٌ: یاد کرنا۔

و مصدر باب تَفْعُلٌ: تَفِيعَالٌ آید، چوں تَمَلَّقَ تِمْلَاقًا \_\_\_\_\_ و مصدر





نَبِشْتَن و مَسْمَعُ: جائے شنیدن و وقت شنیدن و مَقْطَعُ: جائے بریدن  
و وقت بریدن \_\_\_\_\_ اَمَّا مَشْرِق و مَغْرِب و مَسْقِط و مَنِيت  
و مَفْرُق شَاذ ست \_\_\_\_\_ و در مَسْجَد و مَسْكِن و مَجْمَع و مَطْلَع  
و مَنِسِك فَتْح و کسر لغت ست۔

ترجمہ: اسم ظرف (زمان و مکان) ثلاثی مجرد سے ہر وہ فعل جو کہ اس کا  
مضارع عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہو، اس کا ظرف زمان و مکان بھی عین  
کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے، مفعِلُ کے وزن پر، جیسے منزل اور مَبِيع  
\_\_\_\_\_ اور مَعْتَل فا (مثال) سے عین کے کسرہ کے ساتھ مفعِل کے وزن  
پر، خواہ کسی باب سے ہو، جیسے مَوْعِدٌ اور مَوْجِلٌ \_\_\_\_\_ اور مَعْتَل لام  
(ناقص) اور مضاعف سے عین کے فتح کے ساتھ مفعِل کے وزن پر، جیسے  
مَاتِي، مَرْمِي، مَفْر مَقْر \_\_\_\_\_ اور ہر وہ فعل کہ اس کا مضارع عین  
کے فتح یا ضمہ کے ساتھ ہو اس کا زمان و مکان عین کے فتح کے ساتھ مفعِل  
کے وزن پر آتا ہے جیسے مَكْتَب، مَسْمَع اور مَقْطَعُ \_\_\_\_\_ رہا مشرق،  
مغرب، مَسْقِطُ، مَنِيتُ مَفْرُق تو شاذ ہیں \_\_\_\_\_ اور مَسْجَد،  
مَسْكِن، مَجْمَع، مَطْلَع، مَنِسِك میں فتح اور کسرہ دونوں لغت ہیں۔

## اسم ظرف بنانے کا قاعدہ

(۱) ثلاثی مجرد میں اس کے جس فعل کا مستقبل مکسور العین ہو، جیسے ضرب  
يَضْرِب، حَسِبَ يَحْسِبُ اس کا ظرف مکان اور ظرف زمان بھی مکسور  
العین ہوگا، مفعِلُ کے وزن پر آئے گا، خواہ صحیح ہو یا اجوف، جیسے نَزَلَ يَنْزِلُ  
سے مَنْزِل کہ یہ ظرف مکان بھی ہے (فرود گاہ، اترنے کی جگہ) اور ظرف زمان  
بھی (اترنے کا وقت) یہ مثال صحیح کی ہوئی \_\_\_\_\_ اسی طرف بَاعَ يَبِيعُ  
سے مَبِيعُ یہ مثال اجوف کی ہے (فروختگی اشیاء کا مقام اور فروختگی کا وقت)

(۲) معتل فاوای کا ظرف زمان و مکان مَفْعِلْ بکسر عین ہوگا، خواہ کوئی باب ہو یعنی مضارع مکسور العین ہونہ ہو، ہر حال میں مثال کا ظرف مفعِلْ بکسر عین ہی ہوگا، جیسے وَعَدَ يَعِدُ سے مَوْعِدٌ اور وَجَلَ يَوْجَلُ سے مَوْجَلٌ۔

(۳) معتل لام اور مضاعف کا ظرف مطلقاً مَفْعَلٌ بفتح عین ہوگا، جیسے مَاتِي (آنے کا مقام یا آنے کا وقت) از اَتِيْ يَأْتِيْ اِتْيَانًا: آنا، ناقص یا کی از باب ضرب، اصل میں مَاتِيْ تھا، ہمزہ الف سے بدل گیا اس کے بعد یا متحرک ماقبل اس کا مفتوح یا کو الف کر لیا مَاتِيْ ہوا۔ یا ضمه یا پر ثقیل تھا حذف کیا، التقائے ساکنین ہوا، درمیان یا اور تنوین کے یا ساقط ہوئی مَاتِيْ ہوا یہ سقوط ادا میں ہے تحریر میں نہیں۔

(۲) مَرْمِيْ (تیر پھینکنے کا مقام یا وقت) از رَمِيْ يَرْمِيْ رَمِيًّا از باب ضرب ناقص یا کی۔

(۳ و ۴) مَفَرٌّ بِالْفَاءِ (بھاگنے کی جگہ یا وقت) اور مَقَرٌّ بِالْقَافِ (آرام کی جگہ یا آرام کا وقت) مضاعف کی مثالیں ہیں اول ضرب سے دوسری سمع یا ضرب سے۔

(۴) جس فعل کا مضارع مفتوح العین یا مضموم العین ہو اس کا ظرف مکان و زمان مَفْعَلٌ بفتح عین کے وزن پر ہوگا، جیسے (۱) كَتَبَ يَكْتُبُ كِتْبًا از باب نصر کا ظرف مَكْتُبٌ بفتح عین ہے (لکھنے کی جگہ یا لکھنے کا وقت) (۲) سَمِعَ يَسْمَعُ کا ظرف مَسْمَعٌ بفتح میم ثانی ہے (سننے کی جگہ یا سننے کا وقت) (۳) قَطَعَ يَقْطَعُ قَطْعًا: کاٹنا از باب فتح کا ظرف مَقْطَعٌ (کاٹنے کی جگہ یا کاٹنے کا وقت) بفتح طاء ہے۔

شاذ کلمات: لیکن چند کلمات مضموم العین میں مکسور العین بطور شذوذ منقول ہوئے ہیں، جیسے (۱) مَشْرِقٌ از شَرْقٌ يَشْرِقُ شَرْوَقًا، نصر سے شروق: طلوع ہونا، مشرق: طلوع کی جگہ (۲) مَغْرِبٌ از غَرْبٌ يَغْرُبُ غَرْوَبًا: ڈوبنا آفتاب کا از نصر، مغرب: ڈوبنے کی جگہ (۳) مَسْقِطٌ از سَقَطٌ

يَسْقُطُ سُقُوطًا: گرنا از نصر، مسقط: گرنے کی جگہ، مَسْقُطُ الرَّاسِ مقام پیدائش کو کہتے ہیں (۴) مَنبِتٌ از نَبَتٍ يَنْبِتُ نَبَاتًا: اگنا، از نصر، مَنبِتٌ: اگنے کی جگہ (۵) مَفْرُقٌ از فَرْقٍ يَفْرُقُ فَرْقًا: الگ الگ کرنا، مَفْرُقٌ: سر کی مانگ، کیوں کہ وہاں سے بالوں کو دو حصہ کیا جاتا ہے۔ یہ باب نصر اور سمع دونوں سے آتا ہے۔

چند کلمات جن کو شاذ کہنا ضروری نہیں: ان کے علاوہ اور بھی چند کلمات ہیں جن میں فتح اور کسرہ دونوں لغت ہیں اس لئے انہیں شاذ کہنے کی ضرورت نہیں، مثلاً (۱) نصر سے مسجد: سجدہ گاہ (۲) نصر سے مسکن: گھر، رہنے کی جگہ (۳) فتح سے مَجْمَعٌ: اجتماع کا مقام (۴) نصر سے مَطْلَعٌ: محل طلوع (۵) نصر سے مَنَسِكٌ: قربان گاہ ————— ان میں عین کا کسرہ اور فتح دونوں منقول ہوئے ہیں اور فتح مقتضائے قواعد ہے لہذا شاذ نہیں واللہ اعلم۔

اسم ظرف بنانے کے قاعدہ کا خلاصہ: ہم بحث کو سمیٹنے کے لئے بطور خلاصہ ظرف بنانے کا ضابطہ لکھ دیتے ہیں اُسے پیش نظر رکھا جائے جس اسم کا ظرف بنانا ہو پہلے یہ دیکھ لو کہ وہ ثلاثی مجرد ہے یا اس کے علاوہ میں سے ہے؟ اگر ثلاثی مجرد ہو تو یہ دیکھ لو کہ وہ معتل لام یعنی ناقص یا معتل فاعلی یعنی مثال ہے یا ان کا غیر؟ بر تقدیر ثانی اس کے مضارع پر نظر کرو کہ وہ مکسور العین ہے یا مفتوح العین یا مضموم العین؟ اگر مکسور العین مضارع ہو تو ظرف مکسور العین بناؤ اور مکسور العین نہ ہو، خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین، تو ظرف مفتوح العین بناؤ ————— یہ تو اس تقدیر پر تھا جبکہ وہ معتل لام یا معتل فاعلی نہ ہو اور اگر معتل لام یا معتل فاعلی ہو تو معتل لام کی صورت میں ظرف ہمیشہ مفتوح العین بنایا جائے گا، خواہ باب کوئی بھی ہو ————— اور معتل فاعلی صورت میں ظرف ہمیشہ مکسور العین ہوگا، خواہ کوئی سا باب ہو ————— یہ سب ثلاثی مجرد کے لئے تھا ————— ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور مزید

میں ظرف اور مفعول کی صورت یکساں رہتی ہے وہاں معتل، غیر معتل کا فرق نہیں ہے۔

اسم ظرف بنانے کا قاعدہ: جس فعل کے مضارع کا عین کلمہ مفتوح یا مضموم ہو اسی طرح ناقص اور مضاعف کا اسم ظرف مفعّل فتح عین آتا ہے اور جس فعل کے مضارع کا عین کلمہ مکسور ہو اور مثال کا اسم ظرف مفعّل بکسر عین آتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ میں اسم مفعول اور ظرف کا وزن یکساں ہوتا ہے۔

ظرف کے اوزان میں اصول تخفیف کا لحاظ ہے: ناقص میں مطلقاً فتح اختیار کرنے کی وجہ خیال تخفیف ہے اور مثال میں کسرہ اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ واو کے ساتھ عین کا کسرہ بمقابلہ فتح، اخف مانا گیا ہے کیونکہ فتح اور واو کی درمیانی مسافت میں زیادہ وسعت ہے بمقابلہ واو اور کسرہ کی درمیانی مسافت کے (۱)

اصل میں اہل زبان کا منشأ یہ ہے کہ ظرف کا عین اور مضارع کا عین باہم موافق رہیں سو مفتوح العین اور مکسور العین میں تو یہ شکل آسانی سے ممکن تھی لہذا مستثنیٰ صُور کے علاوہ اس سے اعراض کی کوئی وجہ نہیں دیکھی۔ اور مضموم العین میں مفعّل کا وزن شاذ نظر آیا کیونکہ سوائے مَعُون اور مَكْرُوم کے اور دوسرا کلمہ اس وزن پر دیکھا نہیں گیا لہذا اس سے ہٹنا لابد ہوا۔ اب ہٹ کر فتح اختیار کرتے یا کسرہ، دونوں راستے تھے مگر فتح میں خفت زیادہ تھی اور باب میں مضموم العین ہونے کی بنا پر کافی ثقل موجود تھا لہذا کسرہ پر فتح کو ترجیح دی گئی۔

غرض جو کچھ ہوا اصول تخفیف کے ماتحت ہوا مثال میں جو شکل اختیار ہوئی وہ بھی اسی پر مبنی رہی اور ناقص میں اسی تخفیفی قانون کی رعایت ملحوظ رہی اسی طرح

(۱) فتح آدھا الف ہے اور الف حروف ہجا کے شروع میں ہے اور واو آخر میں اس لئے مسافت زیادہ ہے اور

کسرہ آدھی یا ہے اور یا اور واو دونوں حروف ہجا میں آخر میں ہیں اس لئے ان دونوں میں مسافت کم ہے ۱۲

جہاں مثال واوی اور ناقص دونوں جمع ہو جائیں، جیسے مَوَلٰی (قربت کی جگہ) اس میں بھی باصول ناقص عمل ہوگا یعنی ظرف مفتوح العین ہوگا واللہ اعلم۔

وَمَفْعَلٌ بَفَتْحِ عَيْنٍ مُّصَدَّرٌ هَمْزٌ بَابُهُ ثَلَاثِيٌّ رَابِعٌ، چوں ضرب مَضْرُوبًا وَكُتِبَ مَكْتُبًا مَكْرُومٌ فَازِ بَابِ يَفْعِلُ بَكْسَرِ عَيْنٍ کہ مصدر او بروزن مَفْعِلٌ بَكْسَرِ عَيْنٍ آید، چوں وَعَدَ مَوْعِدًا وَوَضَعَ مَوْضِعًا۔

## مصدر میمی کا بیان

یہاں سے مصدر میمی کا بیان شروع کر دیا۔ جملہ ابواب ثلاثی کا مصدر میمی مَفْعَلٌ بَفَتْحِ عَيْنٍ ہوگا۔ ضرب سے مَضْرُوبٌ بَفَتْحِ رَاوَرِ نَصْرٍ سے مَنَصْرٌ جیسے کُتِبَ سے مَكْتُبٌ بَفَتْحِ تَا۔ مَضْرُوبٌ: مارنا مَكْتُبٌ: لکھنا، مَنَصْرٌ: مدد کرنا۔

لیکن مکسور العین مضارع کا معتل فاواوی یہاں بھی مکسور العین ہوگا، جیسے وَعَدَ مَوْعِدًا: وعدہ کرنا وَضَعَ مَوْضِعًا: رکھنا۔ دونوں ضرب سے مفتوح العین کے مثال واوی کے مصدر میمی میں فتح اور کسرہ دونوں جائز ہیں جیسے مَوْجَلٌ بَفَتْحِ جِیمِ وکسر جِیمِ دونوں طرح ثابت ہے مَوْجَلٌ: ڈرنا از باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

وَبسیار جاست کہ در اسمائے مکان تادر آید، چوں مَقْبَرَةٌ وَ مَزْرَعَةٌ وَاز مُنْشَعِبَةٌ ثَلَاثِيٌّ: مکان وزمان و مصدر و مفعول ہم بر یک وزن آید، چوں مُكْرَمٌ: جائے گرامی کردن و وقت گرامی کردن و گرامی کردن و مرد گرامی کردہ شدہ و مُرْتَهَبٌ: جائے ترسانیدن و وقت ترسانیدن و مرد ترسانیدہ شدہ \_\_\_\_\_ و فاعل و مفعول را در میزان بیان کردیم۔

اسم مکان کے آخر میں تا: بہت سی جگہ اسم مکان کے آخر میں تا آتی ہے،

جیسے مَقْبَرَةٌ: قبرستان، مردے دفن کرنے کی جگہ، جہاں بکثرت قبور ہوں  
مَزْرَعَةٌ: کھیتی کی جگہ یعنی کھیت ذَرْعٌ: کاشت کاری کرنا۔

خلطِ مبحث: مصنف نے خلطِ مبحث کر دیا۔ ظرف اور مصادر کو ملا جلا کر بیان  
کیا، مصدر میمی کو بسلسلہ مصادر بیان کرنا مناسب تھا مگر چونکہ مفعول کا وزن  
ظرف کے لئے معروف ہے اور یہی ابواب ثلاثی میں مصدر میمی کا وزن ہے  
لہذا بضمن بحث ظرف اس کا ذکر کر گئے اور چونکہ مصدر میمی میں ظرف کی  
طرح مثال واوی اور غیر مثال کا فرق تھا اس لئے بخيال مصنف رحمہ اللہ اس  
کا یہاں تذکرہ اُنسب نظر آیا واللہ اعلم۔

ثلاثی مزید میں ظرف مصدر اور مفعول کا ایک وزن ہے: مُنْشَعِبَةٌ  
ثلاثی یعنی ثلاثی مزید فیہ سے مکان، زمان، مصدر، مفعول سب ایک ہی وزن  
پر آتے ہیں قرائن سے کسی ایک کی تعیین ہوگی اور اسی پر معنی کا مدار ہوگا مثلاً  
باب افعال میں مُکْرَمٌ کا وزن اسم مفعول بھی ہے جس کے معنی ہیں ”مرد  
عزت کیا گیا“ اور یہی ظرف مکان اور زمان بھی ہے جس کا ترجمہ ہے:  
”عزت کا مقام، عزت کرنے کا وقت“ اور مصدر میمی بھی ہے جس کے معنی ہیں  
”عزت کرنا“۔ باب تفعیل میں مُرْتَهَبٌ اسم مفعول ہے وَهْبَةٌ سے  
ماخوذ ہے جس کے معنی خوف اور ڈر کے ہیں۔ مُرْتَهَبٌ: ڈرایا گیا مرد۔ مگر یہی  
ظرف بھی ہے۔ ڈرائے جانے کی جگہ، ڈرائے جانے کا وقت اور مصدر میمی  
ڈرانا بھی ہے۔ اسی پر ابواب کو قیاس کر لیا جائے۔

اسم فاعل اور اسم مفعول کا بیان کیوں نہیں کیا؟ متعلقات فعل میں پانچ  
چیزیں گنائی تھیں جن میں فاعل اور مفعول بھی شامل تھے۔ مگر کتاب میں نہ  
فاعل کی تعریف ہے، نہ بنانے کا طریقہ ہے، نہ صیغوں کی صورت، نہ ان کی  
تعداد، یہی حال مفعول کا ہے البتہ بعض زوائد کا ذکر ہے جس کو تکمیل کی  
حیثیت تو دی جاسکتی ہے مگر اصل بحث نہیں قرار دے سکتے۔

﴿قولہ﴾ و فاعل و مفعول الخ سے اس کا عذر کر دیا کہ ہم ان تمام امور کو

میزان میں بیان کر چکے ہیں۔ لہذا یہاں ان کا ذکر غیر ضروری نظر آیا۔ البتہ چند ضروری امور جو وہاں ذکر میں نہیں آئے تھے ان کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ ﴿لطیفہ﴾ گویا مصنف کو الہام ہو گیا تھا کہ آئندہ درس میں اس کی تینوں کتابیں (میزان، فاتحہ المصادر اور پنج گنج) علی الترتیب پڑھائی جائیں گی۔ لہذا میزان پڑھنے کے بعد پنج گنج میں اس کا تکرار فضول ہوگا و ہذا شیء عجیب!

أَمَّا بَابُ دَانَسْتِ كَمَا اسْمُ فَاعِلٍ مِنْ بَابِ فَعَلَ يَفْعَلُ - بِكُسْرِ الْعَيْنِ فِي الْمَاضِي، وَفَتْحِهَا فِي الْمُسْتَقْبَلِ — شَشْ كَوْنَهُ آيِدٌ - فَاعِلٌ چوں سَامِعٌ وَعَالِمٌ — وَفَعِيلٌ چوں سَمِيعٌ وَعَلِيمٌ — وَفَعِلٌ چوں حَذِرٌ وَفَرِحَ — وَأَفْعَلٌ چوں أَحْوَرٌ وَأَعْيَنُ، وَمُؤَنَّثُهُ: فَعْلَاءٌ چوں حَوْرَاءُ وَعَيْنَاءُ، وَجَمْعُهُمَا فُعْلٌ چوں حُورٌ وَعَيْنٌ — وَفُعْلَانٌ چوں سَكْرَانٌ وَعَطْشَانٌ وَمُؤَنَّثٌ أَوْ فَعْلَى چوں سَكْرَى وَعَطْشَى — وَفُعْلَانٌ چوں عُرْيَانٌ وَخُمْصَانٌ.

## باب سمع سے اسم فاعل کے چھ وزن

یہ بات جان لینی چاہئے کہ باب سمع یسمع کا اسم فاعل چھ طرح پر آتا ہے۔

(۱) فَاعِلٌ جیسے سَامِعٌ: سننے والا۔ عَالِمٌ: جاننے والا۔

(۲) فَعِيلٌ: جیسے سَمِيعٌ: سننے والا عَلِيمٌ: جاننے والا۔

(۳) فَعِلٌ (فتح فاو کسر عین) جیسے حَذِرٌ: پرہیز کرنے والا، محتاط فَرِحَ: خوش ہونے والا۔

(۴) أَفْعَلٌ جیسے أَحْوَرٌ، اس شخص کو کہتے ہیں جس کی آنکھوں میں سپیدی کی

جگہ عمدہ سپیدی ہو اور سیاہی کی جگہ خوب گہری سیاہی ہو یعنی ایسی آنکھ والا

مرد أَعْيَنٌ: بڑی آنکھوں والا مرد أَفْعَلٌ اسم فاعل کا مؤنث بروزن فَعْلَاءُ

ہوگا، جیسے احور سے حَوْرَاءُ: اس خاص صفت والی عورت اور أَعْيَنٌ سے

عَيْنَاءُ: بڑی بڑی آنکھوں والی عورت۔۔۔ اور ان دونوں کی جمع بروزن  
فُعْلٌ (بضم فاو سکون عین) آتی ہے، جیسے حُوزٌ: بہت سے اَحْوزٌ مرد اور  
بہت سی حُوزاء عورتیں۔ عَيْنٌ: بہت سے بڑی بڑی آنکھوں والے مرد اور  
بہت سی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں۔۔۔ عَيْنٌ کی اصل عَيْنٌ بضم  
عین بروزن فُعْلٌ تھی۔ برعایت یا عین کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا عَيْنٌ ہو گیا۔  
(۵) فُعْلَانٌ جیسے سَكْرَانٌ: نشہ والا مرد۔ عَطْشَانٌ: پیاسا مرد  
۔۔۔ اس کی مؤنث فُعْلٰی بفتح فا، الف مقصورہ کے ساتھ ہے، جیسے  
سَكْرٰی: نشہ والی عورت، عَطْشٰی: پیاسی عورت۔  
(۶) فُعْلَانٌ جیسے عُرْيَانٌ: برہنہ شخص خُمْصَانٌ: باریک تلوے والا انسان۔

أَمَّا فُعْلَانٌ صفت عارض را باشد از جوع و عطش و ضدِ آں، چوں رِيَّانٌ  
وَشَبْعَانٌ۔۔۔ وَأَفْعَلٌ صفت لازم را باشد از الوان و عیوب، چنان کہ  
أَحْمَرٌ: مرد سرخ و أَحْوَلٌ: مرد کاڑ۔۔۔ وَفَعِلٌ بکسر العین، فعل  
لازم را باشد از سرور و اذواء چوں فَرِحٌ و وَجِعٌ و وَصِبٌ و بَشِيرٌ۔

## فُعْلَانٌ عارضی صفات کے لئے ہے

یہاں سے بعض ضروری فروق بیان کرتا ہے  
(۱) وزن فُعْلَانٌ (بفتح فا) عارضی صفات کے لئے ہوتا ہے، از قبیلہ بھوک،  
پیاس اور ان کے اضداد کے لئے، جیسے رِيَّانٌ: سیراب۔ شَبْعَانٌ: اگھا (۱) یا  
پیٹ بھرا ہوا یعنی وزن فُعْلَانٌ ان باطنی حرارتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے  
جو از قبیلہ عوارضات ہوں، اور ان سے پیدا شدہ حالات کے لئے استقرار اور  
دوام نہ ہو، جیسے بھوک، پیاس، مستی (۲)، غصہ وغیرہ اور ان کے اضداد جیسے

(۱) اگھا (اسم فاعل) ہندی لفظ ہے جس کے معنی ہیں اُبھرنے یعنی اتنا کھانا کھا لینا کہ سانس پھولنے لگے ۱۲

(۲) مستی یعنی مدہوشی ۱۳



بھوک کا مقابل شکم سیری پیاس کی ضد سیرابی، مستی کا مقابل ہوشیاری  
 وغیرہ غرثان: بھوکا۔ شعبان: شکم سیر، عطشان: پیاسا۔ ریّان: سیہ اب  
 ماخوذ من الرئی: سیرابی، سکران: مست، غضبان: غصہ میں بھرا ہوا  
 ————— مؤنث میں غَضْبٰی رِیّاً غَرثٰی۔

## أَفْعَلُ صفات لازمہ کے لئے ہے

أَفْعَلُ (بفتح ہمزہ و سکون فا و فتح عین) صفات لازمہ کے لئے ہوتا ہے  
 از قبیلہ الوان و عیوب، جیسے احمر: سرخ مرد۔ أَحْوَل: بھینگا مرد یعنی افعَل  
 کے ذریعہ اُن مخصوص صفات اور حالات کو بیان کرتے ہیں جو از قبیلہ الوان  
 و عیوب ہوں اور صفات لازمہ کی حیثیت رکھتے ہوں یعنی غیر متبدل حالات  
 ————— لون کی مثال احمر (مذکر کے لئے) سرخ مرد اور مؤنث کے  
 لئے حَمْرَاءُ یا أَبْيَضُ: سفید مرد بَيْنَضَاءُ: چٹی عورت ————— عیوب  
 کی مثال أَحْوَل (مرد کے لئے) بھینگا مرد حَوْلَاءُ: بھینگلی عورت أَصْلَعُ:  
 گنجامرد صَلْعَاءُ: گنچی عورت ————— مثال سے سمجھ گئے ہو گے کہ  
 أَفْعَلُ سے ظاہری عیوب دکھلائے جاتے ہیں ————— ایسے ہی أَجْرَدُ:  
 بے بالوں والے مرد اور جَرْدَاءُ: بال جھڑی عورت۔

## فَعِلٌ کا وزن فعل لازم کے لئے ہے

فَعِلٌ (بفتح فا و کسر عین) فعل لازم کے لئے ہوتا ہے۔ خوشی اور بیماریوں  
 میں یعنی اس وزن پر اہل زبان بیشتر خوشی اور بیماری کا اظہار کرتے ہیں، جو  
 فعل لازم جیسی ہوں یعنی دیرپا اور اس کی ذات کے ساتھ لازم ہوں، جیسے  
 سُرور بمعنی خوشی۔ اَدْوَاءُ جمع دَاءُ: بیماری، چوں فَرَحٌ: بہت خوش  
 وَجَعٌ: دردناک مریض، وَصَبٌ: افتادہ مریض۔ بَسِيرٌ: (سین مہملہ کے  
 ساتھ) ترش رو (بَشِيرٌ شین معجمہ کے ساتھ) بہت خوش)

و بیشتر اسم فاعل از باب فَعَلَ يَفْعُلُ — بضم العين فی الماضي و المستقبل — بروزن فَعِيلٌ می آید، چوں کریم، وعظیم — و ہفت گونه دیگر آمدہ است فَعْلٌ چوں ضَخَمٌ وَعَبِلٌ وَفَعِلٌ چوں خَشِنٌ وَسَهْمٌ، وَفَعَلٌ چوں حَسَنٌ وَبَطَلٌ وَفِعْلٌ چوں رَجَسٌ وَمِلَحٌ وَفُعْلٌ چوں صُلْبٌ وَغُفْلٌ، وَفُعَالٌ چوں ضَخَامٌ وَشَجَاعٌ وَفُعَالٌ چوں حَصَانٌ وَجَبَانٌ وَحَرَامٌ۔

## باب کرُم سے اسم فاعل کے آٹھ وزن

باب کرُم یکرُم کا اسم فاعل اکثر بیشتر تو فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے کرُم سے کریم، عَظُم سے عَظِيمٌ — فَعِيلٌ کے علاوہ اور بھی سات طرح پر آیا ہے۔

(۱) فَعْلٌ (بفتح فاو سکون عین) جیسے ضَخَمٌ۔ ضَخَمَ يَضْخُمُ سے بمعنی فر بہ۔ عَبِلٌ، يَعْبُلُ عَبَلًا سے بمعنی موٹا تازہ۔

(۲) فَعِلٌ (بفتح فاو کسر عین) جیسے خَشِنٌ۔ خَشِنَتْ: دُرشتی، گھڑاپن۔ خَشِنٌ: گھڑا، سخت مزاج یا خَشِنُ الْجِسْمِ: گھردرے جسم والا۔ سَهْمٌ۔ (تیوری چڑھا ہوا)

(۳) فَعَلٌ (بفتح فاو فتح عین) جیسے حَسَنٌ: اچھا بَطَلٌ: دلیر، بہادر۔

(۴) فِعْلٌ (بکسر فاو سکون عین) جیسے رَجَسٌ: ناپاک مِلَحٌ: شور، کھاری۔

(۵) فُعْلٌ (بضم فاو سکون عین) جیسے صُلْبٌ: سخت غُفْلٌ: ناتجربہ کار۔

(۶) فُعَالٌ (بضم فاو تخفیف عین) جیسے ضَخَامٌ: تن آور، ڈبل انسان فر بہ، شَجَاع: دلیر۔

(۷) فُعَالٌ (بفتح فاو تخفیف عین) جیسے حَصَانٌ: پاک دامن عورت جَبَانٌ: بزدل، نامردہ، ہیز (ڈرپوک) جُبْنٌ: بزدلی حَرَامٌ: ناشایاں، نالائق، نامناسب کام۔

## باب سوم در شناختن اسماء

وآں مشتمل بر پنج فصل است فصل اوّل در شناختن ابنیہ اسم، و آں بر سه گونه است: ثلاثی و رباعی و خماسی۔ و ثلاثی را دوازده بناست نه ازاں مطردست و دوشاذ، و یکے مهمل مُطَرَّد: فَعَلٌ چوں شَمَسٌ و صَعَبٌ، و فِعْلٌ چوں قَدَرٌ و رَجَسٌ و رَجُلٌ، و فَعْلٌ چوں جُنْدٌ و بُرْدٌ، و فَعْلٌ چوں جَمَلٌ و جَبَلٌ، و فَعْلٌ چوں فَخِذٌ و كَبِدٌ، و فَعْلٌ چوں رَجُلٌ و عَجْزٌ و حَدَرٌ و عَضُدٌ، و فَعْلٌ چوں نُغَرٌ و صُرْدٌ و لَبَدٌ، و فَعْلٌ چوں حَوْلٌ و طَوْلٌ، و فَعْلٌ چوں عُنُقٌ و اُذُنٌ ————— و دوشاذ: فِعْلٌ چوں اِبْطٌ و اِبِلٌ و فِعْلٌ چوں دُبُلٌ ————— و یکے مهمل فِعْلٌ بریں وزن پنج تازی نیامده است۔

## باب سوم اسماء کی پہچان میں اور یہ باب پانچ فصلوں پر مشتمل ہے فصل اوّل

پہلی فصل اسم کے اوزان کی پہچان میں  
یعنی اسماء کے اصلی ترکیبی حروف کتنے تک ہو سکتے ہیں؟ اور اس کی بنا کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

اسم کی بناتین طرح کی ہوتی ہے: تو یہ بتا دیا کہ اسم کی بناتین طرح کی ہوتی ہے۔ سہ حرفی جس کو ثلاثی کہتے ہیں۔ چہار حرفی جس کو رباعی کہتے ہیں۔ پنج حرفی جس کو خماسی کہتے ہیں۔

اسم ثلاثی کے بارہ وزن ہیں۔ بنا سے وزن مراد ہے۔ جن میں نو وزن تو مطرد (کثیر الاستعمال) ہیں اور دوشاذ ہیں یعنی قلیل الاستعمال ہیں اور ایک

مہمل یعنی متروک ہے۔ نو مطرد وزن یہ ہیں (۱-۳) فَعْلٌ بَسْکُونِ عین میں تین یعنی مفتوح الفاء، مکسور الفاء، مضموم الفاء، (۴-۶) اور فَعْلٌ بحرکت عین وفتح فامیں تین، عین کا فتح، عین کا کسرہ، عین کا ضمہ (۷ و ۸) فَعْلٌ ضم فامیں دو، عین کا فتح اور عین کا ضمہ (۹) اور فَعْلٌ کسرہ فامیں ایک، عین کے فتح کے ساتھ۔  
دو شاذ یہ ہیں (۱) فَعْلٌ بکسر فاو عین (۲) اور فَعْلٌ بضم فاو کسر عین  
\_\_\_\_\_ اور ایک مہمل یعنی فَعْلٌ بکسر فاو ضم عین یہ بارہ وزن اس طرح بنتے ہیں کہ فاکی تین حرکت ضمہ، فتح، کسرہ کو عین کی تین حرکت اور ایک سکون (جاری) میں ضرب دو، حاصل ضرب بارہ ہوں گے (۱۲ = ۳ × ۴)

اب تفصیل سنئے: فاکی حرکت کے ساتھ عین ساکن ہو گیا متحرک، بر تقدیر سکون تین وزن قائم ہوئے (۱) فَعْلٌ مفتوح فاو سکون عین چوں شَمْسٌ: آفتاب (۲) فَعْلٌ بکسر فاء و سکون عین چوں قِذْرٌ: ہانڈی رَجُلٌ: پیر (۳) فَعْلٌ بضم فا و سکون عین چوں بُرْدٌ: چادریں جُنْدٌ: لشکر۔

اور بر تقدیر حرکت عین سات وزن بنتے ہیں کیونکہ فا اور عین کی حرکت میں توافق ہو گیا تخالف؟ توافق میں تین صورتیں ہوئیں (۴) دونوں کا فتح فَعْلٌ چوں جَمَلٌ: اونٹ جَبَلٌ: پہاڑ۔ (۵) دونوں کا کسرہ چوں اِبْطٌ: بغل، اِبِلٌ: اونٹ (۶) دونوں کا ضمہ چوں عُنُقٌ: گردن اُذُنٌ: کان \_\_\_\_\_ اور تخالف میں چھ صورتیں نکلتی ہیں (۷) فا کا فتح اور عین کا کسرہ (فَعْلٌ) چوں فَعِجْدٌ: ران کَبِدٌ: جگر (۸) فا کا فتح، عین کا ضمہ (فَعْلٌ) چوں رَجُلٌ: مرد عَجْزٌ سرین، عَضْدٌ: بازو۔ (۹) فا کا کسرہ، عین کا فتح (فَعْلٌ) چوں طَوْلٌ: وہ رسی جس سے گھوڑے وغیرہ کی پچھاڑی باندھی جاتی ہے۔ (۱۰) فا کا کسرہ عین کا ضمہ (فَعْلٌ) چوں (یہ مہمل وزن ہے اس وزن پر کوئی عربی کلمہ نہیں آیا ہے) (۱۱) فا کا ضمہ، عین کا فتح (فَعْلٌ) چوں صُرْدٌ: لٹورا، ایک جانور ہے جو چڑیوں وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ نُغْرٌ: لال۔ ایک چھوٹا پرندہ ہوتا ہے۔ نہایت خوش رنگ۔ (۱۲) فا کا ضمہ، عین کا کسرہ (فَعْلٌ) چوں

وَعِلْ: پہاڑی بکرا۔

فائدہ: ان بارہ اوزان میں سے فِعْلٌ (بکسر فاو ضم عین) تو غایت ثقل کے باعث متروک ہے اور متوافقیں میں کسرتین کی صورت (فِعِلٌّ) اور متخالفین میں فا کا ضمہ اور عین کا کسرہ (فُعِلٌّ) یہ دونوں وزن شاذ ہیں۔ حتیٰ کہ بعض نے تو یہاں تک دعویٰ کر دیا ہے کہ فِعْلٌ بکسرتین کے وزن پر صرف دو ہی کلمے منقول ہوئے ہیں۔ اسماء میں اِبِلٌّ اور صفات میں بِلِزٌّ: فرہ۔ اگرچہ دوسروں نے اور بھی دو تین کا اس پر اضافہ کیا ہے، مگر قلیل الوجود ہونا پھر بھی مسلم ہے۔ اور فُعِلٌ بضم فاو کسر عین میں دُئِلٌ کے علاوہ وَعِلٌّ، رُئِمٌ (پاخانہ کا مقام) بھی منقول ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مطولات میں جوابات بھی موجود ہیں۔

امثلہ کی تکمیل: مصنف نے امثلہ میں اگرچہ تکثیر سے کام لیا ہے مگر اس امر کی رعایت نہیں کی کہ اسم کی مثالوں کے ساتھ صفت کی مثالیں بھی بیان کر دیتا، حالانکہ ایسا کرنا مفید تھا۔ سو ہم جار بردی (۱) سے اس کی تکمیل کئے دیتے ہیں (۱) فَعْلٌ جیسے صَعْبٌ: دشوار، سخت (۲) فِعْلٌ چوں صِفْرٌ: خالی (۳) فُعْلٌ چوں مُرٌ: تلخ، کڑوا (۴) فَعْلٌ چوں بَطْلٌ: بہادر، پہلوان (۵) فِعْلٌ چوں حَذَرٌ: محتاط (۶) فُعْلٌ چوں طَمَعٌ: لالچی حَذَرٌ: نشیبی زمین (۷) فَعْلٌ چوں لُكْعٌ: ناکس، کمینہ، پاجی، بخیل (۸) فِعْلٌ چوں زِيَمٌ: متفرق (۹) فُعْلٌ چوں سُرُحٌ: تیز رفتار، نشیبی زمین (۱۰) فِعْلٌ چوں بِلِزٌّ: فرہ۔

(چند کلمات کے معانی رہ گئے ہیں وہ یہ ہیں رَجَسٌ: گندگی، ناپاکی حَوْلٌ: بھیڑ، بہت حیلہ گر، ہوشیاری، دور بینی، زوال، انتقال دُئِلٌ: گیدڑ، بھیڑیا، نیولے کے مانند ایک جانور لُبْدٌ: وافر مقدار (مال کی یا بال کی) قرآن میں ہے مَا لَا لُبْدًا (البلد آیت ۶)

(۱) جار بردی شافعیہ ابن حاجب کی مشہور مطبوعہ شرح ہے، اس کے مصنف علامہ احمد بن الحسن بن

یوسف۔ فخر الدین جار بردی ہیں، جن کی وفات ۴۶۷ھ میں شہر تبریز میں ہوئی ہے ۱۲

فِعْلٌ مہمل کیوں ہے؟ مہمل کے معنی ہیں متروک۔ مصنف نے اس کی وجہ بیان فرمادی کہ اس وزن پر کوئی عربی کلمہ نہیں آیا ہے۔ تازی: عربی کو کہتے ہیں۔ بعض نے حُبُّک کو پیش کیا ہے جو والسماء ذات الحُبُّک (بضمّین) میں ایک شاذ قراءت ہے لیکن ابن حاجب اور ابن جَنّی وغیرہ نے اس کو از قبیل تداخل فی الحركات قرار دیا ہے یعنی یہ لفظ دو طرح پر منقول ہوا ہے حُبُّک بضمّین اور یہ اَفْصح ہے اور حُبُّک بکسر تین۔ کسی کہنے والے نے لفظ کو ادا کرتے وقت بکسر حاشروع کر کے اس سے دوسرے لغت کی طرف جس میں دونوں مضموم تھے، اسے بضم بادا کر دیا جس سے ایک بین بین کی صورت بن گئی، جو اصل سے غلط ہے اصل میں یا کسر تین ہے یا ضمتین۔ سو ضمتین تو لغت فصیحہ ہے اور کسر تین لغت غیر فصیحہ ہے۔ حُبُّک: ریت یا پانی میں ہوا کے داخل ہونے سے جو راستہ سا بن جاتا ہے وہ حُبُّک کہلاتا ہے۔

ورباعی رانج بناست باتفاق، ودر شتم اختلاف: فَعْلَلُ چوں جَعْفَرُ وَعَقْرَبُ و  
عَبْهَرُ وَجَحْدَرُ وَفِعْلَلُ چوں عِظْلِمُ وَفِرْسِنُ وَفُعْلَلُ چوں بُرْثُنُ وَبُرْقُعُ  
وَفِعْلَلُ چوں دِرْهَمُ وَهَجْرَعُ وَفِعْلَلُ چوں سِبْطَرُ وَهَزَبَرُ —————  
و بنائے ششم کہ مختلف فیہ ست فَعْلَلُ چوں جُنْدَبُ۔ وَاں کہ گویند:  
درست نیست، بضم دال روایت می کنند۔

### اسم رباعی مجرد کے اوزان

رباعی مجرد کے پانچ وزن تو متفق علیہ ہیں۔ چھٹے میں اختلاف ہوا ہے بعض تسلیم کرتے ہیں اور بعض اس وزن کے کلمات کو دوسرے منقولہ اوزان پر اتارتے ہیں۔ مگر رانج اور قوی بات یہی ہے کہ اس کو ایک مستقل وزن رباعی کا تسلیم کیا جائے اور بجائے پانچ کے، رباعی مجرد کے اوزان چھ قرار دئے جائیں۔ وجہ ان شاء اللہ آگے مذکور ہوگی۔

(۱) فَعْلَلٌ (بفتح فاء سکون عین، وفتح لام اول) چوں جَعْفَرٌ: چھوٹی نہر اور ایک شخص کا نام ہے عَقْرَبٌ: بچھو (یہ دونوں اسم ہوئے) عَبْهَرٌ (صفت ہے): گداز جسم، ہر نازک اور دراز شئی جَحْدَرٌ: پست قد (صفت ہے)

(۲) فَعْلِلٌ (بکسر فاء مع اسکان عین وکسر لام اول) چوں فِرْنِینٌ: بکری کا سُم (کھر) یہ اسم ہوا عِظْلِمٌ: شب تاریک، یہ صفت کی مثال ہوئی۔

(۳) فَعْلَلٌ (بضم فاء ولام اول و سکون عین) چوں بُرْثُنٌ: شیر کا پنچہ بُرْقُعٌ: عورتوں کا برقعہ (یہ دونوں اسم ہوئے) قُصْلَبٌ: سخت قوی اور مضبوط (یہ صفت کی مثال ہوئی)

(۴) فَعْلَلٌ (بکسر فاء وفتح لام اول مع سکون عین) چوں دِرْهَمٌ: مشہور سکہ، جو تین ماشہ ایک رتی اور دو جو کے برابر ہوتا تھا (یہ اسم ہوا) هَجْرَعٌ: بہت لمبا مرد (یہ صفت ہوئی)

(۵) فَعْلَلٌ (بکسر فاء وفتح عین و سکون لام اول) چوں هَزَبُوٌ: شیر نر (یہ اسم ہوا) سَبْطَرٌ: دراز، چالاک، تیز خاطر (یہ صفت ہوئی)

یہ پانچ بنائیں متفق علیہ ہیں چھٹی بنا جس میں اختلاف ہوا ہے وہ۔

(۶) فَعْلَلٌ (بضم فاء و سکون عین مع فتح لام اول) ہے چوں جُنْدَبٌ: یہ ایک قسم کی سبز رنگ کی ٹڈی ہوتی ہے۔

فَعْلَلٌ کا وزن برحق ہے: جُنْدَبٌ میں بحث ہوئی ہے کہ اس کا وزن اصلی ہے یا زائد؟ صاحب صراح نے اس کو جُنْدَب کے مادہ میں ذکر کیا ہے۔ جُنْدَب: خشک سالی اور سخت زمین کو کہتے ہیں، جس پر سبزہ نہ ہو۔ جُنْدَبٌ بھی جس درخت یا کھیت میں آپڑتے ہیں اس کو کھا کر چٹیل میدان بنا دیتے ہیں بہر حال مادہ جُنْدَب میں اس کا تذکرہ صاف بتا رہا ہے کہ اس امام لغت کے نزدیک جُنْدَب کا وزن زائد ہے اصلی نہیں، لہذا رباعی مجرود میں اس کا شمار صحیح نہ ہو گا اور اس لحاظ سے فَعْلَلٌ کا وزن رباعی کے اوزان نہیں بڑھاتا۔

مگر دوسرے حضرات نے اس کی مثال جُنْدَبٌ (بتقدیم الجیم

علی الخاء المعجمة والذال المهملة) ذکر فرمائی ہے فَرَّابِصْرِي نے طَحْلَبٌ (کائی جو پانی پر جم جاتی ہے) اور بُوقِعٌ میں لام اول کا فتح نقل کیا ہے۔ اس لحاظ سے فَعْلَلٌ کا وزن رباعی میں شامل ہونا چاہئے۔

علاوہ ازیں بہت سے کلمات ہیں جن میں قاعدہ سے ادغام ہونا چاہئے تھا مگر وہاں یہ عذر کیا جاتا ہے کہ الحاق کی بنا پر ادغام نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ الحاق کے لئے ملحق بہ کی حاجت ہے اور جب اوزان رباعی میں فَعْلَلٌ کا وزن شامل ہی نہ ہو تو ان کلمات کو ملحق برباعی کہنا سراسر بے معنی اور دھوکا ہوگا۔ دیکھئے فَعْدَدٌ (لَئیم، بزدل، خیر کے موقعہ پر پیچھے ہٹنے والا) عُنْدَدٌ (بضم عین و فتح دال اول و سکون نون) محاورہ میں بولتے ہیں مَالِي عَنْهُ عُنْدَدٌ (میرے لئے اس سے کوئی چارہ کار نہیں) عَلِيبٌ (بضم عین و سکون لام و فتح یا) ایک وادی کا نام ہے (مگر صاحب صراح نے اس کا وزن فَعِيلٌ قرار دیا ہے لہذا یہ بحث سے خارج ہو گیا) سُودَدٌ: سرداری (بضم سین و فتح دال اول) اور ان کے امثال میں عدم ادغام کا عذر الحاق کو قرار دیا جاتا ہے یعنی یہ تمام ملحقات جُحْنَدَبٌ سے ہیں تو وزن فَعْلَلٌ واجب التسلیم ہوا۔ انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں واللہ اعلم۔

اور چھٹی بنا مسلم ہونے کے بعد صفت میں اس کا وزن غُنْدَرٌ (فربہ، نازک بدن) رُھْدَنٌ (بزدل، احمق) ہوگا۔

﴿وقوله﴾ وَاَنْ كِهْ گويند الخ یعنی جو اس وزن کو رباعی میں نادرست کہتے ہیں وہ جُنْدَبٌ میں دال کا ضمہ روایت کرتے ہیں، یعنی جندب بروزن بُرُثْنٌ ہے، کوئی نیا وزن نہیں ہے لیکن صرف جُنْدَبٌ ہی کا معاملہ تو نہیں جو ”نہ بانسری ہوگی نہ بجے گی!“ کا مصداق ہو۔ یہاں تو الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے کہاں تک توڑ مڑور ہوگی واللہ اعلم۔

وخماسی را چهار بناست، ودر پنجم اختلاف کرده اند: فَعْلَلٌ چوں سَفَرَجَلٌ



وَشَمَرْدَلٌ وَفَعْلَلٌ. چوں جَحْمَرَشٌ وَصَهْصَلِقٌ، وَفَعْلَلٌ چوں  
قِرْطَعْبٌ وَجَرْدَحْلٌ وَفَعْلَلٌ چوں خُبْعُثْنٌ وَقَذَعْمِلٌ ————— وبنائے  
پنجم کہ مختلف فیہ ست فَعْلَلٌ چوں هُنْدَلَعٌ وَاں کہ گویند فَعْلَلٌ درست  
نہست، گویند هُنْدَلَعٌ تازی نیست رومی است۔

### اسم خماسی مجرد کے چار وزن

خماسی مجرد کے چار ابنیہ تو متفق علیہ ہیں، پانچویں بنا میں اختلاف ہوا

ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) فَعْلَلٌ (بفتح فاو عین و سکون لام اول و فتح لام ثانی) چوں سَفَرَجَلٌ: یہی  
میوہ (اسماء میں) اور شَمَرْدَلٌ: جوان، تیز رفتار، خواہ اونٹ ہو یا اور کوئی  
حیوان (صفت میں)

(۲) فَعْلَلٌ (بفتح فاو لام اول و کسر لام ثانی مع سکون عین) چوں جَحْمَرَشٌ:  
بوڑھی عورت صَهْصَلِقٌ: سخت بوڑھا، دردناک چیخنے والا۔

(۳) فَعْلَلٌ (بکسر فاو سکون عین و فتح لام اول و سکون لام ثانی) چوں  
قِرْطَعْبٌ: حقیر شی جَرْدَحْلٌ: شترکلاں، نہر ہو یا مادہ (صفت میں)

(۴) فَعْلَلٌ (بضم فاو فتح عین و سکون لام اول و کسر لام ثانی) چوں خُبْعُثْنٌ:  
پھاڑنے والا شیر (اسم میں) قَذَعْمِلٌ: شترکلاں، فرہ (صفت کی مثال میں)  
اور پانچویں بنا جو کہ مختلف فیہ ہے وہ فَعْلَلٌ (بضم فاو سکون عین و فتح لام اول  
و کسر لام ثانی) چوں هُنْدَلَعٌ (ایک قسم کی سبزی ہے) ————— لیکن محققین  
کے نزدیک هُنْدَلَعٌ کا نون زائد ہے، اصلی نہیں اس لحاظ سے خماسی مجرد کے  
اوزان وہی چار ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ————— چنانچہ خود مصنف رحمہ  
اللہ نے فریق مخالف کی طرف سے هُنْدَلَعٌ کے متعلق یہ جواب نقل کیا ہے  
کہ یہ کلمہ رومی ہے تازی یعنی عربی نہیں واللہ اعلم۔

وایں جملہ را ابنیہ مجرد گویند، وچوں یک حرف یاد و حرف یا سہ حرف

مذکورہ ابنیہ جو بسلسلہ ثلاثی، رباعی، خماسی مذکور ہوئی ہیں یہ کل ابنیہ مجرد کہلاتی ہیں۔ جب ان پر ایک یا دو یا تین حرف زیادہ کر دیں تو ان کو مزید فیہ کہیں گے۔ گویا زیادتی کی آخری حد تین ہے۔

رباعی مزید: ایسے ہی رباعی کو لیجئے: قِرطَاسٌ : کاغذ زَمْهَرِیْرٌ : چاند، شدت برد یعنی سخت ٹھنڈ عبُوْثَرَانٌ (ایک قسم کی روئیدگی ہے) یہاں بھی علی الترتیب ایک دو تین کا اضافہ موجود ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی اوزان مذکور ہیں مگر نادر، جیسے اِصْطَفَلِیْنُ  
 بروزن فِعْلَلِیْنُ اس میں دو حرف یعنی یا ونون زائد ہیں۔ فَرَعْبَلَانَّةُ بروزن  
 فَعْلَلَانَّةُ یہ ایک جانور ہے چوڑا، بڑے پیٹ والا، اس میں تین حرف کی  
 زیادتی ہے۔

مزید فیہ میں کہاں زیادتی ہوتی ہے؟ مزید فیہ میں زیادتی کہیں اول کلمہ میں ہوتی ہے، جیسے اَحْمَرُ: مرد سرخ اور کہیں درمیانی کلمہ میں جیسے

جدار: دیوار، بُخُوْر: دھونی۔ اور کہیں آخر میں ہوتی ہے، جیسے سَعْدَان: ایک گھاس ہے جس پر بکثرت کانٹے ہوتے ہیں۔

### منقوص منہ کا بیان

اور جس طرح ان ابنیہ پر زیادت جائز ہے اسی طرح تخفیف ایک آدھ حرف کا حذف بھی جائز ہے مگر یہ عام نہیں ہے اور ایسا کلمہ جس میں سے کچھ کم کر دیا جائے منقوص منہ کہلاتا ہے۔ منقوص منہ یعنی بحذف حرف اُسے ناقص کر دیا ہے یہ کلمہ اصل کے اعتبار سے تو ناقص ہو گا مگر استعمال میں وہ کلمہ تام ہی سمجھا جائے گا۔ چنانچہ غَدِ (آنے والی کل) اصل میں غَدَوُ تھا اس سے واو حذف ہو گیا۔ دَم (خون) دَمَوُ سے دَم بنا ہے۔ اَخ (برادر) اَخَوُ تھا۔ اَب (باپ) اَبَوُ تھا۔ تمام امثلہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس قسم کی تخفیف آخر ہی میں ہوگی۔

وابنیہ مزید فیہ بسیارست۔ اَمَّا بنائے چند کہ حاجت بدال بیشتر باشد، یاد کنم۔ فَعْلَةُ یکبار را باشد، چوں ضَرْبَةُ: یکبار زدن و جَلْسَةُ: یکبار نشستن \_\_\_\_\_ و فِعْلَةُ: حالت را باشد، چوں عِمَّة: بندش دستار و رِکْبَةُ: حالت بر نشستن اسپ و مِشْنَةُ: حالت رفتار \_\_\_\_\_ و فُعْلَةُ فاعل را باشد چوں ضَحْكَةُ: آں کہ بر مردماں بخندد و لُعْنَةُ: آں کہ بر مردماں لعنت کند \_\_\_\_\_ مگر دو کلمہ شاذ آمدہ است بمعنی مفعول، چوں لُقْطَةُ و ثُحْفَةُ۔

### مزید فیہ کے اوزان

مزید فیہ کی بنائیں بہت زیادہ ہیں۔ سینکڑوں سے بھی متجاوز ہیں۔ اس چھوٹی کتاب میں ان کی سمائی کہاں؟! البتہ چند ضروری بنائیں جن کی اکثر و بیشتر حاجت پڑتی ہے یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) فَعْلَةُ ایک مرتبہ کے لئے ہے: جب کسی امر کے متعلق یہ بتانا منظور ہو

کہ یہ کام ایک مرتبہ ہوا ہے یا ایک مرتبہ کرنا چاہئے تو اس کو فَعْلَةٌ (بفتح فا ولام و سکون عین) کے وزن پر کر لیتے ہیں، خواہ اسم ثلاثی مجرد ہو یا غیر ثلاثی مجرد، پہلے سے اس کے آخر میں تا موجود ہو یا نہ ہو بہر حال فَعْلَةٌ کا وزن بیان مرۃ کے لئے موضوع اور مخصوص ہے۔ مثلاً یہ بتانا چاہیں کہ ضرب کا فعل ایک مرتبہ ہوا پس اگر متکلم خود ہی اس فعل کا فاعل ہو تو ضربتُ ضربۃً کہے گا یعنی میں نے ایک ضرب لگائی۔ ایسے ہی جلستُ جلستۃً: میں ایک مرتبہ بیٹھا۔۔۔۔۔ اور ضارب کوئی غیر ہو تو اس کی رعایت سے فعل ذکر کر کے اس کے بعد بطور مفعول مطلق اس فعل سے فَعْلَةٌ کا وزن بنا کر ذکر کر دیں گے مثلاً ضرب زیدُ ضربۃً، دخل عمرو دَحْلَةً (دخول سے دخلةً بنالیا) یا غفر بکراً غَفْرَةً (غفران سے غَفْرَةٌ: ایک مرتبہ معافی دینا)

یہی حال ان اسماء کا ہے جن کے آخر میں تا پہلے سے موجود ہو، جیسے نَشْدَةٌ: قسم کھانا دِرَايَةٌ: جاننا۔ یہاں بھی فَعْلَةٌ کا وزن بنانا ہو گا یعنی نَشْدَةٌ (بکسر نون) کو بیان مرہ کے لئے نَشْدَةٌ (بفتح نون) اور دِرَايَةٌ کو دَرِيَّةً (بفتح وال و سکون را) استعمال کریں گے۔

(۲) فَعْلَةٌ حالت کے لئے ہے: اور فَعْلَةٌ (بکسر فا) بیان حال کے لئے موضوع ہے، چوں عِمَّةً (بکسر عین و تشدید میم) بندش دستار کو کہتے ہیں یعنی عمامہ کی بندش کس طرح کی ہے؟ مثلاً یوں کہیں تَعَمَّمْتُ عِمَّةً الصالحین: میں نے عمامہ بطرز صلحاء باندھایا عِمَّةُ الحاکمین: حاکموں کے طرز کا عمامہ باندھا۔۔۔۔۔ ایسے ہی رُكْبَةٌ: گھوڑے پر سواری کی کیفیت مثلاً رُكْبَتُ الدَّهَّاقِينَ يَارُكْبَةَ الْحَضَرِيِّينَ: میں گھوڑے پر دہقانوں کی بیٹھک بیٹھایا شہریوں کے طرز پر بیٹھا۔۔۔۔۔ یا مِشِيَّةً: چال، رفتار، جیسے مَشِيَّتُ مِشِيَّةِ الْمُتَوَاضِعِينَ یا مِشِيَّةِ الْمُتَكَبِّرِينَ: میں چلا اہل تواضع کی چال یا متکبرانہ چال۔

(۳) فَعْلَةٌ فاعلیت کے لئے ہے: فَعْلَةٌ (بضم فا و فتح عین و لام) کا وزن

معنی فاعلیت کے ادا کرتا ہے، چنانچہ ضَحِك سے ضَحْكَة کے معنی ہیں دوسروں پر ہنسنے والا۔ اسی طرح لُعْنَة کے معنی ہیں دوسروں پر لعنت کرنے والا۔ مگر وزن مذکور کے دو لفظ قیاس کے خلاف مفعول کے معنی میں آئے ہیں، جیسے لُقْطَة اَلْقَاط سے ماخوذ ہے چنانچہ گری پڑی چیز اٹھانا۔ لُقْطَة اُٹھائی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ اٹھانے والے کو نہیں کہتے۔۔۔۔۔ ایسے ہی تُحَفَة اس شے کو کہتے ہیں جو بطور ہدیہ کسی کو پیش کی جائے، پیش کنندہ کو نہیں کہتے۔ اِتْحَاف کے معنی تحفہ دینا۔

وَفُعْلَة بضم فاو سکون عین مفعول را باشد، چوں ضَحْكَة: مردے کہ برو خندند وَلُعْنَة: مردے کہ برو لعنت کنند۔۔۔۔۔ وَفِعَالٌ مرافق را باشد چوں خِيَاطٌ: سوزن وَنِصَاحٌ: ریسماں کہ بدو بدوزند وَاِكْافٌ: پالان؛ وداغہار نیز باشد چوں صِدَارٌ: داغے کہ بر سینہ شتر باشد وَجَنَابٌ: داغے کہ بر پہلوئے شتر باشد۔۔۔۔۔ وَفِعَالٌ وَفُعَالَةٌ بضم الفاء فضله چیزے را کہ بیندازند، چوں فُتَاتٌ وَرُفَاتٌ: ریزہ ریزہ وَجُذَاذٌ: پارہ پارہ وَكُسَاحَةٌ: خاک فرو رفته وَرُزَالَةٌ: چیزے فرومایہ وَعُصَارَةٌ: کنجارہ۔۔۔۔۔ وَفِعَالَةٌ بکسر الفاء اشتمال را باشد چوں عِصَابَةٌ: سر بند وَقِلَادَةٌ: گردن بند وَعِمَامَةٌ: دستار۔

(۴) فُعْلَة مفعولیت کے لئے ہے: فُعْلَة (بضم فاو سکون عین) یہ وزن مفعول کے معنی ادا کرتا ہے، جیسے ضَحْكَة وہ آدمی جس پر دوسرے لوگ ہنستے ہوں۔ لُعْنَة: وہ شخص جس پر دوسرے لوگ لعنت بھیجتے ہوں۔  
(۵) فِعَالٌ منفعت بخش اشیاء کے لئے ہے: فِعَالٌ (بکسر فاو تخفیف عین) کا وزن مرافق کے لئے آتا ہے۔ مَرَافِقٌ، مِرْفَقٌ کی جمع: کہنی اور منفعت بخش اشیاء اور وہ چیزیں جن سے کاریگر اپنے کاموں میں فائدہ حاصل کرتے ہوں، جیسے خِيَاطٌ: سوئی خِيَاطَةٌ: سینا۔ نِصَاحٌ: دھاگا جس سے سیتے

ہیں۔ نصیحت کا ترجمہ سینا ہے۔ سینا کپڑے کے مختلف ٹکڑوں میں جوڑ اور خوشنمائی پیدا کر دیتا ہے۔ ناصح بھی لوگوں میں نصیحت کے ذریعہ اچھائی پیدا کر کے انہیں خدا سے ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ بہر حال خیاط اور نصاب سینے کے آلات ہوئے۔ ریسماں: دھاگا، رستی۔ اِکاف: پالان جس کو جانور کی پشت پر ڈال کر بیٹھنے کا آرام حاصل کیا جاتا ہے۔

فِعَالٌ نشانات اور داغوں کے لئے بھی ہے: فِعَالٌ کا وزن نشانات اور داغوں میں بھی مستعمل ہے، جیسے صِدَارٌ اُس داغ کو کہتے ہیں جو شتر کے سینہ پر ہو اور جناب اُس داغ کو کہتے ہیں جو اونٹ کے پہلو پر ہو۔

(۷۶) فُعَالٌ اور فُعَالَةٌ فضلہ کے لئے ہیں: فُعَالٌ اور فُعَالَةٌ (بالتاء وبدون تاء، بضم فاو تخفیف عین) چیزوں کے اُن نکمے اور بیکار حصوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں جنہیں عموماً پھینک دیا جاتا ہے یا جن کی کوئی خاص قدر و قیمت نہیں ہوتی جیسے فُتَاتٌ اور رُفَاتٌ: لکڑی یا کسی دوسری چیز کے چھوٹے چھوٹے ریزے جُذَاذٌ: ٹکڑے ٹکڑے۔ کُسَاحَةٌ: جھاڑو سے سمیٹی ہوئی خاک۔ فرورفتہ: جھاڑی ہوئی۔ رُفْتَن (بضم را) بہارنا، جھاڑو دینا۔ خاک رُوب: بھنگی۔ رُزَالَةٌ: ناقص اور بے حقیقت چیز عَصَارَةٌ: کھلی یا پھوک جو تیل نکلنے کے بعد رہ جاتا ہے۔

مزید تفصیل یوں سنئے کہ فَتٌ يَفْتُ از باب نصر۔ فَتٌ کے معنی ریزہ ریزہ کرنا۔ فُتَاتٌ (بضم فا) ہر چیز کا ریزہ یا روٹی کے ریزے فَتِيَتْ: روٹی کا چورا۔ رُفَاتٌ: رُفْتٌ يَرْفُتُ از نصر و ضرب۔ رُفْتٌ کے معنی ریزہ ریزہ کرنا۔ رُفَاتٌ: ریزے۔ جُذَاذٌ: جَذٌّ يَجْذُ جَذًّا: قطع کرنا، توڑنا جُذَاذٌ: ٹوٹے ہوئے ریزے۔ کُسَاحَةٌ: کَسَحَ يَكْسَحُ كَسْحًا: جھاڑو دینا۔ مِکْسَحَةٌ: جھاڑو از باب فح۔ عَصَارَةٌ: عَصَرَ يَعْصُرُ عَصْرًا: نچوڑنا از باب نصر، عَصَارَةٌ: نچوڑ، کھلی، پھوک۔

(۸) فَعَالَةٌ اشتعال کے لئے ہے: فَعَالَةٌ (بکسر فاو تخفیف عین) کا وزن اشتعال کے لئے آتا ہے یعنی جن چیزوں میں گھیرنے اور لپیٹنے کے معنی نکلتے ہیں ان کے لئے یہ وزن مستعمل ہے۔ دیکھئے عَصَابَةٌ سر بند کو کہتے ہیں یعنی وہ مرصع پٹی جو سلاطین اور امراء بطور تاج استعمال کرتے ہیں یا مطلق پٹی یا عمامہ قِلَادَةٌ: گردن بند یعنی ہار عِمَامَةٌ: دستار، پگڑی۔

وَمِفْعَلٌ وَمِفْعَالٌ وَمِفْعَلَةٌ آلہ چیزے را باشد یعنی دست افراز، چوں مِفْتَحٌ وَمِفْتَاحٌ: کلید وَمِسْعَرٌ وَمِسْعَارٌ: آتش سوز وَمِعْرَاجٌ وَمِعْرَاجٌ: نردبان وَمِرْوَحَةٌ: بادزن مِکْنَسَةٌ: جاروب۔

(۹-۱۱) مِفْعَلٌ، مِفْعَالٌ اور مِفْعَلَةٌ آلہ کے لئے ہیں: کام میں ہاتھ کی مدد کے لئے جو آلات استعمال ہوتے ہیں، وہ مِفْعَلٌ، مِفْعَالٌ اور مِفْعَلَةٌ کے اوزان پر ہوتے ہیں۔ دست افراز اسم فاعل سماعی ہے: ہاتھ کا بلند کرنے والا، چوں مِفْتَحٌ: کنجی مِفْتَاحٌ: کنجی۔ مِسْعَرٌ وَمِسْعَارٌ وہ چیزیں ہیں جن سے آگ جلائی جاتی ہے۔ خس و خاشاک، کوڑا کرکٹ، چھپٹیاں۔ آتش سوز، سوختن اور سوزانیدن: جلاانا مِعْرَاجٌ وَمِعْرَاجٌ: نردبان، سیڑھی، مِرْوَحَةٌ: بادزن: پنکھا مِکْنَسَةٌ: جاروب، جھاڑو۔

وَمِفْعَلٌ وَمِفْعَالٌ وَمِفْعِلٌ وَمِفْعِلٌ وَمِفْعِلٌ فاعل را باشد بروجہ مبالغہ چوں مِخْرَبٌ وَمِخْرَابٌ: آل کہ جنگ بسیار کند وَمِغْطَارٌ وَمِغْطِيرٌ: آل کہ عطر بسیار مالد و شَرِيبٌ: آل کہ بسیار آب خورد وَاكْأَلٌ وَاكْأَلٌ: آل کہ بسیار طعام بخورد؛ مذکر و مؤنث در ہمہ یکساں باشد، مگر در فَعَالٌ کہ مؤنث آل فَعَالَةٌ آید

(۱۲-۱۴) چھ اوزان مبالغہ کے لئے ہیں: مِفْعَلٌ، مِفْعَالٌ، مِفْعِلٌ، مِفْعِلٌ (بکسر فاو تشدید عین مکسورہ) فَعَالٌ (بفتح فاو تشدید عین) فَعُولٌ (بفتح فاو تشدید عین)

و ضم عین) یہ چھبوں وزن اسم فاعل مبالغہ کے لئے آتے ہیں۔ جیسے  
مِخْرَبٌ اور مِخْرَابٌ: بڑا لڑاکو۔ حَرْب کے معنی جنگ کرنا۔ مِغْطَارٌ اور  
مِغْطِیرٌ جو عطر زیادہ استعمال کرتا ہو، شَرِيبٌ (بکسر شین و تشدید رائے مکسورہ  
و سکون یا) جو بہت زیادہ پانی پیتا ہو۔ اَكَّالٌ اور اَكُولٌ: جو بہت کھاؤ ہو۔  
ان میں مذکر و مؤنث یکساں ہیں مگر فَعَالٌ کی مؤنث فَعَالَةٌ آتی ہے، جیسے  
اَكَّالَةٌ: بہت کھاؤ عورت۔

و أَفْعَلٌ سہ چیزر باشد اسم صریح چوں اَبْجَلٌ و اَنْحَلٌ: رگہائے کہ ازاں  
خون کشانید، و چشمے کہ سیاہ باشد از سرمہ و صفت چوں اَحْمَرٌ: مردے  
سرخ، و مؤنث او فَعْلَاءٌ، و جمع ایشان فَعْلٌ آید، چوں حَمْرَاءٌ: زنے سرخ  
و حُمْرٌ: مردان و زنان سرخ و تَفْضِيلٌ چوں اَكْبَرٌ: مردے بزرگ تر  
و اَصْغَرٌ: مردے خرد تر، و مؤنث او فَعْلٰی آید چوں كُبْرٰی و صُغْرٰی،  
و جمع مرداں اَفَاعِلٌ، و جمع زناں فَعْلٌ چوں اصاغر و صُغَرٌ۔

(۱۸) اَفْعَلٌ کا وزن تین معنی کے لئے ہے: اَفْعَلٌ (بفتح ہمزہ و سکون فا  
و فتح عین) کا وزن تین معنی کے لئے ہوتا ہے یعنی تین قسم کے معانی میں اس  
کا استعمال ہوتا ہے۔

ایک اسم صریح کے موقعہ پر یعنی خالص اسمیت کے لئے کہ اس میں  
صفتیت کے معنی نہیں ہوتے، جیسے اَبْجَلٌ اور اَنْحَلٌ یہ رگیں ہیں جن سے  
خون لیا جاتا ہے یعنی فصد کھولی جاتی ہے۔ اَبْجَلٌ اونٹ گائے گھوڑے کی  
اَنْحَلٌ کے مقابلہ کی رگ، جو انسان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ غرض اَبْجَلٌ  
اور اَنْحَلٌ دونوں ایک ہیں انسان کے ہاتھ میں اس رگ کا نام اَنْحَلٌ ہے  
اور مذکورہ بالا جانوروں کے ہاتھ میں اس کا نام اَبْجَلٌ ہے۔ اور  
اَنْحَلٌ اس آنکھ کو بھی کہتے ہیں جو سرمہ کے باعث سیاہ ہو، اس صورت میں  
یہ کُحْل سے ماخوذ ہوگا کُحْلٌ: سرمہ۔ اَنْحَلٌ: سرنگیں چشم اس تقدیر پر



اَنحَلَ خالص اسم کی مثال نہ ہوگی بلکہ جیسے حُمْرَة لون و وصف ہے ایسے ہی سر مگینی چشم بھی وصف ہے۔

مصنف کا سہو: یہاں مصنف رحمہ اللہ سے سہو ہوا ہے اَنحَلَ کا ترجمہ سر مگیں چشم کرنا چاہئے تھا یعنی جو پیدائشی سر مگیں ہو، نہ یہ کہ جن میں سرمہ بھر کر سیاہی پیدا کی گئی ہو، واللہ اعلم۔

دوسرا صفت کا موقع ہے جس میں أَفْعَل کا وزن مستعمل ہے، جیسے أَحْمَرُ: سرخ مرد حَمْرَاءُ: سرخ عورت بَرُوزَن فَعْلَاءُ. حُمْرُ بَرُوزَن فُعْلُ جمع مذکر و مؤنث۔ مرد اور عورتیں سرخ۔ یعنی أَفْعَل صفت میں مذکر اور مؤنث کے لئے جدا جدا اوزان مستعمل ہیں۔ اسی طرح مفرد اور جمع کے وزن بھی جدا جدا ہیں۔ البتہ أَفْعَل صفت میں جمع کا وزن مذکر اور مؤنث میں مشترک ہے۔

تیسرا موقع جہاں وزن أَفْعَل کا استعمال ہوتا ہے، تفصیل کا ہے یعنی جہاں دو متقابلین میں سے ایک کا اس کے مقابلہ کی چیز میں زائد ہونا اور دوسرے کا ناقص ہونا دکھانا ہو تو اس کو وزن أَفْعَل لا کر دکھاتے ہیں مثلاً زَيْدٌ أَكْبَرُ مِنْ عُمَرَ یعنی زید بہ لحاظ عمر یا بلحاظ فضل عمر سے بڑا ہے۔ مردے بزرگ تر: زیادہ بڑا۔ اصغر زیادہ چھوٹا مرد۔ مردے کی یا وحدت کے لئے ہے تنکیر کی یا نہیں ہے کیونکہ تفصیل میں متقابلین مذکور ہوتے ہیں اور وہ معروف ہوتے ہیں جیسے بَكْرٌ أَفْضَلُ مِنْ خَالِدٍ، رَجُلٌ أَفْضَلُ مِنْ امْرَأَةٍ یہاں مقابلہ مرد اور عورت کا ہے یعنی صنف کا صنف سے۔ صنف رَجُل، صنف امْرَأَة سے افضل ہے اور یہ دونوں بہ لحاظ صنف متعین ہیں۔

افْعَل تفصیل کی مؤنث فُعْلٰی کے وزن پر ہوگی، جیسے اکبر کی مؤنث کُبْرٰی، اصغر کی مؤنث صُغْرٰی، تفصیل میں مذکر اور مؤنث کی جمع بھی الگ الگ صیغوں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ مذکر کی جمع کا وزن أَفَاعِلُ ہے جیسے اکبر سے أَكَابِرُ، اصغر سے أَصَاغِرُ اور مؤنث کی جمع کا وزن

فَعْلٌ ہے بضم فاو فتح عین، جیسے صَغْرٰی سے صَغْرٌ، کُبْرٰی سے کُبْرٌ۔

وَفَعِلٌ مصدر رابا شد چوں نَذِیرٌ: بیم کردن و نَکِیرٌ: ناشناختہ کردن و فاعل پنج باب رابا شد از ثلاثی مجرد، چوں قَدِیرٌ و عَلِیمٌ و کَرِیمٌ و شَفِیعٌ و حَرِیصٌ و افعال را چوں اَلِیمٌ و حَکِیمٌ و تَفَعِلٌ را چوں بَشِیرٌ و مُفَاعِلَةٌ را چوں نَدِیمٌ، و افتعال را چوں فَقِیرٌ، و مفعول پنج باب رابا شد از ثلاثی مجرد، چوں قَتِیلٌ و صَرِیعٌ و حَصِیدٌ و حَمِیدٌ و حَنِیدٌ و افعال را چوں حَکِیمٌ ای مُحَکَمٌ و عَتِیقٌ ای مُعْتَقٌ، و تَفَعِلٌ را چوں و کِیلٌ ای مُوَكَّلٌ و مُفَاعِلَةٌ را چوں غَدِیرٌ ای مُغَادِرٌ، و استفعال را چوں شَهِیدٌ ای مُسْتَشْهِدٌ۔

(۱۹) فَعِلٌ کا وزن بھی تین معنی کے لئے ہے: (۱) فَعِلٌ کا وزن مصدر کے موقع پر بھی آتا ہے، جیسے نَذِیرٌ: ڈرانا۔ بیم کا ترجمہ خوف ہے نکیر: انجان ظاہر کرنا یا اجنبی دکھانا۔

(۲) اور یہی فَعِلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کے ابواب خمسہ ضرب، نصر، سمع، کرم، فتح کے فاعل کے موقع پر بھی مستعمل ہوا ہے یعنی ان پانچوں بابوں میں فاعل کے معنی بھی ادا کرتا ہے۔ دیکھئے قَدِیرٌ از باب ضرب بمعنی قدرت والا عَلِیمٌ از باب سمع بمعنی جاننے والا کَرِیمٌ: بزرگ، عزت دار، از کرم، شَفِیعٌ: سفارش کرنے والا، از فتح، حَرِیصٌ: حرص کرنے والا، از نصر۔ اور فَعِلٌ کا وزن ثلاثی مزید کے ابواب میں سے افعال، تفعیل، مفاعله اور افتعال میں بمعنی فاعل آیا ہے چنانچہ افعال میں اَلِیمٌ، مُوَلِّمٌ کے معنی میں ہے یعنی درونماک۔ حَکِیمٌ بمعنی مُحَکَمٌ ہے یعنی حکمت والا، اپنے کاموں کو مضبوط رکھنے والا أَحَکَمٌ يُحَکِمُ احْکَامًا: استوار کرنا۔ تَفَعِلٌ میں بَشِیرٌ مُبَشِّرٌ کے معنی میں ہے یعنی خوش خبری دینے والا بَشْرٌ یَبْشُرُ تَشْشِیرًا: بشارت دینا۔



(۲۰) فَعُولُ کا وزن دو معنی کے لئے ہے: (۱) فَعُولُ کا وزن ثلاثی مجرد میں فاعل کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ چنانچہ سابق میں اس کا ذکر ہو چکا ہے، جیسے اَكُولُ کے معنی اَكِلُ (کھانے والا) مذکور ہو چکے ہیں۔

(۲) ثلاثی مجرد کے تین باب نصر، سمع، ضرب سے فَعُولُ بمعنی مفعول آیا ہے، یعنی ان تینوں بابوں سے فَعُولُ کے وزن پر بھی مفعول آیا ہے، چنانچہ نصر سے حَلُوبُ بمعنی مَحْلُوبُ: شیر، دوشیدہ دودھ حَلَبَ يَحْلُبُ حَلْبًا: دودھ دوھنا \_\_\_\_\_ سمع سے رَكُوبُ بمعنی مَرَكُوبُ: سواری رَكِبَ يَرَكِبُ رَكْبًا: سوار ہونا رَاكِب: سوار \_\_\_\_\_ ضرب سے حَمُولُ بمعنی مَحْمُولُ: اٹھایا گیا حَمَلَ يَحْمِلُ حَمَلًا: اٹھانا حامل: اٹھانے والا۔

اور مزید میں افعال اور تفعیل کا مفعول بھی فَعُولُ کے وزن پر آیا ہے چنانچہ افعال میں رَسُولُ مُرْسَلُ (فرستادہ) کے معنی میں ہے اَرْسَلَ يُرْسِلُ اِرْسَالًا: بھیجنا اور وَجُودُ بمعنی مُوجَدٌ ہے اَوْجَدَ يُوجَدُ اِنْجَادًا پیدا کرنا، موجود کرنا، مُوجَدٌ: پیدا شدہ، مخلوق اور تفعیل میں سَخُونُ بمعنی مُسَخَّنٌ (گرم پانی) ہے سَخَنَ يُسَخِّنُ تَسَخِينًا: پانی گرم کرنا۔ اور فَعُولُ میں مذکور مؤنث یکساں ہیں۔

فَاعِلٌ جائے ہست کہ بمعنی مفعول ست، چوں مَاءٍ دَافِقٌ اُی مَدْفُوقٌ۔  
ومفعول جائے ست کہ بمعنی فاعل ست، چوں اِذَا الْمَوْءُ وَدَّةٌ سَلَّتْ اُی  
الوَائِدَةُ وَاِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهُ مَاتِيًا اُی اَتِيًا۔

(۲۱) فاعل کسی جگہ مفعول کے معنی دیتا ہے: فَاعِلٌ کا وزن کسی جگہ مفعول کے معنی دیتا ہے۔ چنانچہ مَاءٍ دَافِقٌ میں دَافِقٌ بمعنی مَدْفُوقٌ ہے۔  
دَفِقَ کے معنی بکھیرنا، بہانا، مدفوق: کودتا ہو پانی یعنی منی جو کود کر نکلتی ہے۔  
(۲۲) مَفْعُولٌ کسی جگہ فاعل کے معنی دیتا ہے: مَفْعُولٌ بھی بعض

جگہ فاعل کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ مِمَّنْ مَوْؤُدَةٌ بِمَعْنَى وَائِدَةٌ ہے۔ مَوْؤُدَةٌ: وہ بچی جو زندہ در گور کر دی گئی ہو اور وائِدَةٌ: وہ عورت جو اسے زندہ دفن کرتی ہو۔ قیامت میں وائِدَةٌ سے جواب طلب ہو گا کہ اس نے یہ سفاکانہ فعل کیوں کیا تھا؟ مَوْؤُدَةُ بیچاری کا کیا قصور جو اس سے سوال ہو؟! ترجمہ آیت کریمہ کا یہ ہے: ”یاد کرو اس وقت کو جبکہ زندہ در گور کرنے والی عورت سے سوال ہو گا کہ مَوْؤُدہ کو کس جرم کے پاداش میں قتل کیا تھا“

دوسری آیت إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًا (بلا شک اس کا وعدہ آکر رہے گا) یہاں مَأْتِيٌ مفعول ہے مگر بمعنی آتِ اسم فاعل واقع ہے۔ مَأْتِيٌ بروزن مَرْمِيٌّ۔ اَتَى يَأْتِي اِتْيَانًا: آنا فہو آتِ اصل میں مَأْتَوِيٌّ تھا بقاعدہ سَيِّدٌ واو کو یا کر کے یا میں ادغام کر دیا اور تا کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔

### فصل دوم در بیان اجناس اسماء

اجناس، جنس کی جمع ہے یعنی اسم کے اقسام کا بیان۔

اسم بر دو گونه است: متمکن و غیر متمکن اسم مُتَمَكِّنٌ: آل باشد کہ در آخر او، سہ حرکت و تنوین در آید، چوں زیدٌ ورجلٌ، و اسم غیر متمکن: آل باشد کہ یک حالت را لازم گرفته باشد، چوں انت و کیف و حیث \_\_\_\_\_ اسم متمکن کم از سہ حروف و زیادہ از پنج حروف نباشد، مگر از پس حذف و زیادت \_\_\_\_\_ و غیر متمکن کم از یں و زیادہ از یں می باشد، چوں كَ و مِنْ و هُوْلَاءِ۔

### دوسری فصل اسماء کی قسموں کے بیان میں

اسم متمکن اور غیر متمکن: اسم کی دو قسمیں ہیں: مُتَمَكِّنٌ اور غیر متمکن (۱) متمکن: وہ اسم ہے جس کے آخر میں تینوں قسم کی حرکتیں یعنی ضمہ، کسرہ

فَتْحہ اور تنوین آسکے یعنی ہر قسم کی حرکت کی قابلیت رکھتا ہو کسی حرکت سے  
 اِباء اور انکار نہ ہو، ہر عامل اپنے منشاء کی حرکت لاسکے۔ تَمَكُنْ کے معنی ”جگہ  
 دینا“ ہیں۔ اسے متمکن اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ ہر قسم کی حرکت کو جگہ  
 دیدیتا ہے۔ خواہ وہ اسم معرفہ ہو جیسے زید یا نکرہ ہو جیسے رجل، یہ دونوں ایسے  
 اسم ہیں کہ ان پر عامل رافع آئے تو ان کے آخر کو مرفوع کر دے جیسے جاء نى  
 زید ورجل، عامل ناصب آئے تو آخر پر نصب لے آئے، جیسے رأیتُ زیداً  
 ورجلاً اور عامل جار ہو تو وہ اپنی طرف پھینچ کر مجرور کر دے، جیسے مودتُ  
 بزید ورجل۔

(۲) غیر متمکن: وہ اسم ہے جو ایک حالت پر قائم رہے۔ اس پر عوامل کا کوئی اثر  
 نہ پڑتا ہو۔ اگر آخر مبنی بر فتح ہو تو ہر حال میں فتح باقی رہے اور مبنی بر ضم ہو تو  
 ضمہ کبھی نہ بدلے۔ اب یوں سمجھ لو کہ متمکن تو اسم معرب کو کہتے ہیں اور  
 غیر متمکن مبنی کو۔

اسم متمکن کم از کم سہ حرفی اور زیادہ سے زیادہ پنج حرفی ہوتا ہے: اسم متمکن اپنی  
 اصلی حالت کے اعتبار سے کم از کم تین حرف والا اور زیادہ سے زیادہ پنج حرفی  
 ہوتا ہے۔ البتہ حذف کے بعد سہ حرفی سے دو حرفی اور زیادت کے بعد پنج حرفی  
 سے شش حرفی، ہفت حرفی، ہشت حرفی، تک ہو سکتا ہے۔ ہم حذف اور زیادت کی  
 امثلہ بیان کر چکے ہیں۔

اسم غیر متمکن سہ حرفی سے کم اور پنج حرفی سے زیادہ بھی ہوتا ہے: اور غیر  
 متمکن اسم سہ حرفی سے کم بھی ہوتا ہے اور پنج حرفی سے زیادہ بھی دیکھئے ك  
 حروف جارہ میں تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ یک حرفی ہے۔ اسی طرح حروف جارہ میں  
 مِّنْ دو حرفی ہے عداً سہ حرفی حاشاً چار حرفی اور هؤلاء (اسم اشارہ) چھ حرفی۔

مصنف نے صرف کم از سہ حرفی اور زائد از پنج حرفی کی مثالیں ذکر فرمائیں  
 ہیں اور اسی کی ضرورت بھی تھی۔ اسی سے اسم متمکن اور اسم غیر متمکن کا فرق ظاہر ہوتا  
 ہے۔ ہم نے تنہما للبحث دوسری امثلہ بھی ذکر کر دیں۔

﴿فائدہ﴾ اسم متمکن کی دو قسم ہیں: منصرف اور غیر منصرف، منصرف پر کسرہ اور تنوین بھی آتی ہے اسی لئے اس کو اَمْكَن بھی کہتے ہیں کہ اعراب کے قبول کرنے میں اپنے مقابل غیر منصرف سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ برخلاف غیر منصرف کے کہ اس پر اسباب منع صرف کی بنا پر۔۔۔ جن کی تعداد نو ہے اور کتب نحو میں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔۔۔ کسرہ اور تنوین نہیں لاسکتے۔ اگرچہ اصل اسمیت کے لحاظ سے غیر منصرف میں بھی کسرہ اور تنوین کی قابلیت موجود ہوتی ہے۔ اور محض اسی لحاظ سے اس کو متمکن کی قسم قرار دیا گیا ہے، ورنہ فقدان قابلیت کی صورت میں غیر منصرف کو متمکن کا فرد قرار دینا قطعاً غلط ہوگا، کیونکہ متمکن تعریف میں اعراب سہ گانہ اور تنوین کا اس پر آنا ماخوذ ہے واللہ اعلم۔

واسم مشتق آں باشد کہ ماخوذ باشد از اسمے دیگر، چوں سَمَاء کہ ماخوذست از سَمُو۔ و دُنْيَا کہ ماخوذست از دُنُو، بسبب قربِ او مآ، و بعد از آخرت۔۔۔ اسم جامد آں باشد کہ ماخوذ نہ باشد از کلمتے، چوں رَجُلٌ و رَجُلٌ۔۔۔ واسم دخیل: آں باشد کہ از سخن عرب نہ باشد، و در میان سخن عرب کار بستہ باشد، چوں فِرْدَوْس کہ ایں کلمہ رومی ست۔۔۔ و ضدِ آں اصلی ست چوں الْجَنَّةُ۔۔۔ اسم مُعَرَّب: آن باشد کہ کلمہ عجمی باشد، و بعضے حروف اور ابدل کنند، تا عبر بیت نزدیک گردد، و کار بندد، چوں صَنْجٌ و شَنْجَرَفٌ و فِرْدَوْزَجٌ در تعریب چنگ و شگرف و پیروزہ گویند۔۔۔ و ضدِ وے عربی ست۔

اسم متمکن کے اقسام: مشتق، جامد، دخیل، مُعَرَّب یہ تمام اسم متمکن کے اقسام ہیں۔  
(۱) اسم مشتق: اشتقاق کے معنی ہیں ایک چیز سے دوسری چیز کو نکالنا۔ پس مشتق وہ اسم ہو جو کسی دوسرے اسم سے ماخوذ ہو، مثال لفظ سَمَاء کو لیجئے۔ جس کے معنی آسمان، چھت، سائبان وغیرہ ہیں۔ یہ اسم مشتق ہے سَمُو سے سَمُو کے معنی بلندی کے ہیں سماء اور سمو کی مناسبت ظاہر ہے۔۔۔ یَا دُنْيَا

کہ ڈنُو سے ماخوذ ہے جس کے معنی قرب کے ہیں۔ چونکہ دنیا ہم سے قریب تر ہے اور آخرت سے بعید، لہذا اس کام نام ڈُنْیا ہو گیا۔ مصنف رحمہ اللہ نے ”بسبب قرب او بما و بعد از آخرت“ فرما کر دنیا اور ڈُنُو کی مناسبت اور دنیا کی وجہ تسمیہ بتادی۔ نسخہ میں بما کی جگہ بمال چھپ گیا ہے۔ یہ غلط ہے۔

(۲) اسم جامد: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے کلمہ سے ماخوذ نہ ہو۔ اخذ کے معنی لینا ماخوذ لیا گیا یعنی ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے کلمہ میں کچھ تصرف کر کے اسے بنا لیا ہو، جیسا کہ مصادر سے مشتقات بنانے کے لئے کچھ تصرفات کر کے اس کو مختلف سانچوں میں ڈھال لیا جاتا ہے۔ جامد کے لئے ایسا کوئی مادہ اور اصل نہیں ہوتی، جسے ڈھال ڈھول کر اس میں مختلف شکلیں پیدا کر دی جائیں۔ وہ تو ابتداءً ایک وضع پر بنایا جاتا ہے۔ پھر جس طرح وہ کسی اسم سے مشتق نہیں ہوتا اسی طرح دیگر اسماء بھی اس سے مشتق نہیں ہوتے۔ مراد فاعل، مفعول، ظرف اور ان کے امثال، دیگر مشتقات ہیں۔ چوں رَجُلٌ، مرد رَجُلٌ (تصغیر) چھوٹا مرد۔

(۳) اسم دخیل: وہ اسم ہے جو اصل میں کلام عرب سے نہ ہو۔ لیکن عرب میں کام جمائے ہوئے ہو یعنی غیر زبان کا لفظ جس کو عرب نے اپنی زبان میں اس طرح شامل کر رکھا ہو، گویا وہ بھی انہیں کی زبان کا کوئی کلمہ ہے مثلاً اس پر ہر قسم کے اعراب کا اجرا اس کی جمع وغیرہ بنانا الی غیر ذلک۔ مثال میں لفظ فِرْدَوْس کو لیجئے کہ اصل میں یہ رومی زبان کا کلمہ ہے بمعنی بُستان یعنی باغ۔ مگر عربی زبان میں اس طرح گھل مل گیا ہے کہ اس میں اور دوسرے خالص عربی کلمات میں کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔ قرآن عزیز میں، احادیث نبوی میں اس کا استعمال موجود ہے۔ دخیل کے معنی گھسا ہوا یا جگہ لینے والا اور مداخلت کرنے والا یعنی بمعنی مفعول یا بمعنی فاعل دونوں طرح پر ہو سکتا ہے۔

اصلی کلمہ یا اصلی اسم: دخیل کے مقابل کلمہ کو اصلی کلمہ یا اصلی اسم کہا جاتا ہے مثلاً الْجَنَّةُ بمعنی باغ۔ یہ خالص عربی کلمہ ہے اور فردوس عجمی، معنی دونوں کے ایک ہی ہیں یعنی باغ۔ ضد بمعنی مقابل۔



(۴) اسم معرب: بضم میم و فتح عین و تشدید ا اسم مفعول ہے باب تفعیل کا، تَعْرِيبُ کے معنی عجمی کو عربی کلمہ بنانا) اسم معرب وہ اسم ہے کہ جو اصل میں عجمی کلمہ ہو اور اس میں محض حروف کار دو بدل کر کے اسے عربیت کے قریب کر لیا ہو، تاکہ عربی محاورات میں وہ فٹ ہو سکے۔ کار بند کے یہی معنی ہیں یعنی عربی زبان میں کام دے سکے۔ مثال صَنْجُ (بفتح صاد و سکون نون و در آخر جیم) یہ چنگ (بفتح جیم فارسی و سکون نون) کی تعریب ہے چ کو ص سے اور گ کو جیم سے بدل کر عربی زبان میں شامل کر لیا گیا۔ چنگ: ایک ساز ہے جو بجایا جاتا ہے۔ یاشَنْجُ رَفِیْہ شکر ف کا معرب ہے۔ یافِیْرُ وُزَجُ یہ پیروزہ کا معرب ہے۔ فیروزہ ایک قیمتی پتھر ہے جس کا نگینہ انگوٹھیوں اور دوسرے قیمتی زیورات میں جڑتے ہیں۔

تعریب کے متعدد طریقے ہیں: مصنف رحمہ اللہ نے تعریب کا ایک ہی طریقہ ذکر فرمایا۔ حالانکہ تعریب میں اور کئی طرح کے عمل ثابت ہیں (۱) تغیر حرکت، جیسے دہلیز سے دِہْلِیز، اصل میں دال کا فتح تھا، تعریب میں صرف فتح کو کسرہ سے بدل دیا اور کوئی تصرف نہیں ہوا۔ مِیْدَانِ فارسی میں بفتح میم تھا عربی میں میم کو مکسور کر لیا۔

(۲) دوسرا طریق حذف حرف کا ہے فہرست کی تعریب فِہْرَسٌ میں تاڑ گئی (۳) ایک طریق زیادت کا بھی ہے چنانچہ دیبا ایک قسم کا ریشم ہے، اس میں جیم بڑھا کر دِیْبَاج کر لیا گیا۔ والتفصیل فی المطولات۔

دخیل اور معرب میں فرق: بیان سابق سے اسم دخیل اور اسم معرب کا فرق آسانی سمجھ میں آسکتا ہے دخیل میں غیر عربی کلمہ بجنسہ عربی زبان کا جز بنتا ہے مگر معرب میں اس کو مختلف قسم کے تصرفات کے بعد عربیت کے سانچہ میں ڈھال کر استعمال کرتے ہیں، بجنسہ استعمال میں نہیں لاتے۔

عربی کلمہ: معرب کا مقابل کلمہ عربی کلمہ کہلاتا ہے۔

واسم مذکر آل ست کہ موضوع نہ باشد از جہت مؤنث، و در و علامت

تانیث نہ باشد، چوں رَاسٌ وَحَجَرٌ وَبَيْتٌ ——— واسم مَوْنِثٌ آں باشد کہ موضوع باشد از جهت مَوْنِث، چوں اِمْرَأَةٌ وَنَاقَةٌ وَآتَانٌ ویا درو علامت تانیث باشد ——— و علامت تانیث سہ چیزست تائے زائدہ کہ دروقف ہا شود، چوں رَحْمَةٌ وَحَسَنَةٌ وَضَارِبَةٌ والف ممدودہ زائدہ چوں حَمْرَاءُ وَصَفْرَاءُ وَصَحْرَاءُ والف مقصورہ زائدہ چوں حُبْلَى وَذِکْرَى وَبُشْرَى وَغَضَبَى۔

### اسم مذکر اور اسم مَوْنِث

یہاں سے بہ لحاظ تذکیر و تانیث اسم کی تقسیم کرتے ہیں۔  
اسم مذکر وہ اسم ہے جو کسی مَوْنِث کے لئے موضوع نہ ہو اور اس میں تانیث کی علامت بھی نہ ہو یعنی نہ تو وہ کسی مَوْنِث کا نام ہو اور نہ کوئی تانیث کی علامت اس میں موجود ہو، جیسے تائے تانیث یا الف مقصورہ یا ممدودہ غرض ظاہری اور باطنی ہر قسم کی تانیث سے دور ہو، جیسے راس: سر حجرو: پتھر بیت گھر۔  
اسم مَوْنِث وہ اسم ہے کہ جس کی وضع مَوْنِث کے لئے ہو یا اس میں کوئی تانیثی علامت موجود ہو۔ اِمْرَأَةٌ: عورت نَاقَةٌ: اونٹنی اَتَانٌ: گدھیا، مادہ خر۔ ان کی وضع مَوْنِث کے لئے ہے۔ اِمْرَأَةٌ مرد کو، نَاقہ شترنر کو اور اَتَان گدھے کو نہیں کہہ سکتے اِمْرَأَةٌ اور نَاقَةٌ کی تاوقتیکہ حالت میں ہا نہیں ہو جاتی، اس لئے اس تا کو تانیث کی علامت نہیں قرار دیا۔ ورنہ یہ امثلہ آخر میں مذکور ہوتیں۔  
علامات تانیث: تانیث کی تین علامت ہیں (۱) تائے زائدہ جو وقف میں ہا ہو جاتی ہے جیسے رَحْمَةٌ (مہربانی) حَسَنَةٌ (نیکی، بھلائی) ضَارِبَةٌ (مارنے والی عورت) کی تا — (۲) الف ممدودہ زائدہ: جیسے حَمْرَاءُ: سرخ عورت صَفْرَاءُ: زرد عورت صَحْرَاءُ: جنگل — (۳) الف مقصورہ زائدہ: جیسے حُبْلَى: حاملہ عورت ذِکْرَى: یاد کرنا بُشْرَى: خوش خبری دینا غَضَبَى: غصہ ناک عورت

زائدہ کی قید کا منشا یہ ہے کہ ان کا الحاق محض کلمہ کو مَوْنِث بنانے کے لئے ہو، اصل بنا کا جزء نہ ہو۔

بد اں کہ کلمہ چند باشد کہ آل را مَوْنِث دارند، اگرچہ در علامت تانیث نیست، و آل را مَوْنِث سماعی گویند، چو اَرْضٌ و بَیْرٌ و جَحِیْمٌ و اَسْمَاؤُهَا و حَالٌ و حَرْبٌ و خَمْرٌ و اَسْمَاؤُهَا و دَارٌ و دَلْوٌ و رَحِمٌ و رِیْحٌ و اَسْمَاؤُهَا و سِلْمٌ و صَعُوْدٌ و عَجْزٌ و عَیْنٌ و عَرَضٌ و عَصَا و عَقْرَبٌ و عَنكَبُوْتٌ و عَیْرٌ و قِدْرٌ و قُدَّامٌ و قَوْسٌ و کَاسٌ و کَبِدٌ و نَارٌ و نَحْلٌ و نَفْسٌ و وِرَاءٌ و یَمِیْنٌ۔ و از اعضائے آدمی ہرچہ مزدوج است، چوں یَدٌ و عَیْنٌ و اَصْبَعٌ و مانند آل جز حَاجِبِیْن و خَدَّیْن ———— و در بعضے کلمات تذکیر و تانیث ہر دو آمدہ است چوں ذَنْوَبٌ و سَبِیْلٌ و سُوْقٌ و صَاعٌ و سُلْطَانٌ و صُوْفٌ و جَانِحٌ و صَوَاعٌ و طَاغُوْتٌ و عُنُقٌ و فِرْدَوْسٌ و لِسَانٌ و مَنُوْنٌ و مَنَجْنُوْنٌ و هُدًی۔

## مَوْنِث سماعی کا بیان

یہاں تک قیاسی مَوْنِث کا ذکر تھا، جس کا حاصل یہ تھا کہ جس اسم کو مَوْنِث بنانا ہو، اس کے آخر میں علامات مذکورہ تانیث میں سے کوئی ایک علامت لگادی جائے بس وہ مَوْنِث بن گیا لیکن مَوْنِث کی ایک اور قسم بھی ہے جسے مَوْنِث سماعی کہتے ہیں اس کا مدار اہل زبان کے استعمال پر ہے وہاں قاعدہ قانون کا کام نہیں۔ اسی کے متعلق مصنف نے بدانکہ سے تمہید اٹھائی ہے۔ فرماتے ہیں: چند کلمے ہیں کہ ان کو اہل زبان مَوْنِث رکھتے ہیں یعنی مَوْنِث کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اگرچہ بظاہر ان میں تانیث کی علامت موجود نہیں۔ ایسے کلمات مَوْنِث سماعی کہلاتے ہیں یعنی اہل زبان سے مَوْنِث سنے گئے ہیں اور ظاہر ہے کہ بمعاملہ تذکیر و تانیث کلمہ، اصل تو اہل زبان کا فیصلہ اور ان کا عمل ہے قواعد بھی ان کے تعامل کو دیکھ کر بنائے جاتے ہیں وہ کلمات یہ ہیں۔

أَرْضٌ (زمین) بِنْرٌ (کنواں) جَحِيمٌ (دوزخ کا طبقہ ہے) وَأَسْمَاؤُهَا  
 اور دوزخ کے طبقاتی نام سَقَرٌ، لَظَى، حُطْمَةٌ، هَاوِيَةٌ، جَهَنَّمَ. حَالٌ (حالت  
 کیفیت) حَرْبٌ (جنگ) خَمْرٌ (شراب) اور شرَابُ کے اسماء جو حاشیہ پر  
 مسطور ہیں (مُدَامٌ، رَاحٌ، صَهْبَاءٌ، رَحِيقٌ، بَكْرٌ، سَلْسَبِيلٌ، طَلَاءٌ وغیرہ) دَارٌ  
 (حویلی) ذَلْوٌ (ڈول) رَحِمٌ (بچہ دان) رَنِيحٌ (ہوا) اور اس کے مختلف نام جو  
 حاشیہ پر مکتوب ہیں (عَقِيمٌ، صَرَصَرٌ صَبَا، دَبُورٌ جنوب، شمال عاصف،  
 قاصف) سِلْمٌ (صلح) صَعُوْدٌ (جہنم کا ایک پہاڑ ہے) عَجَزٌ (سرین) عَيْنٌ  
 (آنکھ) عَرْضٌ (سامان) عَصَا (لاٹھی) عَقْرَبٌ (بچھو) عَنكَبُوتٌ  
 (مکڑی) عَيْرٌ (قالہ) قِدْرٌ (ہانڈی) قُدَّامٌ (سامنے) قَوْسٌ (کمان) كَاسٌ  
 (شراب کا پیالہ) كَبَدٌ (جگر) نَارٌ (آگ) نَحْلٌ (شہد کی مکھی) نَفْسٌ (ذات)  
 وَرَاءُ (آگے پیچھے) يَمِينٌ (داهنا) اور انسانی اعضاء میں جو جوڑ جوڑ (ڈبل)  
 ہیں، جیسے يَدٌ (ہاتھ) عَيْنٌ (آنکھ) اصْبَعٌ (انگلی) اور اس کے امثال، جیسے  
 أُذُنٌ (کان) — اس حکم سے حَاجِبِينَ (بھویں) اور خَدَّيْنِ (گال) مَشْتَبِي  
 ہیں کہ یہ مزدوج ہیں مگر مذکر ہیں۔

مذکر و مؤنث کلمات: اور بعض کلمات میں مذکر اور تانیث دونوں منقول  
 ہیں، جیسے ذُنُوبٌ (پانی سے بھرا ہوا ڈول) سَبِيلٌ (راستہ) سُوقٌ (بازار)  
 صَاعٌ (ایک پیمانہ ہے ۲۷۰ تولہ کا، جو ۳ کلو ایک سواڑ تالیس گرام اور بیس  
 پونٹ ہوتا ہے) سُلْطَانٌ (بادشاہ) صُوفٌ (اون) جَانِحٌ (سینہ کے قریب کا  
 پہلو) صَوَاعٌ (ایک پیمانہ ہے) طَاغُوتٌ (بڑا سرکش) عُنُقٌ (گردن) فِرْدَوْسٌ  
 (بہشت) لِسَانٌ (زبان) مَمُونٌ (موت) مَنجُونٌ (رہٹ) هُدًى (ہدایت)

---

واسم ملحق آں باشد کہ ثلاثی را بزیادت حرفے بروزن رباعی کردہ باشند،  
 ویا رباعی را بزیادت حرفے بروزن خماسی کردہ باشند، چوں کَوْنُوْرٌ کہ ملحق ست  
 بہ جَعْفَرٌ، وَرَمْدٌ کہ ملحق ست بہ زَبْرَجٌ، وَعَقَنْقَلٌ کہ ملحق ست بہ سَفَرٌ جَلٌ۔

---

اسم ملحق: وہ اسم ہے کہ اصل ثلاثی میں ایک حرف بڑھا کر اس کو ہم وزن رباعی کر لیا ہو، یا رباعی مجرد کو باضافہ حرف، خماسی کا ہم وزن کر لیا ہو۔ معلوم ہوا کہ الحاق کا مقصد ایک اسم کو باضافہ حرف دوسرے اسم کا مماثل بنانا ہے، خواہ اضافہ کے باعث اس میں ملحق بہ کے معنی سے علاوہ کوئی اور معنی پیدا ہوں یا نہ ہوں، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ قبل از زیادت وہ لفظ با معنی بھی ہو۔

غیر الحاقی زیادتی خاص معنی پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے: غیر الحاقی زیادت میں زیادت کا مقصد کسی خاص معنی کا پیدا کرنا ہوتا ہے مثلاً فَعَلَ کے اول میں میم مکسور بڑھاتے ہیں اور مِفْعَل کہتے ہیں تو آلہ فعل کے معنی حاصل کرتے ہیں۔ اور میم مفتوح بڑھاتے ہیں تو ظرف کے معنی مقصود ہوتے ہیں۔ یا تَفْضیل کا ہمزہ ابتداء میں زائد کیا جاتا ہے تو معنی تفضیلی حاصل کرنے کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح افعال کا ہمزہ، تفعیل میں عین کی تضعیف، استفعال میں سین کا اضافہ، انفعال کا نون خاص خاص معانی ادا کر رہے ہیں، جو قبل از زیادت حاصل نہ تھے۔

الحاق میں زیادت کا مقصد توازن ہوتا ہے: بہر حال الحاق میں بھی کہیں جدید معنی حاصل ہوں گے مگر وہ مقصود میں داخل نہیں، مقصود تو محض ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے موازن کرنا ہے اور بس۔ اور جب مقصود توازن ہے تو یہ بھی ضروری ہوا کہ حرکات و سکنات و نیز مواقع زیادت میں اس بات کا پورا لحاظ رہے کہ جس کے برابر لے جانا چاہتے ہو اس سے کسی نہج اس کی وضع مختلف نہ ہو۔ محض حروف کی تعداد کا برابر کر دینا الحاق کے لئے ناکافی ہوگا۔ جب تک کہ حرکت کے مقابل حرکت اور سکون کے مقابل سکون نہ لایا جائے، بلکہ نوع حرکت کا توافق بھی لازم ہے کہ ضمہ کے مقابل ضمہ ہو اور فتح کے مقابل فتح اور کسرہ کے مقابل کسرہ ہو۔

الحاقی زیادتی صرف ثلاثی اور رباعی میں ہوتی ہے: یہ الحاقی زیادت صرف ثلاثی اور رباعی میں ہوتی ہے، خماسی میں ایسی کوئی زیادتی نہیں کر سکتے کیونکہ ابنیہ اسم

میں کوئی سدا اسی بنا نہیں جس کے ساتھ خماسی کا الحاق کیا جائے۔  
 امثلہ: (۱) کوثر میں واو الحاقی ہے کثر کو جعفر کے وزن پر لانے کی غرض سے  
 واو بڑھا کر کوثر بنا لیا۔ معنی کثر اور کوثر کے ایک ہی ہیں یعنی بہتات  
 (۲) رمدہ میں ایک دال الحاقی ہے یہ ذہوج سے تعلق ہے ذہوج کے معنی  
 آرائش، رمدہ: خاکستر یعنی راکھ کہ اصل کلمہ رمدہ ہے (۳) عَقَنْقَل زیت کا ٹھکا  
 ہوا ٹیلہ، یا ڈھیر۔ یہ ملکقات سَفَرَجَل سے ہے اس میں نون الحاقی ہے۔

## فصل سوم در جمع

جمع بردو گونہ است: جمع سلامت و جمع مکسر۔ جمع سلامت آل ست کہ  
 صیغہ مفرد او در جمع سلامت باشد چوں زید و زیدون و ضارب و ضاربون  
 و جمع مکسر آل ست کہ صیغہ مفرد او بسلامت نہ باشد، چوں رجل و رجال۔

## تیسری فصل جمع کے بیان میں

جمع سالم اور جمع مکسر: جمع کی دو قسمیں ہیں جمع سلامت اور جمع مکسر۔ جس جمع  
 میں مفرد کا صیغہ بلا کسی تغیر کے محفوظ رہے وہ جمع سالم ہے یعنی جس جمع  
 میں مفرد کے آخر میں بطور علامت جمع: واو ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ یا یا  
 ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ لگا دیا گیا ہو وہ جمع سالم ہوگی جیسے زید سے زیدون  
 ضارب سے ضاربون۔ پہلی مثال اسم جامد کی ہے اور دوسری اسم مشتق کی۔ اسی  
 طرح مسلم کی جمع مسلمون، مسلمین۔ یہ علامت تو جمع مذکر سالم کی ہوئی۔  
 اور جمع مؤنث سالم میں تائے تانیث کو حذف کر کے، علامت جمع الف  
 اور تا کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے مسلمۃ کی جمع مسلمات ضاربة کی جمع  
 ضاربات اور ہند کی جمع ہندات۔  
 ایک شبہ: جمع مؤنث سالم میں حذف تا سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس طرح

بنائے واحد سلامت نہ رہے گی، تو اس کو سالم کہنا غلط ہو جائے گا۔  
 جواب: وجہ یہ ہے کہ اول تو تا اصل کلمہ سے زائد ہے جو محض سلامت  
 تانیث کے طور پر آخر میں لگادی جاتی ہے اور جمع میں الف تا کا الناق جہاں اس  
 کا جمع ہونا بتاتا ہے وہاں اس کا مؤنث ہونا بھی ظاہر کرتا ہے لہذا البقاء تا کی  
 ضرورت نہ رہی بلکہ اس اعتبار سے جمع میں اس کا ابقاء مضر ٹھہرتا ہے کہ بے  
 ضرورت ایک قسم کی دو علامتیں ایک کلمہ میں جمع ہوئی جاتی ہیں۔  
 علاوہ بریں جمع مکسر میں درمیان بناء میں ایک اجنبی کی مداخلت ہوتی ہے جس  
 سے مفرد کی صورت بگڑ جاتی ہے اور حذف آخر میں اصل بناء پر کوئی زد نہیں  
 پڑتی جتنی بناء موجود تھی وہ بجنسہ قائم ہے۔

ایک اور شبہ کا جواب: رہا تشنیہ کے صیغوں میں تائے تانیث کا بقاء جیسے  
 مسلمة سے مسلمات۔ تو اس سے اس کی اصالت پر استدلال کرنا غلط  
 ہے۔ تشنیہ میں تانہ ہو تو مذکر و مؤنث کا فرق اٹھ جائے، کیونکہ مسلم مذکر کا  
 تشنیہ بھی مسلمان ہے اور مسلمة مؤنث کا تشنیہ بھی مُسْلِمَانِ ہو تو امتیاز  
 کس طرح ہو؟ واللہ اعلم۔

جمع مکسر اس جمع کو کہیں گے کہ جس میں مفرد کی صورت قائم نہ رہے۔  
 صیغہ کہتے ہیں صورت اور ہیئت کو — ہم نے جمع مکسر میں صیغہ کا  
 ترجمہ ”صورت“ سے کر دیا جمع سالم میں بھی اس کو اسی طرح سمجھ لیں۔  
 مثال: رجل کی جمع رجال یا أَضْرَبُ اسم تفضیل مذکر کی جمع أَضْرَابُ اور  
 ضَرْبِی مؤنث کی جمع ضُرُوب۔

---

و جمع تکسیر بر دو نوع است جمع قلیل و آں از سه تا ده باشد و اور اچہار بناست  
 أَفْعُلٌ و أَفْعَالٌ و أَفْعَلَةٌ و فِعْلَةٌ و جمع کثیر و آں زیادہ از ده باشد۔ و اور پنج بناست  
 فِعَالٌ و فُعُولٌ و فُعْلَانٌ و فِعْلَانٌ و فُعْلٌ — و ہر چہ جزیں بناہا ست  
 مشترک ست میان قلیل و کثیر۔

---

## جمع تکسیر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جمع قلیل یا جمع قلت: اور اس کا اطلاق تین سے دس تک افراد پر ہوتا ہے۔ اس کے چار وزن معروف ہیں (۱) أَفْعُلُ (بفتح ہمزہ و سکون فاء و ضم عین) جیسے کَلْبٌ (کتا) کی جمع میں اکْتَلَبُ۔ (۲) أَفْعَالُ (بفتح ہمزہ) جیسے قَوْلٌ (بات) کی جمع میں اقْوَالٌ (۳) أَفْعِلَّةٌ (بفتح ہمزہ و سکون فاء و کسر عین) جیسے عَوْنٌ (مددگار، خادم) کی جمع میں اَعْوَنَةٌ. عَوْنٌ مدد کرنا (۴) فِعْلَةٌ (بکسر فاء و سکون عین و فتح لام) جیسے غِلَامٌ (لڑکا) کی جمع میں غِلْمَةٌ.

(۲) جمع کثیر یا جمع کثرت: اور اس کا اطلاق دس سے زیادہ افراد پر ہوتا ہے اور جمع قلت کے اوزان کے علاوہ جس قدر بھی جمع کے اوزان ہیں وہ سب جمع کثرت کے اوزان ہیں۔ مصنف نے بہ لحاظ کثرت استعمال جمع کثرت کے اوزان بھی مخصوص کر دیئے چنانچہ فرماتے ہیں کہ جمع کثرت کے پانچ اصول ہیں یا پانچ وزن ہیں (۱) فِعَالٌ (بکسر فاء و تخفیف عین) جیسے قِدْحٌ (بکسر قاف) کی جمع میں قِدَاحٌ. قِدْحٌ تیر کی سادہ لکڑی کو کہتے ہیں۔ (۲) فُعُولٌ (بضم فا) جیسے فُلُسٌ (پیسہ) کی جمع میں فُلُوسٌ (۳) فُعْلَانٌ (بضم فاء و سکون عین) جیسے بَطْنٌ (نیشی زمین) کی جمع میں بُطْنَانٌ (۴) فِعْلَانٌ (بکسر فاء و سکون عین) جیسے صِنُوٌ کی جمع میں صِنَوَانٌ۔ ایک جڑ سے دو یا دو سے زائد نکلے ہوئے درخت ایک دوسرے کا صِنُو کہلاتے ہیں (۵) فُعُلٌ (بضم تین) جیسے سَقْفٌ (چھت) کی جمع میں سُقُفٌ۔

﴿قاعدہ﴾ مذکورہ بالا ابنیہ کے علاوہ — کہ جن میں سے چار اول جمع قلت کے ساتھ مخصوص ہیں اور پانچ آخر جمع کثرت کے لئے مخصوص ہیں — باقی جس قدر بھی اوزان جمع آئے ہیں وہ قلت اور کثرت کے مشترک اوزان ہیں۔

نہایت اہم فائدہ: اور یہ حد بندی جو بہ لحاظ افراد جمع قلت اور جمع کثرت کی مذکور ہوئی وہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ کسی اسم کی جمع میں دونوں قسم



کے اوزان جمع منقول ہوں، ورنہ جو وزن بھی ہو گا وہ قلیل و کثیر دونوں موقعوں کے لئے ہو گا مثلاً کسی اسم کی جمع میں صرف جمع قلت والا وزن منقول ہو یا صرف جمع کثرت کا وزن ثابت ہو، وہاں بلحاظ وزن یہ تفریق صحیح نہ ہوگی کہ قلت کا وزن ہے تو تین لغایت دس میں محدود رہے اور کثرت کا وزن ہو تو صرف زائد از دس پر ہی اطلاق ہو کم پر نہ ہو۔ آخر اول صورت میں زائد از عشر کے لئے اور ثانی صورت میں تین لغایت دس تک کے لئے کونسا وزن لایا جائے گا جو اس خصوصی ضرورت کو پورا کر سکے؟

اصل بات اتنی ہے کہ موقعہ اور محل کے لحاظ سے ہر وزن ہر قسم کے معنی دے سکتا ہے۔ وہ صرف ضابطہ کی چیز ہے کہ یہ اوزان قلت کے ہیں تو ان کا اطلاق فلاں درجہ کے عدد تک ہو گا اور یہ اوزان کثرت کے ہیں، ان کا اطلاق دس سے اوپر ہو گا واللہ اعلم۔ (مثلاً یَوْمٌ کی جمع صرف اَیَّامٌ منقول ہے جو جمع قلت کا وزن ہے اور آیت کریمہ اَیَّامًا مَّعْدُودَاتٍ (البقرہ۔ ۱۸۴) میں رمضان کے تین دن مراد ہیں اور وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ (البقرہ ۲۰۳) میں منی کے تین دن مراد ہیں)

## جمع کے اوزان کا بیان

مصنف رحمہ اللہ نے متعدد بناؤں کی جموع بہ سلسلہ امثال ذکر فرمائیں ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کا مقصد بطور نمونہ چند اشیاء کا پیش کرنا ہے۔ اس چھوٹے رسالہ میں یہی ہو سکتا تھا۔ تفصیلات کے لئے مطولات فن کا مطالعہ ضروری ہے، ہم بغرض افادہ کچھ ضروری تفصیل کئے دیتے ہیں اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

(۱) فَعْلٌ کی جمع: اسم ثلاثی مجرد مذکر میں وزن فَعْلٌ (مفتوح الفاء، ساکن العین) کی جمع جبکہ وہ کلمہ اجوف نہ ہو، قلت میں بیشتر اَفْعُلٌ (بفتح ہمزہ وضم عین) کے وزن پر آتی ہے۔ اور کثرت میں فُعُولٌ (بضم فاو عین) کے وزن پر

ہوتی ہے، جیسے فَلَسٌ کی جمع قلت اَفْلَسٌ اور جمع کثرت فُلُوسٌ اور شَمْسٌ کی جمع قلت اَشْمُسٌ اور کثرت شَمُوسٌ ہے۔

اور فَعْلٌ اجوف کی جمع ——— خواہ واوی ہو یا یائی ہو ——— بیشتر اَفْعَالٌ کے وزن پر ہوگی جیسے ثَوْبٌ (کپڑا) کی جمع اَثْوَابٌ، بَيْتٌ (گھر) کی جمع اَبْيَاتٌ اور سَيْفٌ (تکوار) کی جمع اَسْيَافٌ ——— لیکن فَعْلٌ اجوف واوی میں جمع کثرت کا وزن فِعَالٌ (بکسر فا) بھی آیا ہے جیسے ثَوْبٌ میں ثِيَابٌ مگر اجوف یائی میں جمع کا یہ وزن ثابت نہیں سَيَلٌ (رو) کی جمع میں سَيَالٌ کہنا غلط ہے۔ اس کی جمع سَيُولٌ بروزن فُعُولٌ آتی ہے۔

البتہ فَعْلٌ مذکور میں اجوف کے علاوہ اور کلمات کی جمع بھی فِعَالٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے کَلْبٌ (کتا) کی جمع کِلَابٌ، كَعْبٌ (ٹخنہ) کی جمع كَعَابٌ، فِرْعٌ (چوزہ) کی جمع فِرَاحٌ، بَغْلٌ (خچر) کی جمع بَغَالٌ، زَنْدٌ کی جمع زَنَاذٌ زَنْدٌ: چقماق، وہ پتھر جس سے آگ نکالتے ہیں۔

یہ تمام صورتیں فَعْلٌ اسی کی تھیں لیکن فَعْلٌ صفتی غیر اجوف میں بیشتر فِعَالٌ کا وزن ہوگا جیسے صَعْبٌ (دشوار) کی جمع صِعَابٌ اور اجوف میں اَفْعَالٌ کا وزن زیادہ مستعمل ہے جیسے شَيْخٌ (بوڑھا، بزرگ) کی جمع اَشْيَاخٌ۔ (۲) فِعْلٌ کی جمع: دوسرا وزن فِعْلٌ (بکسر فا و سکون عین) کا ہے سو ایسے اسم کی جمع بیشتر قلت میں اَفْعَالٌ اور کثرت میں فُعُولٌ ہوگی، جیسے حِمْلٌ کی جمع قلت اَحْمَالٌ اور جمع کثرت حُمُولٌ ہے یا جیسے قَدْرٌ (دیکھی) کی جمع قُدُورٌ اور جنسٌ (قسم) کی جمع اجناسٌ ہے۔ حمل (بکسر حا) بوجھ جو سر یا کمر پر لا دا جائے ——— اس وزن کی اور بھی جموع آئی ہیں ہم بخیاں اختصار ان کو نظر انداز کرتے ہیں۔

اور فِعْلٌ صفتی میں بیشتر اَفْعَالٌ کا وزن جمع کے لئے مستعمل ہے اور اَفْعُلٌ کا وزن بھی بطور ندرت پایا جاتا ہے جیسے جَلْفٌ (گنوار) کی جمع اَجَلَافٌ تو عام طور سے مستعمل ہے مگر اَجْلَفٌ نادر ہے۔

(۳) فُعْلٌ کی جمع: تیسرا وزن فُعْلٌ (بضم فاء و سکون عین) کا ہے۔ اس وزن کی جمع قلت افعال کے وزن پر اور جمع کثرت فُعُول کے وزن پر آتی ہے جیسے قُرُوْء (حیض اور طہر) کی جمع قلت اقراء اور کثرت قُرُوْء ہے اور جُنْدٌ (لشکر) کی جمع جُنُوْد ہے۔ یہ حکم فُعْلٌ غیر اجوف کا ہے۔

اور فُعْلٌ اجوف کی جمع بروزن فُعْلَانٌ آئے گی، جیسے عُوْدٌ (لکڑی) کی جمع عِيْدَانٌ اور فُعْلٌ صفتی میں جمع بروزن اَفْعَالٌ آتی ہے، جیسے حُرٌّ (آزار) کی جمع اَحْوَارٌ۔ یہاں تک فُعْلٌ ساکن العین کا بیان تھا۔

(۴) فَعْلٌ کی جمع: اب فَعْلٌ متحرک العین کا بیان سنیے کہ متحرک العین میں اگر فتح کی حرکت ہو اور فا بھی مفتوح ہو، جیسے جَبَلٌ (پہاڑ) جَمَلٌ (شتر، ز اونٹ) تو اس کی جمع حسب تفصیل ذیل کے اوزان پر ہوگی یعنی وہ اسم اگر صحیح العین ہو تو اس کی جمع قلت میں اَفْعَالٌ کا وزن، اور جمع کثرت میں فِعَالٌ (بکسر فا) کا وزن غالب ہے جیسے جَمَلٌ کی جمع قلت اَجْمَالٌ اور جمع کثرت جَمَالٌ ہے اور جَبَلٌ کی جمع کثرت جِبَالٌ ہے۔

اور مُعْتَل العین یعنی اجوف میں فِعْلَالٌ (بکسر فا) کا وزن غالب ہے جیسے تَاجٌ (شاہی ٹوپی) کی جمع تِيْجَانٌ ہے یہ تَوْفَعْلٌ اسمی کا حال ہے۔ اور اگر فَعْلٌ صفتی ہو تو اس میں جمع کے لیے بیشتر اَفْعَالٌ کا وزن مستعمل ہے جیسے بَطْلٌ (پہلوان) کی جمع میں اَبْطَالٌ۔ اس کے علاوہ فِعَالٌ (بکسر فا) اور فِعْلَانٌ (بکسر فا و سکون عین) اور فُعْلَانٌ (بضم فاء و سکون عین) اور فُعْلٌ (بضم تین) کے اوزان پر بھی جمع صفتی منقول ہے، جیسے حَسَنٌ (اچھا، عمدہ) میں حِسَانٌ، اَخَوٌ (بھائی) میں اِخْوَانٌ، ذَكَرٌ (مذکر) میں ذُكْرَانٌ اور نَصَفٌ (ادھیڑ عمر کا) میں نُصَفٌ۔

(۵) فَعِلٌ کی جمع: متحرک العین کا دوسرا وزن جس میں عین مکسور اور فا مفتوح ہو، اسماء میں اس کی جمع بیشتر اَفْعَالٌ کے وزن پر ہوتی ہے۔ اس میں جمع قلت اور کثرت کا کوئی فرق نہیں، جیسے كَبَدٌ (جگر) کی جمع اَكْبَادٌ، اور فَخِذٌ (ران)

کی جمع اَفْخَاذٌ۔۔۔ اس میں فُعُولٌ اور فُعُلٌ کے اوزان بھی آئے ہیں۔  
چنانچہ کَبَدٌ کی جمع کَبُودًا ورنِمِرٌ (چیتا) کی جمع میں نُمُوزٌ اور نُمُرٌ۔۔۔ یہ  
دونوں وزن جمع کثرت کے ہیں۔

اور فِعْلٌ صفتی کی جمع میں بیشتر یہ تین وزن مستعمل ہیں (۱) اَفْعَالٌ جیسے  
نَكِيدٌ (قلیل) کی جمع اَنكَادٌ (۲) فُعُلٌ (بضمین) جیسے خَشِنٌ (کھردرا) کی  
جمع میں خَشِنٌ (۳) فِعَالٌ جیسے وَجَعٌ (درد والا) کی جمع اَوْجَاعٌ۔  
(۶) فُعُلٌ کی جمع: متحرک العین کا تیسرا وزن فُعُلٌ (بضم عین وفتح فا) ہے اس کی  
جمع میں اَفْعَالٌ کا غلبہ ہے اور فِعَالٌ (بکسر فا) بھی ثابت ہے اور یہ جمع کثرت کا  
وزن ہے اور اَفْعَالٌ کا وزن قلت اور کثرت دونوں میں مشترک ہے۔ جیسے  
عَجَزٌ (ہرشی کا پچھلا حصہ) کی جمع اَعْجَازٌ اور رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ، سَبْعٌ  
(درندہ) کی جمع سِبَاعٌ۔

اور فُعْلٌ صفتی میں جمع تصحیح اصل ہے جمع تکسیر قلیل ہے اور اس کا وزن  
اَفْعَالٌ ہے۔ جیسے يَقْظُ (بیدار و ہوشیار) کی جمع اَيْقَاطٌ۔  
(۷) فِعْلٌ کی جمع: متحرک العین کا چوتھا وزن بکسر فا وفتح عین ہے، اس کی جمع  
میں اَفْعَالٌ اصل ہے جیسے عِنَبٌ (انگور) کی جمع اَعْنَابٌ۔۔۔ اور اَفْعُلٌ اور  
فُعُولٌ کا وزن بھی آیا ہے جیسے ضِلَعٌ (پسلی) کے لیے اَضْلَعٌ اور ضُلُوعٌ  
۔۔۔ یہ فِعْلٌ اسمی کا حال تھا۔

فِعْلٌ صفتی میں صرف جمع تصحیح آئی ہے جو واو نون یا الف تا کے ساتھ  
ہوتی ہے۔ فِعْلٌ صفتی کی مثال زَيْمٌ (مفروق گوشت وغیرہ کا ٹکڑا)  
(۸) فُعْلٌ کی جمع: متحرک العین کا پانچواں وزن فُعُلٌ (بضم فا وفتح عین) ہے  
اس کی ہر دو قسم کی جمع میں فِعْلَانٌ (بکسر فا و سکون عین) کا وزن زیادہ آیا ہے،  
جیسے نَغْرٌ (لال، ایک خوبصورت پرندہ ہے) کی جمع نَغْرَانٌ اور صُرْدٌ (لٹورا) کی  
جمع صِرْدَانٌ۔۔۔ اس وزن کی جمع قلت اَفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتی  
ہے، جیسے رُطْبٌ (پنڈ و کھجور یعنی پختہ تازہ کھجور) کی جمع اَرْطَابٌ۔۔۔ اور

جمع کثرت میں فِعَالٌ کا وزن بھی منقول ہوا ہے۔ جیسے رُبْعٌ (اونٹ کا پہلا بچہ جو موسم بہار میں پیدا ہوا ہو) کی جمع رِبَاعٌ؛ فُعْلٌ صفتی کی جمع تکسیر نہیں آتی۔ صفتی کی مثال حُطَمٌ ہے حُطْمٌ وہ شخص ہے جو جانوروں پر شفقت نہ رکھتا ہو۔

(۹) فِعْلٌ کی جمع: متحرک العین کا چھٹا وزن فِعْلٌ (بکسر فاو کسر عین) ہے اس کی جمع تکسیر میں قلت اور کثرت کا فرق نہیں دونوں میں جمع کا وزن اَفْعَالٌ ہے، جیسے اِبِلٌ (اونٹ) کی جمع میں اِبَالٌ — واضح ہو کہ فِعْلٌ صفتی جیسے بِلِزٌ (فربہ) کی جمع تکسیر نہیں آتی، صرف جمع تصحیح ثابت ہے۔

(۱۰) فُعْلٌ کی جمع: متحرک العین کا ساتواں وزن فُعْلٌ (بضم فاو عین) ہے اس کی جمع قلت و کثرت دونوں اَفْعَالٌ کے وزن پر آتی ہیں، جیسے عُنُقٌ (گردن) کی جمع اَعْنَاقٌ اور اُذُنٌ (کان) کی جمع آذَانٌ — اور یہی حال فُعْلٌ صفتی کا ہے، جیسے جُنُبٌ (جنبی) کی جمع أَجْنَابٌ۔

پس بدال کہ ابنیہ ثلاثی رادر بیشتر احوال چہار جمع آید اَفْعَلٌ و اَفْعَالٌ و فِعَالٌ و فُعُولٌ، چوں شَمْسٌ و اَشْمُسٌ و شَمُوسٌ و قِدْرٌ و قُدُورٌ و رَجُلٌ و رَجَالٌ و جُنْدٌ و جُنُودٌ و جنسٌ و اَجْنَسٌ و جَبَلٌ و اَجْبَلٌ و اَجْبَالٌ و کَبَدٌ و اَکْبَادٌ و کُبُودٌ و یَقْظٌ و اَیْقَاطٌ و اِبِلٌ و اِبَالٌ و اُذُنٌ و اِذَانٌ۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ بیشتر احوال میں ابنیہ ثلاثی کی چار طرح پر جمع آتی ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف رحمہ اللہ نے متعدد بناؤں کی جموع بطور مثال ذکر فرمائی ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کا مقصد بطور نمونہ چند اشیاء کا پیش کرنا ہے اس چھوٹے رسالہ میں یہی ہو سکتا ہے کچھ ضروری تفصیل ہم نے اوپر ذکر کر دی ہے، اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اس تفصیل کے بعد کتاب کا مضمون سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

﴿فائدہ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے جو ابنیہ ثلاثی کے لئے جمع کے چار وزن لکھے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر بناء کی جمع ان چاروں اوزان پر آئے گی،

چنانچہ ابنیہ ثلاثی کی جمع کے سلسلہ میں جو مثالیں پیش کی ہیں اس سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ چار وزن مجموعہ ابنیہ ثلاثی کی جموع کے لئے ذکر فرمائے ہیں نہ کہ ہر ہر واحد کے لئے (۱)

اور ابنیہ ثلاثی سے وہی ثلاثی مجرد کے دس اوزان مراد ہیں جو ابتداء میں مذکور ہو چکے ہیں۔ باستثناء فَعِل (بضم فاو کسر عین) اور فَعِل (بکسر فاو ضم عین) کے یعنی فِلَس، فَرَس، کَتِف، عَضُد، حَبْر، عِنَب، اِبِل، قُفْل، صُرْدُ عُنُق۔

و جمع فَعَل، فِعْلَانُ بسیار آید، چوں نَعْرُ و نِعْرَانُ و صُرْدُ و صِرْدَانُ۔

فَعَل میں فِعْلَانُ زیادہ آتا ہے: ہم نے اس کی (۲) رعایت سے یہ ظاہر کر دیا کہ اَفْعَالُ اور فِعَالُ کا وزن بھی فَعَل کی جمع میں آیا ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ فَعَل کی جمع فِعْلَانُ کا وزن جمع قلت اور کثرت دونوں کا مشترک وزن ہے (دیکھئے ص: ۱۵۹)

و جمع فَعَل، اَفْعَالُ کم آید، مگر دراجوف، چوں بَيْتُ و اَبْيَاتُ۔

فَعَل (بسکون عین و فتح فا) میں اجوف کے علاوہ اَفْعَالُ کا وزن کم آیا ہے ہم اس کی تفصیل سے بھی بحمد اللہ فارغ ہو چکے ہیں ہم نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اجوف میں مطلقاً و اوی ہو یا یائی اَفْعَالُ کا وزن غالب ہے (دیکھئے ص: .....)

مصنف رحمہ اللہ نے صرف یائی کی مثال پیش کی ہے اس سے مقصد حصر

(۱) مثلاً شَمْسُ بروزن فِلَس کی جمع صرف دو وزنوں پر آتی ہے اَشْمُسُ بروزن اَفْعَلُ اور شَمُونُسُ بروزن فُعُولُ باقی دو وزنوں پر نہیں آتی اور قِدْرُ بروزن حَبْر کی جمع صرف فُعُول کے وزن پر آتی ہے باقی تین وزنوں پر نہیں آتی، و فس علی هذا ۱۲

(۲) یعنی زیادہ آتا ہے کی رعایت سے کیونکہ اس سے خود بخود یہ معلوم ہو گیا کہ اور وزنوں پر بھی اس بناء کی جمع آتی ہے ۱۲

نہیں ہے۔ بلکہ یہ دکھانا ہے کہ اجوف میں جمع کا وزن افعال ہوگا۔ خوب سمجھ لیں۔ یہاں تک نہ کر کی جموع بیان ہوئیں اب آگے اسم مؤنث کی جموع سنیں۔

وَجَمْعُ فَعْلَةٍ: فَعْلَاتٌ بَفَتْحِ عَيْنٍ وَفِعَالٌ آيِدٌ، چوں جَفْنَةٌ وَجَفْنَاتٌ وَجَفَانٌ  
 \_\_\_\_\_ ودر اجوف و مضاعف و صفت عین ساکن بمائد، چوں بَيْضَةٌ  
 وَبَيْضَاتٌ وَسَلَةٌ وَسَلَاتٌ وَصَعْبَةٌ وَصَعَبَاتٌ۔

## اسم مؤنث کی جموع کا بیان

اسم مؤنث کی جموع کے سلسلہ میں جمع تکسیر اور تصحیح دونوں کو ملا جلا کر ذکر کرتے ہیں، مگر حسب عادت یہاں بھی انتہائی اختصار سے کام لیا ہے اس میں بھی وہی دو صورتیں (۱) سکون عین اور (۲) حرکت عین کی نکلیں گی۔ پھر بر تقدیر سکون عین فامفتوح ہوگی یا مکسور و مضموم، پہلے مفتوح الفاء کا بیان ہے فَعْلَةٍ کی جمع تصحیح فَعْلَاتٌ (بفتح اول و سکون ثانی اور بفتح ثانی) دو طرح پر آتی ہے اور جمع تکسیر فِعَالٌ (بکسر فا) آتی ہے جیسے جَفْنَةٌ (لگن، ناند، بڑا کوٹھا) کی جمع سالم جَفْنَاتٌ (بسکون فا و فتح فا) دونوں طرح منقول ہوئی ہے (میری مراد فاسے وہ حرف ہے جو اس مثال میں واقع ہے جو بلحاظ وزن لفظ کا عین کلمہ ہے) اور جَفَانٌ اس کی جمع مکسر ہے ایسی ہی قَصْعَةٌ (پیالہ) کی جمع تکسیر قِصَاعٌ اور سالم قِصَعَاتٌ ہے۔

اس کے علاوہ اس کی جمع تکسیر میں فُعُولٌ، فُعَلٌ، فِعَلٌ کے اوزان بھی ثابت ہیں، جیسے بَذْرَةٌ (دس ہزار درہم) کی جمع بُذُورٌ اور بَذَرٌ اور نَوْبَةٌ (نمبر، باری) کی جمع نُوبٌ۔

البتہ فَعْلَةُ اجوف، فَعْلَةٌ مضاعف اور فَعْلَةٌ صفت میں جمع تصحیح کی عین ساکن رہے گی یعنی فَعْلَةٌ بالتاء جبکہ اجوف یا مضاعف ہو یا صیغہ صفت ہو تو اس کی جمع سالم میں عین کا سکون لازم ہوگا۔ برخلاف فَعْلَةُ اسم کے

بشرطیکہ اجوف اور مضاعف نہ ہو کہ اس کی تصحیح بسکون عین و فتح عین دونوں طرح پر جائز ہے۔

صفت، اجوف اور مضاعف میں سکون عین کیوں لازم ہے؟ اصل میں صفت نسبت اسم کے مقابلہ پر ثقیل ہے لہذا جمع میں خِفَّت کا طریق اختیار کیا گیا اور معتل عین یعنی اجوف میں عین پر حرکت لانے سے ثقل بڑھتا ہے کیونکہ عین پر حرکت لانے کے بعد عمل کے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں یا بقاعدہ قَالَ اس کی الف سے تبدیلی ہو یا علیٰ حالہا چھوڑ دیا جائے۔ سو یوں ہی چھوڑ دینے میں تو ثقل ظاہر ہے اور تبدیلی میں ایک غیر ضروری تغیر بڑھتا ہے اور مضاعف میں عین کو فتح دیں تو فک ادغام لازم آئے گا۔

مثالیں بَيِّنَةٌ (انڈا) اجوف کی مثال ہے۔ سَلَّةٌ (پٹارا) مضاعف ہے۔ صَعْبَةٌ (سخت عورت) صفت کا صیغہ ہے۔

نوٹ ﴿﴾ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مؤنث میں یہ عمل ہے کیونکہ یہ تو تمہید میں ظاہر کیا جا چکا ہے کہ مذکر سے فراغت کے بعد اب مؤنث کی جموع کا نمبر ہے اس کا خیال رہنا چاہئے۔

و جمع فِعْلَةٌ: فِعْلٌ وَفِعْلَاتٌ وَفِعْلَاتٌ آید، چوں سِدْرَةٌ وَسِدْرٌ وَسِدْرَاتٌ وَسِدْرَاتٌ۔

فِعْلَةٌ کی جمع: یہاں سے ساکن العین میں مکسور الفاء فِعْلَةٌ کا طریق جمع بتاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ فِعْلَةٌ مؤنث اسی میں جبکہ وہ اجوف، ناقص، اور مضاعف نہ ہو تو اس کی جمع تصحیح میں عین کا فتح اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ بنو تمیم سکون بھی تجویز کرتے ہیں۔ لیکن ضمہ کسی حال درست نہیں۔ اور تکسیر میں فِعْلٌ کا وزن شائع ہے۔ سِدْرَةٌ (بیری کا درخت) کی جمع تکسیر سِدْرٌ (بکسر اول و فتح دوم) ہے اور تصحیح میں دال کا سکون، فتح، کسرہ تینوں طریق درست اور ثابت ہیں۔ فِعْلَةٌ اسی



بشرطیکہ اجوف اور مضاعف نہ ہو کہ اس کی تصحیح سکون عین و فتح عین دونوں طرح پر جائز ہے۔

صفت، اجوف اور مضاعف میں سکون عین کیوں لازم ہے؟ اصل میں صفت نسبت اسم کے مقابلہ پر ثقیل ہے لہذا جمع میں خِفَّت کا طریق اختیار کیا گیا اور معتل عین یعنی اجوف میں عین پر حرکت لانے سے نخل بڑھتا ہے کیونکہ عین پر حرکت لانے کے بعد عمل کے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں یا بقاعدہ قَالَ اس کی الف سے تبدیلی ہو یا علیٰ حالہا چھوڑ دیا جائے۔ سو یوں ہی چھوڑ دینے میں تو ثقل ظاہر ہے اور تبدیلی میں ایک غیر ضروری تغیر بڑھتا ہے اور مضاعف میں عین کو فتح دیں تو فک ادغام لازم آئے گا۔

مثالیں بَيِّنَةٌ (انڈا) اجوف کی مثال ہے۔ سَلَّةٌ (پٹارا) مضاعف ہے۔ صَعْبَةٌ (سخت عورت) صفت کا صیغہ ہے۔

﴿نوٹ﴾ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مؤنث میں یہ عمل ہے کیونکہ یہ تو تمہید میں ظاہر کیا جا چکا ہے کہ مذکر سے فراغت کے بعد اب مؤنث کی جموع کا نمبر ہے اس کا خیال رہنا چاہئے۔

وَجَمْعُ فِعْلَةٍ: فِعْلٌ وَفِعْلَاتٌ وَفِعْلَاتٌ وَفِعْلَاتٌ آيِد، چوں سِدْرَةٌ وَسِدْرٌ وَسِدْرَاتٌ وَسِدْرَاتٌ وَسِدْرَاتٌ۔

فِعْلَةٍ کی جمع: یہاں سے ساکن العین میں مکسور الفاء فِعْلَةٍ کا طریق جمع بتاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ فِعْلَةٌ مؤنث اسی میں جبکہ وہ اجوف، ناقص، اور مضاعف نہ ہو تو اس کی جمع تصحیح میں عین کا فتح اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ بنو تمیم سکون بھی تجویز کرتے ہیں۔ لیکن ضمہ کسی حال درست نہیں۔ اور تکسیر میں فِعْلٌ کا وزن شائع ہے۔ سِدْرَةٌ (بیری کا درخت) کی جمع تکسیر سِدْرٌ (بکسر اول و فتح دوم) ہے اور تصحیح میں دال کا سکون، فتح، کسرہ تینوں طریق درست اور ثابت ہیں۔ فِعْلَةٌ اسی

کی جمع تکسیر میں فِعَالٌ (بکسر اول و فتح دوم) اور اَفْعَلٌ (بفتح ہمزہ و سکون فا و ضم عین) بھی منقول ہیں مگر فِعَلٌ کا وزن غالب ہے چنانچہ لِقَحَّةٌ (دودھ کی اونٹنی) کی جمع میں لِقَحٌ، لِقَاحٌ دونوں لفظ منقول ہوئے ہیں اور نِعْمَةٌ (خوش عیشی) کی جمع اَنْعَمَ آئی ہے۔

اور اگر فِعْلَةٌ اسمی معتل ہو، خواہ واوی ہو یا یائی تو اس میں برعایت حرف علت سکون عین اور صفت اور اسم کے فرق کے لحاظ سے فتح عین دونوں مُجَوِّز ہیں۔ واوی کی مثال دِئِمَةٌ (جھڑی، مسلسل بارش) کی جمع دِئِمَاتٌ (سکون یا وفتح یا) یائی کی مثال بِنِعَةٍ (کلیسا، گرجا، نصاریٰ کا معبد، یہود کا عبادت خانہ) اس کی جمع بِنَعَجٍ بِنَعَاتٍ، بِنَعَاتٍ، یہاں عین کا کسرہ جائز نہیں کہ یہ موجب نقل ہے۔

اور اگر فِعْلَةٌ اسمی معتل لام یعنی ناقص ہو تو واوی کی جمع تصحیح میں عین کا سکون اور فتح اور اسی طرح عین کے فتح کے ساتھ فا کا فتح سب جائز ہیں مثال رَشْوَةٌ اس کی جمع ہر سہ طُرُق مذکورہ پر صحیح ہے۔ اور ناقص یائی ہو تو اس میں صُورٌ مذکورہ بالا کے علاوہ عین کا کسرہ بھی درست ہے مثال قِنِيَّةٌ (وہ چیزیں جو ذخیرہ کے طور پر رکھی جاسکیں) اس کی جمع تصحیح میں نون کا سکون نون کا فتح فا کے کسرہ کے ساتھ نون کا کسرہ مع کسرة فا اور فا اور نون دونوں کا فتح سب جائز ہیں۔ یہاں تک اسم کا ذکر تھا۔

لیکن فِعْلَةٌ صفتی میں الف تا کے ساتھ جمع صرف سکون عین ہی ہو سکتی ہے، جمع بالحرکت درست نہیں صِفْرَةٌ (خالی) کی جمع صِفْرَاتٌ (سکون فا) ہوگی۔

اور مضاعف میں بہر حال عین کا سکون رہے گا شِدَّةٌ (سختی) کی جمع شِدَّاتٌ، رِدَّةٌ (ارتداد) کی جمع رِدَّاتٌ آئے گی۔

و جمع فُعْلَةٌ: فُعَلٌ وَفُعَلَاتٌ وَفُعَلَاتٌ آید، چوں رُكْبَةٌ وَرُكَبٌ

## ورُکَبَاتُ ورُکَبَاتُ ورُکَبَاتُ۔

**فُعْلَةٌ** کی جمع: **فُعْلَةٌ** (بضم فامع سکون عین) مؤنث اسمی کی جمع تکسیر بیشتر **فُعَالٌ** (بضم فافتحہ عین) کے وزن پر آتی ہے اس کے علاوہ دو وزن اور بھی منقول ہوئے ہیں، مگر قلت کے ساتھ (۱) **فُعُولٌ** (بضم فا) اور (۲) **فِعَالٌ** (بکسر فا) چنانچہ **رُکَبَةٌ** (گھنٹا) کی جمع تکسیر **رُکَبٌ** اور **بُرُقَةٌ** (پتھرلی زمین) کی **بُرُقٌ** معروف ہے۔ لیکن **حُجْرَةٌ** (نیفہ جس میں کمر بند ڈالا جاتا ہے) کی جمع **حُجُوزٌ** اور **بُرُمَةٌ** (پتھر کی بانڈی) کی جمع تکسیر **بُرَامٌ** آئی ہے۔

اب **فُعْلَةٌ** کی جمع تصحیح سنئے کہ **فُعْلَةٌ** صحیح العین کی جمع تصحیح میں عند الجہور عین کی حرکت لازم ہے، وہ حرکت فتحہ کی بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اخف ہے اور ضمہ کی بھی باتباع فا، مگر کسرہ نہیں آسکتا کہ ضمہ سے بجانب کسرہ انتقال نہایت شدید ہے اور بنو تمیم سکون کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ لہذا صحیح العین کی جمع تصحیح میں تین صورتیں پیدا ہو گئیں (۱) ضمہ فا کے ساتھ عین کا سکون جیسے **رُکَبَةٌ** (۲) عین کا فتحہ جیسے **رُکَبَاتٌ** (۳) دونوں کا ضمہ جیسے **رُکَبَاتٌ**۔

اور اگر **فُعْلَةٌ** مؤنث اسمی معتل عین ہو، جیسے **ذُوْلَةٌ** تو اس کی جمع تصحیح میں صرف دو صورتیں جائز ہیں (۱) عین کا سکون (۲) عین کا فتحہ۔ عین کا ضمہ جائز نہیں کہ ضمہ وا اور یا دونوں پر ثقیل ہوتا ہے پس **ذُوْلَةٌ** کی جمع **ذُوْلَاتٌ** اور **ذُوْلَاتٌ** ہوگی نہ **ذُوْلَاتٌ** ( **ذُوْلَةٌ**: (۱) وہ چیز جو بعینہ باتحویں میں اول بدل ہوتی رہے)

اور اگر **فُعْلَةٌ** معتل لام ہو تو ناقص یائی کی جمع میں صرف عین کا سکون اور فتحہ جائز ہوگا، ضمہ نہیں، کیونکہ یا ما قبل مضموم کا وزن عند العرب متروک ہے مثال **رُقِيَّةٌ** (جہاز پھونک، منتر) اس کی جمع **رُقِيَّاتٌ** (سکون قاف) اور **رُقِيَّاتٌ** (فتح قاف) کے علاوہ دوسری کوئی شکل جائز نہیں۔

(۱) **ذُوْلَةٌ** اور **ذُوْلَةٌ** (حکومت) کی جمع تیسہ **ذُولٌ** اور **ذُولٌ** آئی ہے ۱۲

اور ناقص واوی میں ضمہ بھی درست ہے، جیسے عُزْوَةٌ (دستہ، پھندا) کی جمع میں عُرَوَاتٌ (بسکون راو فتحہ راو ضم راتینوں طریق صحیح ہیں) اور فُعْلَةٌ مضاعف کا حکم وہی ہے جو فِعْلَةٌ (مکسور الفاء) اور فَعْلَةٌ (مفتوح الفاء) کے ذیل میں مذکور ہو یعنی اسکان عین، جیسے غُدَّةٌ (غدد) کی جمع میں غُدَّاتٌ علیٰ هذا القیاس فُعْلَةٌ صفتی کی جمع میں بھی سکون عین ایک لازمی امر ہے، جیسے صَلْبَةٌ (سخت عورت) میں صَلْبَاتٌ۔

و جمع فَعْلَةٌ: فِعَالٌ وَفَعَلَاتٌ آید، چوں رَقَبَةٌ وَرِقَابٌ وَرَقَبَاتٌ۔

فَعْلَةٌ کی جمع: ساکن العین کے بعد متحرک العین کا نمبر آیا۔ مصنف نے متحرک العین میں صرف ایک ہی شکل پیش کی یعنی فا اور عین دونوں کا فتح ہو، جیسے رَقَبَةٌ (گردن) اس کی جمع تکسیر فِعَالٌ (بکسر فا) کے وزن پر رِقَابٌ آتی ہے اور جمع تصحیح بروزن فَعَلَاتٌ (بفتح حین) رَقَبَاتٌ ہے۔

و جمع فَعَالٌ: فُعَلَاءٌ آید، چوں جَبَانٌ وَجُبْنَاءٌ وَصَنَاعٌ وَصُنَعَاءٌ وَجَوَادٌ وَجَوْدَاءٌ۔

### ثلاثی مزید فیہ کی جموع

مصنف رحمہ اللہ ثلاثی مجرد کی جموع تکسیر و تصحیح سے فارغ ہو لیا۔ یہاں سے ثلاثی مزید فیہ کی جموع بیان کرتا ہے مگر اس میں حسب عادت بہت زیادہ اختصار اور اجمال سے کام لیا ہے ہم بقدر ضرورت اس کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

مزید فیہ کی زیادت میں حرف زائد یادہ ہو گا یا اول میں ہمزہ ہو گا یا آخر میں الف نون ہو گا یا یاء ساکنہ ہوگی ————— مدہ ہونے کی تقدیر پر کہیں وہ کلمہ کا تیسرا حرف ہو گا اور یہی اکثر ہوتا ہے اور کہیں چوتھا یا پانچواں ہو گا اور کہیں

دوسرا بھی ہوگا۔۔۔۔۔ پھر وہ کلمہ یا اسم ہو گا یا صفت ہوگا۔۔۔۔۔ چھ یا اسم مذکر ہو گا یا مؤنث ہوگا۔۔۔۔۔ پھر اسم مذکر کا مدہ الف ہو گا یا ہا یا یا۔۔۔۔۔ یہی حال صفت کا سمجھنے کہ صفت یا مذکر ہو کی یا مؤنث۔۔۔۔۔ پھر اسم مذکر جس کا مدہ الف ثالث ہو اس کی فاعل پر فتنہ ہو گا یا نہ ہو یا ضم۔۔۔۔۔ اور یہی حال اسم مؤنث کا ہے بصورت مدہ کے الف ثالث ہونے کے فاعل مفتوح ہو گا یا مکسور و مضموم۔

اس تفصیل کے بعد دوسری بات سمجھنے کہ مصنف رحمہ اللہ نے اس مقام پر اول صفت کا ذکر فرمایا ہے بعد میں اسم، اور اس میں بھی بعض صمدہ ذکر ہے بعض کا نہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

فَعَالٌ کی جمع فُعَلَاءُ آتی ہے یعنی صفت مذکر میں جبکہ مدہ ثالث الف ماقبل مفتوح ہو تو اس کی جمع تکسیر بیشتر فُعَلَاءُ (بضم فاعلین) کے وزن پر ہوگی، جیسے جَبَانٌ (بز دل مرد) کی جمع جُبْنَاءُ، صِنَاعٌ (کارگر مرد) کی جمع صُنَعَاءُ، جَوَادٌ (نخی مرد) کی جمع جَوْدَاءُ۔ لیکن صنَاع کی جمع صُنُعٌ اور جَوَادٌ (عمدہ گھوڑا، عمدہ گھوڑی) کی جمع جِیَادٌ بھی مستعمل ہے۔ صنَاع کی جمع میں صُنُعٌ (بضمین) صراح میں نِسْوَةٌ صُنُعٌ کہہ کر بیان کیا ہے شاید مذکر کی جمع میں صُنَعَاءُ آتا ہو اور مؤنث میں صُنُعٌ واللہ اعلم۔ سیبویہ نے صفت کے فَعَالٌ میں جمع تکسیر کا اصلی وزن فُعَلَاءُ قرار دیا ہے گویا فَعَالٌ مؤنث کی جمع بھی فُعَلَاءُ کے وزن پر ہوگی۔

---

و جمع فَعَالٌ: فُعَلٌ آید، چوں کِنَازٌ و کُنُزٌ۔

---

فَعَالٌ کی جمع: مذکر صفت میں جبکہ مدہ الف ثالث ہو اور ماقبل مکسور ہو تو اس کی جمع تکسیر فُعَلٌ (بضمین) کے وزن پر ہوگی جیسے کِنَازٌ (پر گوشت ناقہ) کی جمع کُنُزٌ۔۔۔۔۔ اور فَعَالٌ کا وزن بھی جمع میں دیکھا گیا ہے مثلاً هِجَانٌ مفرد بھی ہے اور جمع بھی مفرد کی تقدیر پر فاعل کسرہ ایسا ہوگا جیسا کہ

کتاب مفرد میں فا کا کسرہ ہے اور بر تقدیر جمع یہ کسرہ کسرة رجال کے مشابہ ہوگا جو رَجُل کی جمع ہے (ہجاء: سفید باؤں والے اونٹ۔ اس میں مذکر مؤنث، مفرد جمع سب برابر ہیں)

فُعَال کی جمع: فُعَال (بضم فا) کی صفت مذکر کا تذکرہ اس کتاب میں نہیں ہے ہم تہمیل للبحث اس کا اضافہ کرتے ہیں اس وزن کی جمع تکسیر میں تین وزن منقول ہیں فُعَلَاءُ اور فُعَلَانُ (ہر دو بضم فامع سکون العین فی الثانی) اور فِعْلَانُ (بکسر فامع سکون عین) چوں شَجَاعُ (بہادر) شَجَعَاءُ، شَجَعَانُ، شَجَعَانُ شَجَعَةٌ بکسر فامع فتح فا اور فا اور عین دونوں کے فتح کے ساتھ بھی نقل ہوا ہے۔ اس وزن میں مؤنث صفت کی جمع کا وزن وہی فُعَلَاءُ ہوگا۔ یہاں تک مدہ ثالثہ کے الف ہونے کی صورتیں صفت سے متعلق تھیں

وَجَمْعُ فَعَالٍ وَفِعَالٍ وَفَعِيلٍ وَفُعُولٍ بِرُوزْنِ فِعْلَةٍ وَأَفْعَلَةٍ وَفُعُلٍ وَفِعْلَانٍ وَفُعْلَانٍ آید، چوں قَذَالٌ وَقَذُلٌ وَأَقْذِلَةٌ وَغَزَالٌ وَغَزْلَانٌ وَغَزْلَةٌ وَحِمَارٌ وَأَحْمِرَةٌ وَحُمُرٌ، وَغَرَابٌ وَأَغْرِبَةٌ وَغَرَبَانٌ، وَقَفِيزٌ وَأَقْفِيزَةٌ وَقَفُزٌ وَقُفُزَانٌ، وَعُمُوذٌ وَأَعْمِدَةٌ وَعُمُدٌ

## اسم کی جمع تکسیر کا بیان

اب اسم کی جمع تکسیر شروع کی ہے جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ۔  
فُعَال کی جمع: کلمہ میں تیسری جگہ کا مدہ الف ہو تو فتح فا کی صورت میں أَفْعَلَةٌ، فُعُلٌ (بضممتین) فِعْلَانُ (بکسر فامع سکون عین) اور فُعُولٌ، جمع تکسیر کی یہ چار بنائیں منقول ہیں ان میں أَفْعَلَةٌ غالب ہے اور فُعُولٌ بہت کم ہے مثال: قَذَالٌ (گدی کے گڑھے سے کان تک کا حصہ) اس کی جمع أَقْذِلَةٌ، قَذُلٌ. غَزَالٌ (ہرن کا بچہ) کی جمع غَزْلَانُ، غَزْلَةٌ بِرُوزْنِ فِعْلَةٍ. عَنَاقٌ

(پنپیا یعنی بکری کا دو بچہ جو مادہ ہو) کی جمع عُنُوق۔

فِعَال کی جمع: اب کسر فا کو لیجئے کہ اس میں اَفْعِلَة اور فُعْل (بضممتین) یہ دو وزن غالب ہیں جیسے حِمَار کی جمع میں اَحْمِرَة اور حُمُر اور فِغْلَان (بکسر فا و سکون عین) اور فَعَائِل (بفتح فا) یہ دونوں وزن بھی قلت کے ساتھ آئے ہیں، جیسے صَوَار (نیل گایوں کا گله) کی جمع میں صَيْرَان اور شِمَال (خلق، عادت) کی جمع شَمَائِل۔

فُعَال کی جمع: اب ضمہ فا کو لیجئے اس میں اَفْعِلَة کا وزن تو غالب ہے اور فِغْلَان (بکسر فا و ضم فامع سکون العین) بھی ثابت ہیں مگر فِغْلَة (بکسر فا و سکون عین) کا وزن قلیل ہے مثال غُرَاب (کوا) کی جمع اَغْرِبَة، غِرْبَان، قُرَاد (چیچڑی) کی جمع قُرْد اور قِرْدَان۔ زُقَاق (گلی، کوچہ) کی جمع زُقَاق۔ غِلَام (نوجوان) کی جمع غِلَمَة۔

مگر یہ یاد رہے کہ فُعَال میں فُعْل کا وزن غیر مضاعف میں ہوگا۔ مضاعف میں یہ شکل درست نہیں ہے۔ یہاں تک الف مدہ کا ذکر تھا۔ فَعِيل اسمی کی جمع: اب یا اور وا کا حال سنئے فَعِيل مذکر اسم جس کا تیسرا حرف مدہ دیا ہو اس کی جمع تکسیر میں یہ تین وزن غالب ہیں (۱) اَفْعِلَة (۲) فُعْل (بضممتین) (۳) فِغْلَان (مضموم الفاء، ساکن العین) جیسے قَفِيز (ایک پیہ نہ ہے) کی جمع میں اَفْزِرَة، قُفْز، قُفْزَان، رَغِيف (روٹی) کی جمع میں اَرْغِفَة، رُغْف، رُغْفَان۔

ان کے علاوہ (۱) اَفْعِلَاء (بفتح ہمزہ و کسر عین) چوں اَنْصِبَاء۔ جمع نَصِيب (حصہ) (۲) فِعَال (بکسر فا) چوں فِصَال جمع فَصِيل (اونٹنی کا بچہ) (۳) اور اَفَاعِل چوں اَفَائِل جمع اَفِيل (چھوٹا اونٹ) — لیکن اس کا مضاعف فُعْل (بضممتین) کے وزن پر جمع نہ ہو سکے گا۔

فَعُول اسمی کی جمع: یعنی جس کا تیسرا حرف مدہ وا ہو، جیسے عَمُوْد (ستون) ایسے مذکر اسم کی جمع میں اَفْعِلَة اور فُعْل (بضممتین) دو وزن غالب ہیں،

جیسے اَعْمِدَةٌ اور عُمْدٌ — اس کے علاوہ اوزان (۱) فَعْلَانٌ (بکسر فا) جیسے قَعُوذٌ (معمولی سواری کا اونٹ) کی جمع میں قِعْدَانٌ (۲) اَفْعَالٌ جیسے فُلُوْ (پکھیرا) کی جمع اَفْلَاءٌ (۳) فَعَائِلٌ جیسے ذُنُوبٌ (ڈول پانی سے بھرا ہوا) کی جمع میں ذَنَائِبٌ۔

وچوں ایں بنا ہا بتا باشد، جمع ایشاں فَعَائِلٌ و با لف و تا آید، چوں حَمَامَةٌ و حَمَائِمٌ و حَمَامَاتٌ، و ذَوَابَّةٌ و ذَوَائِبٌ و ذَوَابَاتٌ، و رَسَالَةٌ و رَسَائِلٌ و رَسَالَاتٌ، و رَكُوبَةٌ و رَكَائِبٌ و رَكُوبَاتٌ، و عَجِيزَةٌ و عَجَائِزٌ و عَجِيزَاتٌ۔

فَعَالَةٌ، فِعَالَةٌ، فُعَالَةٌ، فَعِيلَةٌ اور فَعُولَةٌ کی جمع: جب یہ بنائیں تا کے ساتھ ہوں تو ان کی جمع بروزن فَعَائِلٌ اور الف تا کے ساتھ آتی ہے یعنی جب یہ اوزان اسم مؤنث کے ہوں جس کی ظاہری علامت ان کے آخر میں تا کا ہونا ہے تو جملہ صورت مدالت میں جن کا ذکر آچکا ہے، جمع مکسر کا وزن فَعَائِلٌ (بفتح فا و کسر ہمزہ) ہوگا اور جمع سالم الف تا کے ساتھ ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک کی علی الترتیب مثال متن میں مذکور ہے۔ (۱) فَعَالَةٌ (بفتح فا) کی مثال حَمَامَةٌ (کبوتری) اس کی جمع تکسیر حَمَائِمٌ اور جمع تصحیح حَمَامَاتٌ ہے (۲) اور فِعَالَةٌ (بکسر فا) چوں رَسَالَةٌ (خط) اس کی جمع تکسیر رَسَائِلٌ اور تصحیح رَسَالَاتٌ ہے (۳) اور فُعَالَةٌ (بضم فا) کی مثال ذَوَابَّةٌ (گیسو) کی تکسیر ذَوَائِبٌ اور تصحیح ذَوَابَاتٌ ہے — مدہ الف کی تینوں صورتیں ختم ہو گئیں۔ مدہ یاء کی مثال عَجِيزَةٌ (سیرین) کی تکسیر عَجَائِزٌ اور تصحیح عَجِيزَاتٌ ہے۔ مدہ واو کی مثال رَكُوبَةٌ (سواری کی اونٹنی) کی تکسیر رَكَائِبٌ اور جمع تصحیح رَكُوبَاتٌ ہے۔

اس کے علاوہ مدہ ثالثہ الف میں اَفْعَالٌ کا وزن بھی مؤنث کے لئے بطور قلت منقول ہوا ہے، چنانچہ عَنَاقٌ (پٹھیا) کی جمع میں اَعْنَقٌ و ذِرَاعٌ (جانور



کا دست) کی جمع اَذْرُع اور عُقَاب (شکاری پرندہ ہے) کی جمع میں اَعْقَبُ  
 ————— یہ تینوں بے تا کے مؤنث ہیں۔

فَعِيلٌ اور فَعُولٌ صفتی کی جمع: مَدَّہ ثالثہ کی تین صورتوں میں سے  
 الف والی تینوں صورتوں میں اسم اور صفت کے مذکر اور مؤنث کی جمع سے  
 فراغت ہو چکی۔ اس کے بعد یا اور واو میں اسم سے متعلق صورتوں کی جمع  
 تکسیر کا ذکر ہو رہا تھا اور اس میں مذکر اور مؤنث کے جموع کے مختلف اوزان  
 متعارف اور غیر متعارف لکھے جا چکے ————— البتہ فَعِيلٌ اور فَعُولٌ  
 صفتی کا ذکر باقی رہ گیا۔ سو مصنف رحمہ اللہ نے تو اس سے تعرض نہیں فرمایا،  
 ہم تکمیل بحث کی خاطر اس کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں لہذا گزارش ہے کہ

فَعِيلٌ صفتی مذکر کی جمع تکسیر نو طرح پر ثابت ہے (۱) فُعْلَاءُ چوں کُرْمَاءُ،  
 جمع کریم (مرد گرامی) (۲) فِعَالٌ چوں کِرَامٌ (۳) فُعُلٌ چوں نُذُرٌ جمع  
 نذیر (ڈرانے والا) (۴) فُعْلَانٌ چوں ثُنَيَانٌ جمع ثنی (وہ اونٹ جس نے اگلے  
 دو دانت جھاڑ دئے ہوں) (۵) فِعْلَانٌ چوں خِصْيَانٌ جمع خِصِيٌّ (خواجہ  
 سرا، آختہ کیا ہوا مرد) (۶) اَفْعَالٌ چوں اَشْرَافٌ جمع شَرِيف (بزرگ یا  
 اچھے خاندان والا مرد) (۷) اَفْعِلَاءُ چوں اَصْدِقَاءُ جمع صَدِيق (دوست)  
 (۸) اَفْعَلَةٌ چوں اَشِحَّةٌ جمع شَحِیح (سخت بخیل) (۹) فُعُولٌ چوں  
 ظُرُوفٌ جمع ظَرِيف (مرد ظریف زیرک، ذہین)

اور فَعِيلَةٌ مؤنث کی جمع تکسیر میں دو وزن غالب ہیں فَعَائِلٌ اور فِعَالٌ چوں  
 صَبِيحَةٌ (خوبصورت عورت) کی جمع صَبَائِحُ اور صَبَاحٌ دونوں طرح  
 مستعمل ہے۔

فَعُولٌ صفتی مذکر کی جمع: اب واو مَدَّہ ثالثہ کا نمبر آیا فَعُولٌ مذکر صفتی  
 میں جمع کا غالب وزن فُعُلٌ (بضم تین) ہے، جیسے صَبُورٌ (مرد صابر) کی  
 جمع صَبُورٌ ہے مگر فُعْلَاءُ اور اَفْعَالٌ کا وزن بھی قلت کے ساتھ آیا ہے، جیسے  
 وَدُودٌ (دوست رکھنے والا) محبت کرنے والا مرد) کی جمع وَدَدَاءُ اور

عَدُوٌّ (دشمن) کی جمع اَعْدَاءُ۔  
 اور مَوْنُثِ صَفْتی میں فَعَائِلُ کا وزن غالب ہے، جیسے عَجُوْزُ (بوڑھی عورت)  
 کی جمع عَجَائِزُ۔

و جمع ابنیہ رباعی بروزن فَعَالِلُ آید، چوں جَعْفَرُ وَ جَعَا فِرُ وَ دِرْهَمُ وَ دَرَاهِمُ  
 وَ بُرْثَنُ وَ بَرَاثِنُ۔

اسم رباعی مجرد کی جمع: ابنیہ رباعی کی جمع فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے۔ فا  
 کلمہ مفتوح و مکسور ہو یا مضموم ہو۔ مفتوح کی مثال جَعْفَرُ (چھوٹی نہر) کی جمع  
 جَعَا فِرُ۔ مکسور کی مثال: دِرْهَمُ کی جمع دَرَاهِمُ ہے۔ مضموم کی مثال:  
 بُرْثَنُ (پنچہ شیر) کی جمع بَرَاثِنُ ہے

و جمع ثلاثی کہ بزیادت حرفی شدہ، ہم بریں قیاس آید، چوں  
 اَصْبَعُ وَاَصَابِعُ وَمَنْزِلُ وَمَنَاظِلُ وَصَيْقِلُ وَصَيَاقِلُ، وَعَشِيرُ وَعَثَائِرُ،  
 وَاَوَّلُ وَاَوَائِلُ وِمِدَقُّ وِمِدَاقُ۔

مُلْحَقَاتِ رباعی مجرد کی جمع: جو ثلاثی ایک حرف کی زیادتی سے چہار  
 حرفی ہو گئی ہو، اس کی بھی جمع اسی قیاس پر آئے گی یعنی وہی فَعَالِلُ کے وزن  
 پر جمع تکسیر ہوگی۔ خواہ وہ بزیادت کلمہ کے اول میں ہو، پھر خواہ  
 ہمزہ ہو یا کوئی دوسرا حرف، جیسے اَصْبَعُ (انگلی) کی جمع اَصَابِعُ اور مَنْزِلُ  
 (فرود گاہ، پڑاؤ) کی جمع مَنَاظِلُ۔ یا وہ بزیادت کلمہ کے وسط میں ہو  
 پھر فَاوَعِین کے مابین ہو، جیسے صَيْقِلُ میں صَيَاقِلُ (صِقْلِ گر،  
 تلوار آئینہ وغیرہ کی منجھائی کرنے والا) یا عِین اور لام کے مابین ہو، جیسے  
 عَشِيرُ (غبار) کی جمع عَثَائِرُ۔ خواہ وہ کلمہ مضَعَّف ہو یا نہ ہو۔ پھر  
 تَضْعِیفِ وسط میں ہو، جیسے اَوَّلُ کی جمع اَوَائِلُ یا آخر میں ہو جیسے  
 مِدَقُّ (کوبہ، موصل) کی جمع مِدَاقُ۔

استدراک لیکن حسب تصریح صاحب اصول اکبری ملحقات رباعی مجرد میں جن کا الحاق بتکرار لام نہ ہوگا اس کی جمع تکسیر فَعَالِلُ نہ ہوگی، گو صورت میں فَعَالِلُ کے مشابہ ہو، جیسے عَشِيرُ میں اصل جمع کا وزن فَعَالِلُ (بالہزہ) ہے جو صورت فَعَالِلُ سے مشتبہ ہو رہا ہے۔ فَعَالِلُ نہیں ہے۔

﴿فائدہ﴾ وزن فَعَالِلُ میں اسم اور صفت کا فرق نہیں، جیسے قِمَطْرُ (بستہ، جزودان) کی جمع قِمَاطِرُ ہے، ایسے ہی سَبَحْلُ صفت (زن فرہ) کی جمع سَبَاحِلُ ہے۔

واگر چہارم کلمہ حرف مدولین باشد، جمع او فَعَالِلُ آید، چوں مِفْتَاحُ وَمِفَاتِيحُ وَعُصْفُورٌ وَعَصَافِيرُ وَقِنْدِيلٌ وَقِنَادِيلٌ، وَمِنْدِيلٌ وَمِنَادِيلٌ۔

رباعی مزید فیہ کی جمع: اگرچہ تھا کلمہ حرف مدولین ہو تو اس کی جمع بروزن فَعَالِلُ آئے گی یعنی رباعی مزید فیہ جس کا چوتھا حرف مدہ ہو، خواہ واو ما قبل مضموم یا یا عا قبل مکسور یا الف ما قبل مفتوح ہو تو اس کی جمع تکسیر میں فَعَالِلُ کا وزن مطرد ہے جیسے عُصْفُورُ (چڑیا) کی جمع عَصَافِيرُ، قِنْدِيلُ (لالین) کی جمع قِنَادِيلُ، قِرْطَاسُ (کاغذ) کی جمع قِرَاطِيسُ۔

مُلَحَقَاتِ رباعی مزید فیہ کی جمع: یہی حکم مُلَحَقَاتِ رباعی کا ہے یعنی رباعی مزید فیہ جس کا حرف رابع مدہ ہو اس کے مُلَحَقَاتِ کا حکم بھی رباعی مزید فیہ کا ہے، بشرطیکہ الحاق بتکرار لام ہو، جیسے جَلَبَابُ (چادر) یہ قِرْطَاسِ کا ملحق ہے، اس کی جمع جَلَابِيبُ ہے۔

﴿فائدہ﴾ اس باب میں بھی اسم و صفت کا فرق نہیں ہے۔ قِنْدِيلُ مِّنْدِيلُ (رومال) عُصْفُورُ، قِرْطَاسِ اسماء ہیں اور سِرْدَاخُ (فرہ ناقہ) اور عَزْهُوْلُ (وہ اونٹ جس کو چراگاہ میں آزاد چھوڑ دیا گیا ہو) صفت ہیں ان کی جمع سَرَادِيحُ اور عَزَاهِيلُ ہے۔

﴿فائدہ﴾ مصباح، مفتاح، منديل یہ دراصل رباعی نہیں ثلاثی ہیں جو باعث

زیادتی مدہ رابعہ رباعی کے ہم وزن ہو گئے ہیں ان کی جمع بھی فَعَالِلُ کے وزن پر مطرد ہے، چنانچہ مصابیح، مفاتیح، منادیل ان کی جمع تکسیر معروف ہے۔

وخماسی راجع تکسیر کم کنند، و اگر بکنند حرف آخر را حذف کنند، و باقی را بر فَعَالِلُ جمع کنند، چوں سَفَرُ جَلُّ و سَفَارِجُ و جَحْمَرِشُ و جَحَامِرُ۔

خماسی کی جمع: خماسی کی جمع تکسیر کم کرتے ہیں اور اگر کرتے ہیں تو حرف آخر کو حذف کرتے ہیں، پھر باقی ماندہ اسم کو بروزن فَعَالِلُ بتکرار لام جمع کر لیتے ہیں، چنانچہ سَفَرُ جَلُّ کی جمع سَفَارِجُ اور جَحْمَرِشُ (بہت بوڑھی عورت) کی جمع جَحَامِرُ اسی اصول پر بنائی گئی ہے کہ سفر جل کا لام اور جَحْمَرِش کا شین حذف کر کے سَفَرِجُ اور جَحْمَرُ کی جمع جَعْفَرُ کی جمع کی طرح سَفَارِجُ اور جَحَامِرُ چوں جَعَا فِرُ کر لی گئی۔

فائدہ: اور بقول ابن مالک خماسی میں جمع تکسیر بناتے وقت حرف خامس کا حذف بلا شرط ہے لیکن گاہے یہ حذف حرف رابع کا بھی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ رابع یا تو خود حروف زوائد میں سے ہو — حروف زوائد کا مجموعہ سَأَلْتُمُونِيہَا ہے یعنی ان میں کا کوئی حرف ہو — یا بلحاظ مخرج حروف زوائد کے مخرج سے قریب ہو، جیسے دال اور تا قریب المخرج ہیں اور تا حروف زوائد میں سے ہے مگر یہ حذف وہاں ہو گا جہاں حرف رابع طرف کے قریب ہو، بعید میں یہ تصرف نہیں کرتے۔

غرض مذکورہ بالا صورت میں بجائے حرف آخر کے حذف کرنے کے اس رابع کو حذف کر کے فَعَالِلُ کے وزن پر جمع بنا لیتے ہیں مثلاً قُذْعَمِلُ (موٹا اونٹ، بہت بوڑھا) کی جمع تکسیر بنانی ہے تو میم کو جواز جملہ حروف زوائد ہے اور کنارے کے قریب ہے حذف کر دیا اور بروزن فَعَالِلُ قُذَاعِلُ جمع بنالی۔ ایسے ہی فَرَزْدَقُ (ایک شاعر کا نام) کی دال کو جو اگرچہ خود حروف زوائد میں شمار نہیں ہے مگر تا سے قریب المخرج ہے اور تا زوائد میں

سے ہے لہذا اس کو حذف کر کے فَرَاذِقُ عَلٰی وزن فَعَالِلُ جمع بن گئی  
لیکن جَحْمَرُشْ میں میم کو حذف کر کے جَحَادِشْ کہنا  
درست نہیں، کیونکہ میم طرف سے ہٹی ہوئی ہے۔

و در جموع تداخل بسیار افتد ای جمع بنائے، بنائے دیگر را دہند

جموع میں تداخل بہت واقع ہوتا ہے۔ لفظ ”آئی“ سے تداخل کی تفسیر یا  
تشریح کرتے ہیں۔ یہ ”آئی“ تفسیر یہ کہلاتا ہے۔ ”یعنی“ کے معنی میں یعنی  
ایک بنا کی جمع دوسری بنا کو دیدیتے ہیں یعنی جمع کے ایک ایک وزن پر چند چند  
بنائیں جمع ہو جاتی ہیں جیسے وزن فَعَالِلُ میں رباعی، ثلاثی مزید فیہ، خماسی  
سب جمع ہو گئے اور فُعْلُ (بضم تین) میں: فَعَالُ (بفتح فاو بکسر فا) فَعِيلُ  
فُعُولُ وغیرہ سب متداخل ہیں مثلاً قَذَالُ میں قُذُلُ۔ حِمَارُ میں حُمُرُ،  
قَفِيزُ میں قُفُزُ، عُمُوذُ میں عُمُدُ الی غیر ذلک۔  
ایسی ابنیہ کم ہیں جو خاص طور پر کسی ایک ہی قسم کے کلمات کے لئے  
مستعمل ہوں اور دوسرے اوزان کی گنجائش نہ رکھتے ہوں واللہ اعلم۔

واقتصار بسیار افتد ای بنائے کہ وے را جمعہا باشد، بریکے و بردواقتصار کنند،  
وما آں را فرو گذاشته ایم از جهت اختصار و ایجاز۔

جموع میں اقتصار بھی بہت واقع ہوتا ہے یعنی جس بنا کی بہت سی جمع ہوتی  
ہیں ان میں سے بوقت بیان صرف ایک دو پر اقتصار کرتے ہیں تمام جموع  
نہیں بتاتے، کیونکہ مقصد کام چلانا ہے اور نمونہ پیش کرنا ہوتا ہے، استیعاب  
نہیں ہوتا۔ مبسوطات صرف کے مطالعہ سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے  
اور ہم نے تو جموع کے ان کثیر اوزان کو بغرض اختصار و ایجاز  
چھوڑ دیا ہے تاکہ خواہ مخواہ کا طول طالب کے لئے مزید الجھاؤ اور پریشانی کا  
باعث نہ ہو۔

## تصغیر کا بیان

تصغیر کے (لغوی) معنی چھوٹا کرنا، حقیر کرنا، کیونکہ تصغیر کا مقصد مُصَغَّر میں کسی نہ کسی اعتبار سے چھوٹاپن اور اس کی حقارت دکھانا ہوتا ہے۔ اس لئے اُس عمل کا نام جو آگے آرہا ہے تصغیر رکھا گیا۔

اصطلاحی معنی : اسم میں کچھ حرکات اور سکونات میں تبدیلی کر کے اور کچھ حروف میں حذف و اضافہ کر کے خاص خاص شکلیں پیدا کر دی جاتی ہیں، جن سے تصغیری معنی کی تحصیل مطلوب ہوتی ہے، اس عمل کا نام تصغیر ہے۔

مقاصد تصغیر: یہ تصغیری معنی مختلف طریقوں کے ہوتے ہیں، کہیں تقلیلِ عدد کی شکل میں متجلی ہوتے ہیں اور کہیں تقلیلِ مقدار کے رنگ میں نمایاں ہوتے ہیں، کہیں کسی ذات کی مبہم یا متعین طور پر تحقیر مقصود ہوتی ہے، کہیں اظہارِ شفقت کے ذریعہ اس سے اپنے قُرب تعلق کا اظہار ہوتا ہے جس میں مصغر کے ساتھ اپنے باطنی تعلق کی مسافت کو کم سے کم کر کے دکھلایا جاتا ہے، کہیں کسی امر کی ہولناکی دکھا کر درمیانی مسافت کے بعد کو قُرب سے تبدیل

کرنا منظور ہوتا ہے تاکہ سننے والا اس کو زیادہ محسوس کر کے اس سے تحفظ کا انتقام کرے یا شخصِ معظم کی عظمت کو قلوبِ سامعین میں جاگزیں کرنے کی غرض سے اس کو تصغیری شکل میں پیش کر دیتے ہیں۔

بہر حال تصغیر کے مقاصد میں یہ مختلف امور شامل ہیں۔ تقلیل، تحقیر، تقریب، تکبیر، تعظیم، شفقت۔ ان سب میں قدرے مشترک کے طور پر کسی نہ کسی سبب، صغر کے معنی موجود ہیں۔

امثلہ سے یہ جملہ امور بخوبی سمجھ میں آسکتے ہیں (۱) ذَرِیْہِمَاۤتِ (چند درہم) دِرْہِمَہُم کی تصغیر، دُنِیْرَاتِ (چند دینار) دِیْنَارِ کی تصغیر، یہ تقلیلِ عدد ہے (۲) قُبُلَ الظَّہْرِ (ظہر سے کچھ پہلے) بُعِیْدَ العَصْرِ (عصر سے کچھ بعد) فَوْقَ الارض (زمین سے کچھ یوں ہی اوپر) قَبْلُ، بَعْدُ، فَوْقَ کی تصغیر میں، یہ مقداری تقلیل ہے۔ اس میں تقریب کے معنی (بھی) پائے جاتے ہیں قَبْلَ الظَّہْرِ میں قَبْلِیَّت کی تقریب پر دلالت نہ تھی، قُبُلُ میں تقریبی معنی پیدا ہو گئے (۳) تحقیر ذات کی مثال رُجُلٍ (حقیر مرد) عَوِیْلِمَ (حقیر عالم یعنی معمولی عالم) اول میں تحقیر مبہم ہے، ثانی میں تحقیر مبین ہے (۴) تکبیر اور تعظیم کی مثال: موت کے لئے لفظ دُوْیْہِیَّة کا استعمال جو دَاہِیَّة کی تصغیر ہے۔ دَاہِیَّة مصیبتِ عظیمہ کو کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ موت کی مصیبت تمام دواہی سے بڑھ چڑھ کر ہے (۵) تصغیرِ شفقت: یَا بُنِیَّ (اے میرے پیارے بیٹے) یَا اُخِیَّ (اے میرے پیارے بھائی) اِبْنُ اور اَخ کی تصغیر میں۔

مصغُر راسہ بناست: فُعِلٌ و فُعِیْعِلٌ و فُعِیْعِلٌ۔ اما فُعِیْلٌ جملگی ثلاثی را باشد، چوں کَلْبٌ و کَلِیْبٌ و رَجُلٌ و رُجُلٌ و فُعِیْعِلٌ رباعی را باشد، و مشابہ رباعی و خماسی را ہم باشد، چوں جَعْفَرٌ و جُعِیْفَرٌ و دِرْہِمٌ و ذُرِیْہِمٌ و مَنَزَلٌ و مُنِیْزَلٌ و اَکْحَلٌ و اُکْیَحِلٌ و جَدُوْلٌ و جُدِیُوْلٌ و سَفَرٌ جَلٌ و سَفِیْرٌ جٌ۔ و حرفِ آخر از خماسی در تصغیر بیفتد، چنانچہ در جمع تکبیر۔ و

فُعَيْلٌ کلمہ را باشد کہ چہارم او حرف مدولین باشد، چوں مِفْتَاحٌ و مُفَتِّحٌ و عُصْفُورٌ و عُصْفِيرٌ، و قِنْدِيلٌ و قُنْدِيلٌ.

اسم مصغر کے تین وزن ہیں (۱) فُعَيْلٌ (بضم فاو فتح عین مع زیادتِ یائے ساکنہ مابین عین و لام) (۲) فُعَيْعِلٌ (عین ثانی کے کسرہ کے ساتھ، باقی بدستور) (۳) فُعَيْعِلٌ (بزیادتِ یائے ساکنہ مابین عین ثانی و لام، باقی بدستور)

اما سے ہر سہ ابنیہ کی تفریق بلحاظ استعمال بیان کرتا ہے۔

(۱) فُعَيْلٌ کا وزن ہر ثلاثی کے لئے ہوتا ہے کَلْبٌ کی تصغیر کَلْبٌ، رَجُلٌ کی تصغیر رُجُلٌ یعنی وہ ثلاثی ساکن الاوسط ہو یا متحرک الاوسط ہو

یہاں یہ بات سمجھ لیجئے کہ ثلاثی سے مراد سہ حرفی کلمہ ہے اور

جملگی کا مطلب یہ ہے کہ سہ حرفی کلمہ تشنیہ جمع ہو یا مفرد، خواہ اس کے آخر میں

تائے تانیث لگ رہی ہو یا الف ممدودہ تانیث کی علامت اس سے ملحق ہو، یا

بطور علامت اس کے آخر میں الف مقصورہ لگا ہو، یائے نسبت آخر سے ملحق

ہو، یا وہ سہ حرفی لفظ مرکب امتزاجی کا جزو اول ہو، یا وہ مرکب اضافی کا پہلا جزو

ہو، اور وہ مرکب اضافی کسی شخص کا علم ہو، وہ سہ حرفی کلمہ اسم ہو یا صفت ہو،

بہر حال اس کا میزان تصغیر فُعَيْلٌ کا وزن ہے۔ مزید ایضاح کے لئے امثلہ کا

ذکر ضروری ہے، سو سنئے:

(۱) مفرد کی مثال تو خود متن میں کَلْبٌ اور رَجُلٌ مذکور ہیں۔

(۲) تشنیہ جمع لیجئے رَجُلَانِ کی تصغیر رُجُلَانِ، زَيْدُونِ کی تصغیر زَيْدُونِ.

تشنیہ جمع کی علامتوں کو چھوڑ کر، کہ وہ الگ سے لگائی جاتی ہیں، اصل کلمہ کا جزو

نہیں ہوتیں، اصل کلمہ وہی رَجُلٌ سہ حرفی اور زَيْدٌ سہ حرفی ہے، جس کی

تصغیر کا وزن صُورِی فُعَيْلٌ (بضم فاو فتح عین و اسکانِ یا) ہے۔

(۳) اب تائے تانیث اور الف مقصورہ و ممدودہ کو لیجئے، وہاں بھی آپ کو

مصغر کا میزان یہی فُعَيْلٌ ملے گا۔ طَلْحَةُ کی تصغیر طَلْحَةُ، حُبْلَى کی تصغیر



حَبِلّی اور حَمْرَاءُ کی تصغیر حُمَيْرَاءُ دیکھئے زوائدِ تانیث کو چھوڑ کر اصل کلمہ سے حرفی ہے اسی کی تصغیر فُعَيْلٌ کے وزن پر ہو رہی ہے طَلِيحٌ، حَبِلٌّ، حُمَيْرٌ

(۴) یائے نسبت کو لیجئے، اس کا ما قبل ہمیشہ مکسور ہوگا، جیسا تائے تانیث اور ہر دو الف تانیث کا ما قبل ہمیشہ مفتوح ہی ہوگا بَصْرٰی کی تصغیر بُصَيْرٰی ہے بُصَيْرٌ فُعَيْلٌ کا وزن ہے، جو بَصْرٌ سے حرفی کلمہ کی تصغیر کا اصلی وزن ہے، یائے نسبت ایک دوسرا کلمہ ہے، جیسے تائے تانیث اور مدودہ، مقصورہ الف، جن کا الحاق خاص خاص معانی کی غرض سے کلمہ کے آخر میں ہوتا ہے۔ گو باعث شدتِ امتزاجِ اعراب کا تعلق پورے کلمہ کے ان زوائد سے رہتا ہے۔

(۵) مرکب امتزاجی خَمْسَةُ عَشْرَ، اس کی تصغیر خُمَيْسَةُ عَشْرَ، بتصغیر جزو اول ہے، جزو ثانی یعنی عَشْرٌ یہ دراصل خود مستقل کلمہ ہے، جو باعث ترکیب اپنے ما قبل کے ساتھ لپٹ رہا ہے۔

(۶) عَلم کی مثال: اَبُو عَمْرٍو یہ مرکب اضافی عَلم ہے، اس کی تصغیر بتصغیر جزو اول اَبِیُّ عَمْرٍو ————— حَمْرَاءُ میں صفت کے معنی موجود ہیں۔ ﴿فائدہ﴾ میں نے بسلسلہ کلام فُعَيْلٌ کو سے حرفی لفظ کی تصغیر کا ”وزنِ صوری“ لکھا ہے۔ اس کی وجہ بھی سن لیجئے :-

وزن تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) وزنِ صرفی، (۲) وزنِ عَرُوضی، (۳) وزنِ صوری۔

(۱) وزنِ صرفی میں موزوں بہ کے حرکات، سکنت اور اصول و زوائدِ حروف کے بالمقابل، موزوں میں یہ تمام چیزیں پوری مطابقت کے ساتھ موجود ہونگی یعنی حرکات کے مماثل حرکات، اور سکون کے مقابل سکون، پھر موزوں بہ کے اصول کے مقابلہ پر موزوں کے اصول اور اس کے زوائد کے بالمقابل یہاں اسی قسم کے زوائد کا موجود ہونا ضروری ہے۔

(۲) وزنِ عَرُوضی میں حرکت بمقابلہ حرکت اور سکون بمقابلہ سکون ہونا کافی

ہے، اگرچہ وہ حرکات باہم مختلف ہوں طَعَامٌ، اِدَامٌ، رَغِيفٌ ان سب کا وزن عروضی فَعُولٌ ہو سکتا ہے، کیونکہ حروف کی تعداد اور حرکات، سکنت میں یہ تینوں اور فَعُولٌ برابر ہیں۔ لیکن وزن صرفی تینوں کا مختلف ہے اور وہ طَعَامٌ (کھانا) کا فَعَالٌ (بفتح فا) ہے، اِدَامٌ (سالن) کا فِعالٌ (مکسور الفاء) ہے اور رَغِيفٌ (روٹی) کا وزن صرفی فَعِيلٌ ہے۔

(۳) وزنِ صوری ان دونوں کے بین بین ہے کہ اس میں صورتاً دو چیزیں متوازن دیکھی جاتی ہیں، خواہ حقیقتاً وہ باہم مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ اس میں فقط حرکات کا مقابلہ اپنے مماثل حرکات (۱) سے اور سکون کا مقابلہ سکون سے دیکھ لیا جاتا ہے۔ پس وزنِ عروضی، وزنِ صرفی اور وزنِ صوری دونوں سے عام ہوا اور وزنِ صرفی، وزنِ عروضی اور وزنِ صوری دونوں کی نسبت خاص رہا اور وزنِ صوری، وزنِ عروضی کے مقابلہ پر خاص اور وزنِ صرفی کی نسبت عام ہوا۔ غرض تصغیر میں مصرع کا فَعِيلٌ یا فُعِيلٌ یا فُعَيْعِلٌ کے ہموزن ہونے کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ بوزنِ صوری وہ کلمہ ان کے وزن پر ہو جائے، خواہ صرفی وزن بھی وہی ہو یا اس سے مختلف ہو۔ دیکھئے رُجِيلٌ اور نُؤِيسٌ (۲) کا وزن صوری وہی فَعِيلٌ ہے لیکن وزنِ صرفی اول کا فُعِيلٌ اور ثانی کا (عُوَيْلٌ ہے کیونکہ نَاسٌ کی اصل اُنَاسٌ بروزنِ فَعَالٌ ہے، ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اور اس کا کوئی بدل نہیں لایا گیا پس نَاسٌ کا وزن صرفی عَالٌ ہے فاکلمہ محذوف ہے اور نُؤِيسٌ کا عُوَيْلٌ ہے (۳))

اسی طرح اُحْيِمِرٌ، مُضَيَّرٌ، جُوَيْرٌ، صَيِّفٌ ان کا وزن صوری فُعِيلٌ ہے مگر وزنِ صرفی اول کا اُفْيَعِلٌ ثانی کا مُفْيَعِلٌ ثالث کا فُوَيْعِلٌ رابع کا فَيْعِلٌ ہے۔

(۱) یعنی ضمہ بمقابلہ ضمہ اور فتحہ بمقابلہ فتحہ اور کسرہ بمقابلہ کسرہ اور سکون بمقابلہ سکون ہونا چاہئے حروفِ اصلی اور زوائد کا تقابل شرط نہیں ۱۲

(۲) نُؤِيسٌ تصغیر ہے نَاسٌ کی بمعنی تھوڑے لوگ یا معمولی لوگ ۱۲

(۳) نَاسٌ کی مزید تحقیق لسان العرب مادہ انس میں ہے ۱۲

(۲) فُعِلِّل کا وزن مصغر میں رباعی کے لئے ہوتا ہے اور مشابہ رباعی کے لئے و نیز خماسی کے لئے بھی ہوتا ہے۔ مشابہ رباعی سے چو حرفی کلمہ مراد ہے، خواہ وہ ثلاثی مزید ہو یا کچھ اور ہو، رباعی کلمہ کے تمام حروف اصلی ہوں یا کوئی زائد بھی ہو، خماسی سے پنج حرفی کلمہ مراد ہے، خواہ وہ ثلاثی مزید ہو یا رباعی مزید یا وہ خماسی مجرد ہو، بشرطیکہ پنج حرفی کلمہ کا چوتھا حرف مدّہ زائد نہ ہو، نہ تصغیر سے قبل ایسا ہو اور نہ بعد التصغیر ایسا ہو گیا ہو مثلاً مِضْرَاب کا چوتھا حرف یعنی الف تصغیر سے قبل مدّہ زائدہ ہے۔

اور تصغیر کے بعد حرفِ رابع کے مدّہ بننے کی دو شکلیں ہیں:

(۱) مدّہ زائدہ اصل کلمہ میں پانچویں جگہ پر ہو، تصغیر کے وقت کلمہ کا زائدہ حرف جو مدّہ سے قبل واقع تھا، اس کے حذف سے وہ مدّہ خامسہ مدّہ رابعہ بن جائے مثلاً خَنْدَرِیس (پرانی شراب اور پرانی کھجور، گیہوں وغیرہ) کی یاء مدّہ زائدہ ہے کیونکہ یا زائدہ کے بالمقابل واقع ہے (۱) اور یہ کلمہ کا پانچواں حرف ہے، اب بضرورت تصغیر نون کو حذف کر دیا تو یہ مدّہ پانچویں جگہ سے چوتھی جگہ پر آگیا۔ خَنْدَرِیس کی تصغیر خُدَیرِیس ہے۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ اصل کلمہ میں حرف علت چوتھی جگہ واقع تھا مگر مدّہ نہ تھا، تصغیر میں جا کر وہ مدّہ بن گیا، مثلاً سِنُور (بلی) کا واؤ فتحہ ماقبل کے باعث مدّہ نہیں ہے مگر رابع ہے، کیونکہ حرفِ مشدّد دو حرف ہیں، لیکن تصغیر میں آکر کسرۃ ماقبل کی بنا پر واؤ یا ہو گیا اور مدّہ بن گیا۔ اس شرط کا فائدہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

امثلہ (۱) جَعْفَر (چھوٹی نہر) کی تصغیر جُعِفَر رباعی مجرد میں، اسی طرح دِرْهَم کی تصغیر ذُرَيْهَم (۲) مَنْزِل، اَنْحَل (بازو کی ایک رگ کا نام) جَدُول (نہر صغیر، نالی) یہ چو حرفی کلمات اصل میں ثلاثی ہیں مگر زیادتِ حرف کے باعث مشابہ رباعی ہو گئے۔ ان کی تصغیر مُنِزِل، اُكِنِحِل،

جَدِیوْلُ ہے۔ (۳) مُکْرَمَ (معزز آدمی) ثلاثی مزید فیہ کی تصغیر مُکْرِیْمٌ ہے  
 (۴) سَفَرُجَلٌ خماسی ہے اس کی تصغیر بحذف حرفِ خامس سَفَرِجٌ ہے،  
 چنانچہ خود مصنف رحمہ اللہ نے تصغیر خماسی میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ  
 ﴿قَاعِدَہ﴾ تصغیر میں خماسی کا حرف آخر گر جاتا ہے جیسا کہ اس کی جمع تکسیر  
 میں گر جاتا ہے (سَفَرُجَلٌ کی جمع تکسیر سَفَارِجٌ ہے)  
 (۵) فُعِیْلٌ کا وزن تصغیر میں اُن کلمات کے لئے ہوتا ہے کہ جن کا چوتھا  
 حرف مدّ و لین ہو، خواہ الف ہو جیسا مَفْتَحٌ میں یا واو ہو جیسا عَصْفُوْرٌ میں یا یاء  
 ہو جیسا قُنْدِیْلٌ میں، ان کی تصغیر مُفِیْیَحٌ، عَصِیْفِیْرٌ، قُنْدِیْلٌ ہے۔ مَفْتَح  
 ثلاثی مزید فیہ ہے اور قُرِیْطِیْسٌ، قِرْطَاسٌ کی تصغیر، یہ رباعی مزید فیہ ہے،  
 اسی طرح عَصْفُوْر قُنْدِیْل یہ بھی ثلاثی مزید فیہ کی امثلہ ہیں۔

---

وا ز مَوْنَت سماعی آنچہ سہ حرفی باشد تا زیادہ کنند در تصغیر وے، چوں  
 شَمْسٌ و شَمِیْسَةٌ و دَارٌ و دَوِیْرَةٌ

---

﴿قَاعِدَہ﴾ سہ حرفی مَوْنَت سماعی کی تصغیر میں تا زیادہ کرتے ہیں تاکہ مذکر اور  
 مَوْنَت کا امتیاز قائم رہے، چنانچہ شَمْسٌ کی تصغیر شَمِیْسَةٌ اور دَارٌ کی تصغیر  
 دَوِیْرَةٌ آتی ہے۔ شَمِیْسٌ اور دَوِیْرٌ کا وزن وہی فُعِیْلٌ ہے، جو جملگی ثلاثی کے  
 لئے ابتدائے فصل میں بیان ہوا۔

﴿فَاعِلَہ﴾: اور جب سماعی مَوْنَت میں بھی بوقت تصغیر تا کا الحاق ضروری ہوا  
 تو قیاسی مَوْنَت کی علاماتِ تانیث کا ابقاء تصغیر میں بدرجہ اولیٰ ضروری  
 ہوا، چنانچہ ہم اس کے متعلق مفصل لکھ چکے ہیں۔

---

و بسیار باشد کہ حرفہائے زیادت از کلمہ حذف کنند، پس تصغیر کنند، و آں  
 را تصغیر تر خیم گویند، چوں اَزْهَرُ و زْهَیْرٌ، و حَارِثٌ و حُرَیْثٌ.

---

تصغیر تر خیم کا بیان: اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ اول (یعنی پہلے) کلمہ کے زوائد

حروف حذف کر دیتے ہیں، اس کے بعد باقی ماندہ حروف کے لحاظ سے اس کی تصغیر بنا لیتے ہیں، ایسی تصغیر کو تصغیر تر خیم کہتے ہیں۔ تر خیم کے معنی تقلیل کے ہیں صَوْتُ رَخِيمٍ اس آواز کو کہتے ہیں جو کمزور ہو۔ یہاں بھی حذف زوائد سے کلمہ میں تقلیل پیدا ہوتی ہے اور کلمہ کمزور ہو جاتا ہے اس مناسبت سے اس کو تصغیر تر خیم کہتے ہیں۔ جیسے اَزْهَوُ (روشن، صاف رنگ والا، روشن چہرہ والا) کی تصغیر میں زُهِيرٌ اور حَارِثٌ (کاشتکار، کمانے والا) کی تصغیر میں حُرَيْثٌ۔ ازہر اور حارث کا الف حذف کر کے زہیر اور حریت تصغیر کر لی گئی۔

﴿فائدہ﴾ تصغیر تر خیم میں یہ ضروری نہیں کہ صرف غیر عمدہ زوائد کا حذف ہو، بلکہ عمدہ، غیر عمدہ، ضروری غیر ضروری سب ہی حذف ہو جاتے ہیں۔ عمدہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اضافہ کسی خاص معنی کے لحاظ سے ضروری سمجھا گیا ہو، جیسے ثلاثی مزید یا رباعی مجرد اور مزید کے اسم فاعل اور اسم مفعول کے اول کا میم۔

﴿فائدہ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے تصغیر تر خیم کی دو مثالیں بیان کیں، دونوں از قبیل اعلام ہیں۔ فراء کے نزدیک تصغیر تر خیم کا عمل اعلام (ناموں) کے ساتھ مخصوص ہے، ممکن ہے کہ مصنف رحمہ اللہ کی رائے میں فراء کا قول قوی ہو۔ دوسرے حضرات عَلَمٌ غیر عَلَمٌ ہر جگہ تصغیر تر خیم جائز مانتے ہیں اَحْمَقُ کی تصغیر حُمِيقٌ معروف ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حادث علم نہ ہو بلکہ معنی وصفی مراد ہوں یعنی کاشتکار، اس صورت میں مصنف رحمہ اللہ کا مذاق جمہور کے ساتھ ہو گا۔

﴿فائدہ ضروریہ﴾ تصغیر تر خیم کے علاوہ زوائد کما حکم ثلاثی اور رباعی میں یہ ہے کہ۔ (۱) رباعی کی تصغیر میں تو جملہ زوائد کا حذف لازم ہے، عمدہ غیر عمدہ سب برابر ہیں مگر کسرۃ تصغیر کے بعد کما مدہ یہاں بھی حذف نہ ہو گا۔

(۲) البتہ ثلاثی میں مختلف صورتیں بنتی ہیں کہ صرف ایک زیادت ہو یا دو ہوں یا تین ہوں۔ صورتِ اولیٰ میں وہ زیادتی تصغیر میں قائم رکھی جائے گی، خواہ اول کلمہ کی ہو جیسا



سے زیادہ مفید ہو، دیکھئے مُقْعَنْسِسْ (سخت) کی تصغیر مُقْعِنَسِ آتی ہے یعنی میم، نون، سین، یہ تین زائد حرف ہیں، ان میں جواہریت میم کی ہے وہ نون اور سین کی نہیں، میم فاعل کی علامت ہے اور ذاتُ مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ کا پتہ دیتی ہے لیکن نون اور سین اس خاص معاملہ میں بالکل بیکار ہیں۔

وَمَا سُهَيْلٌ وَكُمَيْتٌ وَمَانِدٌ آں، موضوع اندر صورتِ تصغیر و لیکن تصغیر نہ۔

﴿فائدہ﴾ سُهَيْلٌ (بجانب جنوب ایک ستارہ کا نام ہے جس کا تعلق یمن (۱) سے ہے) کُمَيْتٌ (گھوڑے کا سرخ مائل بہ سیاہی ہونا) اور اس کے امثال جیسے کُعَيْتٌ (بلبل ہزار داستان) جُمَيْلٌ (چھوٹی قسم کا ایک پرندہ ہے) ان سب کی وضع بصورتِ تصغیر ہوئی ہے۔ یہ مصغر نہیں ہیں (یعنی گاہے بوقت وضع ہی ذلت و حقارت ملاحظہ میں آتی ہے تو ابتداء ہی سے لفظ بصورتِ تصغیر وضع کرتے ہیں تاکہ وہ چیز کی حقارت پر بھی دلالت کرے)

## فصل پنجم در نسبت

نسبت: باز بستن چیزے باشد، پچیزے دیگر، بزیاہہ کردن یا ئے مشددہ، بر آخر کلمہ چوں بلخی و وردی، و صیقی و ثیابی۔

## پانچویں فصل نسبت کے بیان میں

نسبت کے معنی: ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ باندھنا، کلمہ کے آخر میں یا ئے مشدد بڑھا کر نسبت دو چیزوں کے باہم ارتباط اور لگاؤ کا نام ہے جیسا غلامُ زید میں غلام کا زید سے تعلق ملکیت، یازید قائم میں قیام اور زید کا تعلق

(۱) یعنی یمن والوں کو وہ ستارہ نظر آتا ہے، حجاز، تہامہ اور نجد میں نظر نہیں آتا۔

وصفیت وحدوث ————— علمائے عربیت کی اصطلاح میں لفظ کے آخر میں یائے مشددہ بڑھانے سے جو اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ یاء والی چیز کا تعلق اسی مرکب کے مجرد عن الیاء سے ہے، جیسے بَغْدَادِیُّ (بغداد کا رہنے والا) میں بغدادی کا بغداد سے تعلق اس مخصوص طرز سے اظہار تعلق کا نام نسبت ہے اس میں یاء والا لفظ منسوب ہے اور مجرد عن الیاء منسوب الیہ ہے اور منسوب منسوب الیہ کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔

مثالیں (۱) بلدخی (شہر بلخ کا باشندہ) یہ نسبت الی البلدہ ہے (۲) وَرْدِیُّ (گلاب فروش) منسوب الی الورد ہے وَرْدٌ: گلاب (۳) صِیْقَلِیُّ (صیقل گریا جلا دینے والا) صِیْقَلٌ کی طرف منسوب ہے۔ یہ نسبت پیشہ کے لحاظ سے ہے۔ (۴) ثِیَابِیُّ (کپڑے والا، پارچہ فروش) ثِیَابٌ کی طرف منسوب ہے، ثِیَابٌ، ثَوْبٌ کی جمع ہے یہ نسبت بھی پیشہ کے لحاظ سے ہے۔ (۵) هَاشِمِیُّ، هَاشِمٌ کی طرف منسوب ہاشمی خاندان کا فرد، یہ نسبت خاندان کی طرف ہے۔

غرض نسبت میں منسوب، منسوب الیہ کے متعلقات سے ہو گا خواہ تعلق ولادت اور نسب کا ہو یا تعلق کسب و ہنر کا ہو، یا تعلق سکونت و قرار کا ہو۔

ونسبت صنّاع سہ گونه آید، یکے: آل کہ عرب ویرانائے نہادہ باشند، چوں قَیْنٌ وَاِسْكَافٌ، ودیگر آل کہ: از حرفتِ وے فَعَّالٌ بنا کنند، چوں قَفَّالٌ وَقَوَّاسٌ وَنَبَّالٌ، سوم: آل کہ یائے نسبت در آرند، چوں قَلَنْسَیُّ وَثَعْلَبِیُّ وایں نسبت در مطبوعات و مصنوعات مطرد است، چوں حِصْرِ مِیَّةٌ وَسُمَّاقِیَّةٌ وَتَبْلِیَّةٌ وَمَرْدِیُّ وَمِسْکِیُّ۔

ترجمہ: اور پیشوں کی نسبت تین طرح آتی ہے ایک یہ کہ عربوں نے اس پیشہ کے لیے کوئی نام رکھ دیا ہو۔ جیسے قَیْنٌ (آہن گر) اِسْكَافٌ (موچی) دوسرے یہ کہ اس پیشہ سے فَعَّالٌ کا وزن بنائیں جیسے قَفَّالٌ (قفل ساز) قَوَّاسٌ (کمان گر) نَبَّالٌ (تیر بنانے والا) تیسرے یہ کہ یائے نسبت لائیں،



جیسے قَلَنْسِي (کلاہ فروش) ثَعْلَبِي (لومڑی کا تاجر) ————— اور یہ نسبت (کاتیسرا طریقہ) پکی ہوئی چیزوں میں اور بنائی ہوئی چیزوں میں عام ہے، جیسے حَصْرَمِيَّة (وہ کھانا جو خام کھجوروں سے تیار کیا گیا ہو) سُمَّا قِيَّة (وہ کھانا جو سُمَّا ق پھل سے تیار کیا گیا ہو) تَبْلِيَّة (مصالح دار کھانا) مَرْدِي (وہ کھانا جو مَرْدِي سے تیار کیا گیا ہو) مِسْكِي (وہ کھانا جس میں مشک پڑی ہوئی ہو)

لغات: صِنَاع (بکسر صاد) صَنَع کی جمع ہے۔ صَنَع: کام، پیشہ، حرفت: پیشہ پیشوں کی نسبت میں تین صورتیں: مصنف رحمہ اللہ نے نقل کیں ہیں یعنی پیشوں کی نسبت تین طرح آتی ہے۔

ایک یہ ہے کہ عرب نے اس پیشہ کا خود کوئی نام رکھ چھوڑا ہو، جیسے لوہے کا کام کرنے والا قَيْن (بفتح قاف و سکون یا) جو تانبہ بنانے والا موچی اسْكَاف (بکسر ہمزہ و سکون کاف)

دوسری شکل یہ ہے کہ اس حرفت کو فَعَال (بفتح فاو تشدید عین) کے وزن پر لے آئیں، جیسے قَفَّال (قفل ساز) قَوَّاس (کمنگر یعنی کمان بنانے والا) نَبَّال (تیر بنانے والا) قُفْل (تالا) سے قَفَّال، قوس (کمان) سے قَوَّاس نَبْل (تیر) سے نَبَّال بنالیا گیا اور اس طرح ان صنائع میں نسبی معنی پیدا ہو گئے۔

تیسری شکل وہی لفظ کے آخر میں یائے نسبت لانے کی ہے جیسے قَلَنْسِي (کلاہ فروش) ثَعْلَبِي (لومڑی کا تاجر)

﴿فائدہ﴾ بہ الحاق یائے نسبت کا طریق مطبوعات اور مصنوعات میں مطرد اور بالعموم شائع ہے جیسے (۱) حَصْرَمِيَّة (وہ طعام جو خام کھجوروں سے تیار کیا گیا ہو) حَصْرَم: خام کھجور کو کہتے ہیں (نیز کچے سبز انگور کو اور ہر کچے پھل کو بھی کہتے ہیں پس کچے آم کی چٹنی کو بھی حَصْرَمِيَّة کہیں گے) (۲) سُمَّا قِيَّة (وہ کھانا جو سماق سے بنایا گیا ہو) سُمَّا ق (بضم سین و تشدید میم) ایک درخت کا پھل ہے جو بہت کھٹا ہوتا ہے (جیسے املی وغیرہ) (۳) تَبْلِيَّة (مصالح دار طعام) تَابِل: وہ چیز جو اصلاح طعام کے لئے استعمال کی جاتی ہے جیسے زیرہ، فلفل (مرچ) قَرَنُفْل

(لَوْنِک) کُزْتَبْرَه (ہر ادھنیا) وغیرہ۔ اس کی جمع تَوَابِل آتی ہے تو ابل کے معنی مصالحتات (۴) مَرَدِی (بَقْتِ مِیم و سکون را و کسر دال مہملہ، بآخر یائے مشدود) مَرَد: پیلو کا پھل جو تازہ ہو مَرَدِی وہ طعام جو اس سے تیار ہوا ہو، مَرِید دودھ میں بھگوئے ہوئے چھواروں کو بھی کہتے ہیں ممکن ہے ایسے چھواروں سے تیار شدہ طعام کو مَرَدِی کہتے ہوں (۵) مِسْکِی: مشک والا طعام۔

و بدال کہ در نسبت تغیرات بسیار افتد۔ و آل دو نوع است: شاذ و مطرد۔ شاذ چوں اَنَافِیُّ و رَقَبَانِیُّ و یَمَانِیُّ و مطرد چوں نَمِرُّ و نَمَرِیُّ و عَصَا و عَصَوِیُّ و عَمُّ و عَمَوِیُّ و آبُّ و اَبَوِیُّ و عَلَیُّ و عَلَوِیُّ ————— دہریک را احکام بسیارست، و ایں کتاب اَل را احتمال نتواند کرد، ازاں جہت فرو گذاشتہ شد۔

ترجمہ: اور جان لیجئے کہ نسبت میں بہت سے تغیرات واقع ہوتے ہیں اور وہ دو طرح کے ہیں شاذ اور مطرد، شاذ جیسے اَنَافِیُّ (اوپچی ناک والا) رَقَبَانِیُّ (موٹی گردن والا) یَمَانِیُّ (یمین کا باشندہ) اور مطرد جیسے نَمِرُّ (چیتا) سے نَمَرِیُّ، عَصَا (لاٹھی) سے عَصَوِیُّ عَمُّ (چچا) سے عَمَوِیُّ، آبُّ (باپ) سے اَبَوِیُّ اور عَلَیُّ سے عَلَوِیُّ (حضرت علیؑ کی اولاد) ————— اور ہر ایک کے یعنی مطرد اور شاذ میں سے ہر ایک کے بہت احکام ہیں۔ یہ مختصر کتاب ان کی تفصیلات کی متحمل نہیں ہو سکتی، اسی باعث (چند اشارات پر اکتفا کرتے ہوئے) ان کو چھوڑ دیا گیا۔

نسبت میں تغیرات بہت واقع ہوتے ہیں اور وہ دو طرح کے ہیں مطرد اور شاذ۔ شاذ کی مثالوں میں اَنَافِیُّ (اوپچی ناک والا) یہ اَنَفُّ (ناک) کی طرف نسبت ہے رَقَبَانِیُّ (موٹی گردن والا) یہ رَقَبَةُ (گردن) کی طرف نسبت ہے یَمَانِیُّ (یمین کا باشندہ) ان میں نسبی تغیرات خلاف قانون ہیں۔ مطرد کے بیان میں مصنف رحمہ اللہ نے بذریعہ امثلہ ان تغیرات پر تنبیہ

فرہ ن ہے جو نسبت میں قیاسی اور قانونی تغیرات کہلاتے ہیں اور جو اپنے اپنے باب میں بشرط وقوع اور عام ہیں۔ ان کی مختصر تفصیل معروض ہے۔

(۱) ثمریٰ مکسور اعمین میں عین کا سرہ فتح سے بدل دینا واجب ہے، نمبر (بکسر میم) کی نسبت میں نمویٰ (شخ میم) کہا جائے گا۔ اسی طرح ابل کی نسبت میں ابلئی (شخ با) اور ذیل کی نسبت میں ذولیٰ (شخ ہمزہ) پڑھیں گے۔

(۲) ثمریٰ کا تیسرا حرف اعراف مقصورہ ہو بشرطیکہ وہ دوسرے حرف سے بدل ہو یا ہو خواہ اصلی حرف واو ہو جیسا عصا میں، یا یاء ہو جیسا رخی (چکی) میں، تو عند النسبت اس کو واو سے بدلنا لازم ہو گا۔ عصا کی نسبت میں عصویٰ اور رخی میں رخیٰ کہیں گے۔

(۳) جس اسم کے آخر میں تیسری جگہ یاء ماقبل مکسور واقع ہو تو نسبت میں اس کو واو سے بدل کر کسرہ ماقبل کو فتح سے بدلنا واجب ہو گا۔ جیسے عمی (اندھا) کی تصغیر میں عمویٰ اور شجی (غمگین، فکر مند) میں شجویٰ۔

(۴) اب ابویٰ میں اسمائے ستہ مکمرہ کی نسبت کا قاعدہ بتایا ہے یعنی محذوف اللام دو حرفی اسم جو اصل میں متحرک الاوسط ہو اور بعوض محذوف اس کے اول میں ہمزہ وصل نہ بڑھایا گیا ہو جیسے، اب کہ اصل میں ابوتھایا آخ کہ اصل میں اخوتھایا ہن کہ اصل میں ہنوتھایا ایسے اسماء کی نسبت میں محذوف حرف کی واپسی لازم ہوگی۔ پس اب کی نسبت ابویٰ اور آخ کی اخویٰ اور ہن کی نسبت ہنویٰ برد محذوفات آئے گی۔

لیکن محذوف اللام ساکن الاوسط میں، خواہ ہمزہ وصل کا اضافہ ہوا ہو، جیسے اسم کہ اصل میں سمنوتھایا، ہمزہ کا اضافہ نہ ہوا ہو جیسے دم (خون) ید (ہاتھ) کہ اصل دمنو، یدنو ہیں یا محذوف اللام متحرک الاوسط ہو کہ جس میں ہمزہ وصل کا اضافہ کیا گیا ہو۔ جیسے ابن کہ اصل میں بنوتھا۔ بوقت نسبت محذوف کی واپسی ضروری نہ ہوگی اور دونوں طرح کی نسبتیں جائز ہوں گی یعنی واپس لانا بھی جائز ہوگا اور نہ لانا بھی جائز ہوگا اور اسی طرح ساکن الاوسط کو



بُخُورِیٰ کے بجائے بَخُورِیٰ نسبت ہوگی۔

﴿قاعدہ سے مشتق﴾ مگر اس قاعدہ سے وہ صورت مشتق رہے گی جہاں جمع کسی شے کا علم ہو کہ علیت میں صرف وہ چیز مراد ہوتی ہے جو اس کا مُسمیٰ ہوتا ہے وہاں کلمہ کے اصلی معنی کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ مثلاً مَدَایِن، اَنْصَار، کِلَاب، ضَبَاب، اَنْمَار، یہ سب جمع کے اوزان ہیں۔ مَدَایِن، مَدِیْنَةُ کی جمع ہے، اَنْصَار نَاصِر کی جمع، کِلَاب، کَلَب کی جمع، ضَبَاب، ضَب کی جمع بمعنی گوہ، اَنْمَار، نَمَر کی جمع بمعنی چیتا۔ مگر اب یہ اعلام ہیں، ان میں جمعیت کے معنی ملحوظ نہیں مَدَایِن خاص کسری کا پایہ تخت ہے۔ اَنْصَار ایک خاص جماعت کا امتیازی لقب بمنزلہ اسم علم ہے ہر ناصر کو اَنْصَار کہنا غلط ہے۔ کِلَاب، ضَبَاب، اَنْمَار، یہ تینوں قبیلوں کے نام ہیں، لہذا ان کی نسبت میں لفظ کی صورت کو قائم رکھا گیا ہے اور مَدَایِنِی، اَنْصَارِی، کِلَابِی، ضَبَابِی، اَنْمَارِی کہا جاتا ہے۔

﴿قاعدہ﴾ اور یہی قاعدہ جمع سلامت، تشنیہ، اسم مؤنث اور مرکب کی نسبت کا ہے کہ ان کو اول مفرد کر لیتے ہیں، پھر آخر میں یائے نسبت لگا دیتے ہیں۔ دیکھئے مسلمون جمع سالم کی نسبت مُسْلِمِیٰ اور رَامِیَان تشنیہ کی نسبت رَامِی، حمزۃ کی نسبت میں حَمَزِیٰ یہ مؤنث کی مثال ہے، تانیث کی علامت حذف ہو گئی۔ حَضَرَ مَوْتَ مرکب میں نسبت حضور مہی ہے۔

تصغیر کا حکم نسبت سے مختلف ہے: آگے فرماتے ہیں کہ ان کلمات کی تصغیر میں صرف صدر کلمہ کی تصغیر کرتے ہیں جس کا اثر تشنیہ، جمع، تانیث کی علامت پر اور اسی طرح مرکب کے دوسرے کلمہ پر کچھ نہیں پڑتا مصنف نے بھی کہہ دیا کہ تصغیر کے بعد ان علامات کو سلامت اور محفوظ رکھتے ہیں۔ چنانچہ مسلمون کی تصغیر مُسْلِمُون یعنی جزا اول مسلم کی تصغیر بنالی، واو نون علامت جمع اپنی جگہ قائم رہے، بس اسی طرح تشنیہ وغیرہ کو سمجھ لیں۔ مسلمان میں مُسْلِمَان، حمزۃ کی تصغیر میں حُمِیزۃ تاء اپنی جگہ موجود ہے۔ حضور موت میں حُضِرَ مَوْتَ یعنی لفظ حضور کی تصغیر بنالی گئی اور اس مرکب کا

## باب چہارم در شناختن حروف

فصل اول در عدد حروف، و آل بر دو گونه است: حروف تہجی و حروف معنوی۔ حروف تہجی چوں اوب و ت و ث ا ل خ و حروف معنوی چوں م ن و ع ن و فی۔ و حروف معنوی را یاد کنم در نحو، و حروف تہجی را ایں جا۔

## چوتھا باب حروف کی پہچان میں

اس باب کا تعلق حروف کی شناخت سے ہے کہ کتنے ہیں؟ اور کیسے کیسے ہیں؟ کس طرح ادا ہوتے ہیں؟ کیا کیا ان کے صفات و احوال ہیں؟ اور کیا ان کے فوائد ہیں؟ پہلی فصل کا تعلق حروف کی تعداد سے ہے۔ حروف دو طرح کے ہیں۔

(۱) حروف مبانی جن کو حروف تہجی کہتے ہیں۔ یہ صرف ترکیبی حروف ہوتے ہیں ان میں کے دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ حروف ملا کر کلمات بنائے جاتے ہیں۔ یہ حروف کلمہ کی بنیاد ہوتے ہیں اس لیے ان کو مبانی کہا جاتا ہے یعنی بنیادی حروف، ان کے اپنے معانی کچھ نہیں جیسے الف، با، تا، ثا۔

هَجِيْتُ، تَهَجِيْتُ کے معنی: میں نے حروف کو الگ الگ بطور مقطعات پڑھا، چنانچہ جب کسی کلمہ کے ہجے کئے جاتے ہیں تو ہر حرف علیحدہ علیحدہ اپنے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً اَلْحَمْدُ کے ہجے اس طرح کریں گے۔ الف لام زبر آل، حامیم زبر حم، دال پیش ذ، اَلْحَمْدُ۔

(۲) حروف معانی: وہ حروف ہیں جن کے اپنے معانی بھی ہوتے ہیں، جو دوسرے کلمات سے ملنے پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے مِ ن (سے) عِ ن (سے) فِی (میں) وغیرہ۔ ان میں ہر حرف کے چند معنی ہیں، جو کُتُبِ نحو میں مفصلاً مذکور ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حروف معانی کا ذکر تو کتب

نحو میں کریں گے۔ یہاں تو صرف حروف تہجی کا ذکر ہو گا کیونکہ بلحاظ موضوع فن انہیں کا ذکر ضروری ہے۔

پس بداں کہ عددِ حروف تہجی در سخن عربی و فارسی سی و ہفت حرف ست بست و نہ ازاں معروف ست، چوں اب ت ث ج ح خ الی آخرہ \_\_\_\_\_ پس بداں کہ آنچه الف می گویند ہمزہ است، و آنچه لام الف می گویند لا باید گفت، و چوں لام میان الف است، لام در اول کلمہ زیادہ کردند تا الف گفتہ شود، بے حرکت، زیراچہ الف ساکن باشد، چنانکہ پیش ازیں گفتہ شدہ است \_\_\_\_\_ و ازیں جملہ بست و یک حرف مشترک ست میان تازی و پارسی۔ و ہشت حرف مخصوص ست بہ سخن تازی کہ در سخن پارسی نہ باشد۔ و نظام وے صَعِقَ نَطَّ حُضْطُ ست۔

ترجمہ : اب جان لیجئے کہ حروف ہجا کی تعداد عربی اور فارسی زبان میں سینتیس حرف ہے۔ ان میں سے انتیس مشہور ہیں، جیسے اب ت ث ج ح خ آخر تک پڑھ جاؤ \_\_\_\_\_ پھر جان لیجئے کہ وہ جس کو عرف عام میں الف کہتے ہیں وہ ہمزہ ہے اور جس کو لام الف کہتے ہیں اسے لا کہنا چاہیے \_\_\_\_\_ اور جب لام الف کے درمیان ہے (یعنی ۔ ا ۔ ل ۔ ف کا درمیانی حرف لام ہے) تو کلمہ کے شروع میں لام زیادہ کرتے ہیں تاکہ الف کا تلفظ حرکت کے بغیر کیا جاسکے۔ اس لیے کہ الف ساکن ہوتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے یہ بات بیان کی جا چکی ہے \_\_\_\_\_ اور ان سینتیس حروف میں سے اکیس حرف عربی و فارسی میں مشترک ہیں اور آٹھ حرف عربی زبان کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ فارسی زبان میں وہ نہیں ہوتے اور ان کا مجموعہ صَعِقَ نَطَّ حُضْطُ ہے۔

سینتیس حروف تہجی : یہاں سے مطلب شروع ہے۔ عربی اور فارسی زبان میں حروف تہجی کی تعداد سینتیس ہے۔ منجملہ ان کے انتیس تو مشہور و معروف

حرف ہیں یعنی۔ الف، ب، ت آہیٰ تک پڑھ جاؤ (اب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ع ی)  
 کیا الف دراصل ہمزہ ہے؟ اس کے بعد یہ سمجھ لو کہ جس کو عرف عام میں الف کہتے ہیں (یعنی حروف ہجا کا پہلا حرف) وہ دراصل ہمزہ ہے اور جس کو لام الف کہتے ہیں (اور جو ہ کے بعد آتا ہے) اسے تلفظ میں صرف لا کہنا چاہیے۔ لام الف کہنا خطا ہے۔

شرح ہادی میں تصریح ہے کہ لام الف کوئی مستقل حرف نہیں، اس کا حروف کبھی میں شمار غلط ہے۔ یہ حریری کی اختراع ہے کہ اس نے اپنے رسالہ رَقْطَائِيَّة میں لا کو ایک حرف قرار دیا ہے۔ رَقْطَائِيَّة رسالہ ایک خط کی شکل میں ہے جس میں اس صنعت کا التزام کیا ہے کہ اس کے کلمات کی ترکیب میں ایک حرف منقوط ہو تو دوسرا غیر منقوط ہو، اسی طرح وہ پورا رسالہ تمام کیا گیا ہے۔ اس میں غیر منقوط حروف میں کئی جگہ لا کا استعمال کیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کی تحقیق میں یہ لا دراصل الف ہے مگر الف ساکن ہوتا ہے اور ساکن کا تلفظ (یعنی ابتدا بالساکن) عند العرب سخت دشوار ہے، لہذا اسکے ساتھ دوسرا حرف ملانا پڑ گیا۔ اب کونسا حرف ملایا جائے؟ تو سوائے لام کے کوئی اور حرف ایسا نہ نکلا جو اپنی مناسبت کے لحاظ سے الف کے ساتھ جوڑ کھا سکتا۔ الف اور لام کی مناسبت تو کھلی ہوئی ہے کہ ایک دوسرے کے قلب میں گھسا (۱) ہوا ہے کہ الف کا تلفظ بدوں لام کے اور لام کا تلفظ بدوں الف کے ممکن نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مناسبت ہوگی گویا یہ دونوں ایک دوسرے کے ”جگری دوست“ ہیں لہذا صورت الف کے تلفظ میں لانے کے لیے ابتداء میں ل بڑھا دیا گیا، تاکہ الف اپنے وصف ذاتی سکون کے ساتھ ادا کیا جاسکے۔

اسی مطلب کو مصنف نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے کہ چوں لام میان الف است الخ یعنی یہ بات پہلے کہی جا چکی ہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور

(۱) یعنی الف (ا۔ ل۔ ف) کا درمیانی حرف لام ہے اور لام (ل۔ ا۔ م) کا درمیانی حرف الف ہے ۱۲۔



ابتداء میں جو الف لکھا جاتا ہے وہ دراصل ہمزہ ہے جو بصورت الف مکتوب ہوا اور جب لا کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ اس کا منشاء الف کا تلفظ ہے، اس کا سکون باقی رکھتے ہوئے تو یہ بھی صاف ظاہر ہو گیا کہ اسے لام الف کہنا بالکل غلط ہے اور خلاف مقصد ہے کیونکہ اس تلفظ میں الف کا سکون ————— جس کی خاطر اس کے ساتھ ابتداء میں لام جوڑنا پڑا ————— باقی نہیں رہتا (۱)

اکیس حروف مشترک اور آٹھ عربی کے ساتھ مخصوص ہیں: ان ۷۳ حروف میں سے اکیس حرف عربی فارسی میں مشترک ہیں (یعنی دونوں زبانوں کے کلمات کی ترکیب میں مستعمل ہیں) اور آٹھ حرف عربی کلام کے ساتھ مخصوص ہیں کہ فارسی بات چیت میں نہیں آتے۔ ان کا نظام ترکیبی (یعنی مجموعہ) یہ جملہ ہے کہ اسمیں وہ آٹھوں حرف مختلف بمعنی کلمات میں مجتمع ہیں۔ صَعَقَ یعنی صاد عین قاف اس مجموعہ کے معنی ہوئے بیہوش ہوا۔ نَطَطَ (بتشديد طاء مہملہ وفتح ثائے مثلہ) یعنی کوتاہ ابرو، ناقص بھوؤں والا۔ نَطَطَ یعنی ٹا اور طا قاموس میں اس کا ترجمہ ثقیل البطن بھی لکھا ہے یعنی بھاری پیٹ والا مراد مرض ثقل ہے حَضُطَ (بضم تین، وضم اول وفتح ثانی) یہ ایک قسم کی دوا ہے جو اونٹ کے پیشاب سے تیار ہوتی ہے، یا وہ رسوت ہے، حَضُطَ یعنی حائے مہملہ، ضاد معجمہ اور ظا معجمہ ————— پورے جملہ کا ترجمہ اس طرح کریں گے کہ بیہوش ہو گیا مریض شکم حَضُطَ دواء سے ای من حَضُطَ۔

(۱) مگر اس تحقیق پر اشکال یہ ہے کہ ہمزہ تو ہوز کے بعد خود ہی مذکور ہے اور اگرہ کے بعد ہمزہ کو نہ گنا جائے تو حروف کی تعداد ۲۹ نہیں رہتی ۲۸ ہو جاتی ہے اسی طرح شروع کے حروف کو الف گنا جائے تو اشکال ہوتا ہے کہ پھر یہ لایا گیا ہے؟ نیز حروف کی تعداد ۳۰ ہو جاتی ہے اس لئے رائج یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا حرف الف ہی ہو ہمزہ نہ ہو ہمزہ کا تذکرہ کے بعد ہے اور لا حریری کا اختراع ہے وہ ۲۹ کی تعداد میں شامل نہیں اور حروف ہجا میں اس کو صرف اس لئے لیا گیا ہے کہ اسکے ذریعہ تلفظ کی صورت واضح کرنی ہے غرض پہلے اس کا نام بتایا ہے کہ وہ الف ہے اور لا میں اس کا تلفظ سمجھایا ہے مگر اس پر اشکال یہ ہے کہ اہل لغت باب الہمزہ سے کتابیں شروع کرتے ہیں اس سے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ پہلا حرف جسے الف کہا جاتا ہے وہ دراصل ہمزہ ہے۔ الغرض یہ عقدہ لا ینحل ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔

اما صادے کہ بزبان پارسی می گویند، چوں ضرب و صد سین ست ای سرخ و سد

و ہم چنین عین الف ست وقاف کاف، و طاتا و حاها

و ہشت حروف کہ معروف نیست مخصوص ست بسخن پارسی، چوں پائے  
پلیتہ و پنہ و جیم چغد و چرم و ژائے ژالہ و اژدہا، و فائے فاژہ و فرنج، و گاف گرز  
و گزند، و خائے خوشی و خوش، و واد شور بمعنی تلخ و یائے شیر بمعنی اسد۔

ایک اشکال کا جواب: فارسی میں صد بمعنی سو، صاد سے لکھا جاتا ہے۔ ایسے  
ہی سرخ بمعنی احمر س اور ص دونوں طرح لکھا بولا جاتا ہے اور تم ان کو حروف  
مختصہ عربی کہتے ہو؟ اس کا جواب دیدیا کہ اصل میں فارسی زبان کے لوگ  
اس کو دونوں جگہ سین ہی سے استعمال کرتے ہیں زبانوں کے میل جول سے یہ  
صورت بن گئی ہے اعتبار اصل کا ہوتا ہے۔

اسی طرح ان کے یہاں عین در اصل الف ہے اور قاف کاف ہے اور طا  
مہملہ تا ہے اور حائے حطی مہملہ ہاء ہے۔

آٹھ حروف فارسی کیساتھ مخصوص ہیں: آٹھ حروف اور ہیں جو کہ معروف  
نہیں ہیں اور وہ فارسی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی پا، چ، ژ، گ، و او معدولہ،  
یائے مجہولہ، و او مجہولہ، فائے فاژہ۔ مصنف نے امثلہ سے انکو سمجھانے کی کوشش  
کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ (۱) پلیتہ اور پنہ کی پائے فارسی جسے پا کہتے  
ہیں جو بطور مثال ان دو لفظوں سے سمجھی جاسکتی ہے پلتیہ: چراغ کی بتی، ہٹی ہوئی  
رسی کو فلیتہ بھی کہتے ہیں پنہ: روئی (۲) جیم فارسی جسے چ کہتے ہیں، جو چغد اور  
چرم میں موجود ہے۔ چغد: الو، چرم: چمڑا (۳) ژائے ژالہ و اژدہا۔ ژالہ  
:اولا، اژدہا: بڑا سانپ (۴) فائے فاژہ (جماہی) و فرنج (بفتح فا و سکون را و فتح  
خائے معجم و سکون جیم) بمعنی زشت یعنی برا، بد شکل اور بعض کتب میں اس  
لفظ کو بفتح فا و را و سکون خاضبط کیا ہے (۵) اور کاف فارسی یعنی گاف جو گرز اور  
گزند میں موجود ہے گرز (بضم گاف و سکون را، باخر زائے معجم) ایک جنگلی

بتیسار ہے۔ گزندہ (بفتح اول و ثانی و سکون آخرین) بمعنی نقصان (۶) اور خوشی اور خوش کی خا۔ اصل میں واو معدولہ سے جو لکھنے میں آتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا (۷) واو شور یعنی واو مجہولہ جو کھول کر نہیں پڑھا جاتا یعنی ما قبل ضمہ ہو اور واو پڑھیں، تو واو معروف ہو گا کہ بالکل ظاہر پڑھا جا رہا ہے غرض واو مجہولہ واو ما قبل مفتوح ہوا (۸) اسی طرح یا ما قبل مفتوح یا ئے مجہولہ ہوگی، جیسے یا شیر کی جس کا عربی ترجمہ اسد ہے برخلاف یا ئے شیر جس کا عربی ترجمہ لبن یعنی دودھ ہے کہ یہ یا معروف ہے۔ اسی لیے شور میں بمعنی تلخ کی قید لگائی ہے یعنی وہ واو جو لفظ شور بمعنی کھاری کڑوا میں موجود ہے شور (بالضم) کا واو مجہولہ نہیں ہے۔

استدراک: غرض منصف نے اس طرح آٹھ حروف مخصوص فارسی زبان کے قرار دے کر ۳ کی تعداد پوری (۱) کر دی۔ حالانکہ واو اور یا خواہ مجہولہ ہوں یا معروف وہ بہر حال واو یا یا ہیں۔ ان کی صورت بھی وہی ہے جو معروف واو ویا کی ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں۔ اسی طرح فائے فاژہ میں فا وہی فا ہے جو عربی حروف میں شمار ہو چکی ہے اسی طرح واو معدولہ بھی صورتاً واو ہی ہے، پڑھا جائے یا نہ پڑھا جائے۔ ایسا تو خود عربی میں بھی موجود ہے کہ رسم خط میں وہ حرف مکتوب ہے مگر داخل قراءت نہیں (جیسے جمع کے واو کے بعد لکھا جانے والا الف) اس سے حقیقت نہیں بدلتی۔

البتہ پ، چ، گ، ژ، فارسی زبان کے مخصوص حروف ہیں اور ٹ، ڈ، ژ، ہندی کے مخصوص حروف ملا کر بشمول لام الف جو حریری کا مخترع ہے یہ تعداد باسانی پوری (۲) ہو سکتی ہے واللہ اعلم۔

(۱) ۲۹ حروف مشترک اور ۸ فارسی کے حروف کل ۳۷ ہوئے ۱۲۔  
(۲) مگر پھر اشکال لوٹ کر آتا ہے کہ ہمزہ دوم مرتبہ شمار کیا جائے تب یہ تعداد پوری ہوگی ایک شروع میں بصورت الف دوسرے ہائے ہوز کے بعد وہ ہمزہ جو عین کے سر کی شکل میں لکھا جاتا ہے اور ایک حرف کو دوبارہ شمار کرنا درست نہیں۔ اہل لغت اپنی کتابیں باب الالف سے شروع نہیں کرتے کہ ابتداء بالساکن سخت دشوار ہے بلکہ باب الہمزہ سے شروع کرتے ہیں لہذا یہ بات تو صاف ہو گئی کہ شروع کا الف دراصل ہمزہ ہے پس ہ کے بعد اس کو دوبارہ شمار کرنا درست نہیں البتہ ل کی مدد لے کر الف کا تذکرہ ضروری ہے۔ اہل لغت بھی الف کا تذکرہ حروف علت کے ساتھ کرتے ہیں واللہ اعلم ۱۲۔

## دوسری فصل مخارج کے بیان میں

حرف حلقیہ : حلق سے باعتبار جزئیت چھ حرف نکلتے ہیں مخرج اول اقصى  
حلق، اس سے ہمزہ وہاں نکلتے ہیں دوسرا مخرج : وسط حلق ہے اس سے عین مہملہ  
اور حا مہملہ نکلتے ہیں تیسرا مخرج : ادنیٰ حلق یعنی منہ کی طرف قریب کا حصہ اس  
سے غین معجمہ اور خا معجمہ نکلتے ہیں۔۔۔۔۔ ان تمام حروف کو حلقیہ کہتے

ہیں، کیونکہ ان کا اٹھان حلق سے ہوتا ہے۔

واژہن زبان دو حرف خیزد، بمعونت بن کام: ق، ک، و آں را مہموسہ گویند

حروف لہاتیہ: زبان کی جڑ سے، بمعونت تالو کی جڑ کے دو حرف اٹھتے ہیں یعنی قاف، کاف اور ان کو مہموسہ کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ق کی ادائیگی میں تو کوے کے متصل زبان کی جڑ تالو کی جڑ سے ٹکر کھاتی ہے اور ق کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر کاف کا مخرج ہے اور اس میں بھی زبان اور تالو کی جڑیں ٹکراتی ہیں۔

غرض ق حلق کے قریب ہے اور کاف حلق سے دور ہے اور اس کا آسان امتحان یہ ہے کہ اق اور اک ان دونوں کو خیال سے ادا کرو تو تم قاف ادا کرتے وقت ایسا محسوس کرو گے کہ تم حلق کی طرف اتر رہے ہو برخلاف اک کے۔ اور ان دونوں حرفوں کو لہاتیہ کہتے ہیں، لہات کے معنی کو یعنی تالو کے انتہاء پر شبیہ بزباں جو گوشت کا ٹکرا لٹکا ہوا ہے اسے لہات (بفتح لام) کہتے ہیں، اسی کا ترجمہ ”کوا“ ہے۔

کاف کا شمار حروف مہموسہ میں ہے لیکن یہ مہموسہ شدیدہ ہے، اس میں غالب شدت کا وصف ہے اور ہمس ضعیف ہے۔ سو شدت کے قوی ہونے سے تو آواز بند ہو جاتی ہے، لیکن کسی قدر ہمس ہونے سے بند ہونے کے بعد کچھ تھوڑا سا سانس بھی جاری ہوتا ہے یعنی ایک آن کے لئے تو آواز اور سانس دونوں بند ہو جاتے ہیں، پھر فوراً ہی مخرج کھل کر سانس کا جریان شروع ہو جاتا ہے اور ضعیف سی آواز بھی نکلتی ہے۔

بعض متاخرین نے کاف کو مجہورہ میں شمار کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شدت سے جہر میں پختگی اور قوت بڑھ جاتی ہے اور جہر اور ہمس میں تقابل ہے پس یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شیی مہموسہ بھی ہو اور مجہورہ بھی۔ لہذا ان کے نزدیک کاف اور تا میں ہمس نہیں ہے۔ لیکن علامہ ابن حاجب اس

کی تردید فرماتے ہیں اور وہ اس دلیل کو تسلیم نہیں کرتے کہ شدت مؤکد جہر ہے۔ اصل میں یہ دو جداگانہ احوال ہیں۔ شدت میں آواز کا مخرج میں بند ہونا بحالت اسکان حرف ہوتا ہے اور جہر میں سانس کی بندش بحالت تحرک حرف ہوتی ہے۔ آواز کی بندش سانس کی بندش کو مستلزم نہیں۔ کاف اور تا میں سانس جاری رہتا ہے مگر آواز بند ہوتی ہے۔ ضاد اور عین میں آواز جاری ہوتی ہے اور سانس بند ہو جاتا ہے۔ اس سے دونوں کا فرق ظاہر ہے۔۔۔۔۔ آخر کا مضمون جار بردی سے لیا گیا ہے اور اوپر کا جمال القرآن مع حاشیہ زینت القرآن سے ماخوذ ہے۔

استدراک: اس مقام پر مصنف سے سہو ہوا کہ ق کو مہموسہ میں شمار کر گئے۔ حالانکہ ق بالاتفاق مجہورہ ہے البتہ کاف کو متقدمین مہموسہ میں شمار کرتے ہیں اور بعض متأخرین نے اس کو مجہورہ قرار دیا ہے۔ تاویل: یہ ممکن ہے کہ ”آن“ کا اشارہ صرف کاف کی طرف ہو، مگر طریق ادا اشکال سے خالی نہیں۔

واذ میانِ زباں سے حرف خیزد، بمعونت میانہ کام: ج، ش، ی۔ و آل را شجر یہ گویند، و شجر یہ کشادگی باشد۔

حروفِ شجر یہ: وسطِ زبان اور اس کے مقابل اوپر کے تالو سے تین حرف اٹھتے ہیں یعنی نکلتے ہیں ج، ش، ی، گویا ان تینوں کا مخرج تو میانہ زبان ہے مگر مقابل تالو کی امداد شامل رہتی ہے۔ مگر یا کے ساتھ غیر مدہ ہونے کی قید ملحوظ ہے یعنی یائے متحرک بیایا سا کن جس کا ماقبل مکسور نہ ہو۔

ان کو حروفِ شجر یہ (بفتح شین و سکون جیم) کہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ شَجْرُ (بالسکون) شگافِ دہن و هو ما بینَ اللَّحَیْنِ یعنی شَجْرُ بسکون جیم منہ کا شگاف یعنی دو جبرٹوں کے مابین کشادگی کا نام شجر ہے۔ لہذا مصنف رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ ”شجر کشادگی باشد“ خالی از تسامح نہیں۔ یوں ہونا چاہئے تھا کہ

”شجر کشادگی دہن باشد“ حقیقتہً التجوید میں بھی اسی طرح فرمایا گیا ہے  
 بخروجھا من شجر الفم، بسکون الجیم، و هو مُنْفَتَحٌ ما بین  
 اللحین۔

ان حروف کو شجر یہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تینوں منہ کی کشادگی سے جو  
 بین اللحین واقع ہے ادا ہوتے ہیں۔

وازا کرانہ زباں دو حرف خیزد، بمعونۃ دنداں: ض، ل

ضاد اور لام کا مخرج: زبان کے کنارے یعنی کروٹ اور اوپر کی ڈاڑھوں کی  
 جڑ سے دو حرف نکلتے ہیں یعنی ض معجمہ اور لام۔ لام میں دیگر دانتوں کی معونۃ  
 بھی درکار ہے، جس کی تشریح جمال القرآن سے نقل کی جاتی ہے: ”زبان کا  
 کنارہ مع کچھ حصہ حافہ یعنی کروٹ، جب ثنایا اور رباعی اور ناب اور ضاحک کے  
 مسوڑھوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ٹکڑ کھاوے، خواہ داہنی طرف سے  
 خواہ بائیں طرف ہے“

بیس دانتوں کی تفصیل: دانتوں کے سمجھنے کے لئے ہم جمال القرآن سے  
 اس کی تفصیل نقل کرتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ ۳۲ دانتوں میں سے سامنے کے  
 چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔ دو اوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو نیچے والوں کو  
 ثنایا سفلی اور ان ثنایا کے پہلو میں چار دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں، ان کو  
 رباعیات اور قواطع بھی کہتے ہیں یعنی ثنایا کے دائیں بائیں، اوپر نیچے کا ایک  
 ایک دانت۔ پھر ان رباعیات سے ملے ہوئے چار دانت نوکدار ہیں۔ ان کو  
 انیاب اور کوا سیر کہتے ہیں۔ ان چار میں بھی وہی سابق تفصیل ملحوظ رہے۔  
 پھر انیاب کے پاس چار دانت ہوتے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ یہاں بھی  
 وہی اوپر نیچے کی تفصیل ہے۔ پھر ان ضواحک کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں  
 یعنی تین اوپر داہنی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اور تین نیچے داہنی طرف  
 اور تین نیچے بائیں طرف، ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان طواحن کے بغل

میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور ہوتا ہے جن کو فَوَاجِدُ کہتے ہیں۔ اور ان سب ضواحک اور طواحن اور نواجذ کو اَضْرَاسُ کہتے ہیں۔ جن کو اردو میں داڑھ کہتے ہیں (انتہی بقدر الضرورة)

وازر زباں یازده حرف خیزد، بمعونت دند انہائے پیشیں، وایں را حافیہ گویند، و حافہ کنارہ چیزے باشد۔

حروف حافیہ : اور نوک زبان سے گیارہ حروف نکلتے ہیں، بمعونت اگلے دانتوں کے یعنی نوک زبان اور سامنے کے دانتوں سے گیارہ حرف ادا ہوتے ہیں، بتفصیل ذیل اور ان مجموعہ حروف کو حافیہ کہتے ہیں۔ حافہ ہر چیز کا کنارہ ہوتا ہے۔ ان حروف کا زبان کے کنارہ سے تعلق ہے اس لئے حافیہ نام ہوا۔

سہ ازاں۔ ظ، ذ، ث، بمعونت بُن دند انہائے زیر، وایں را لثویہ گویند۔  
 وسہ ازاں ط، د، ت، بمعونت سر دند انہائے زیر، وایں را نطعیہ گویند، و نطع زیر دنداں باشد۔  
 وسہ ازاں ص، س، ز، بمعونت سر دند انہائے زیر، وایں را ذلقیہ گویند، و ذلق : کرانہ دنداں باشد۔  
 ودو ازاں ر، ن، بمعونت بُن دند انہائے زیر۔

حروف لثویہ : ظ، ذال، ثا، نوک زبان اور ثنیا علیا کے سرے سے ادا ہوتے ہیں۔ ماتن کا قول ”بُن دند انہائے زیر“ صحیح نہیں، ممکن ہے کاتب کی غلطی ہو۔ ان تینوں حرفوں کو لثویۃ (بکسر لام وفتح ثا وواو مکسور ویاے مشدودہ) کہتے ہیں۔ صواح میں لثۃ کا ترجمہ بُن دند انہا کیا ہے یعنی دانتوں کی جڑ۔ مسوڑہ بھی اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ان حروف کو لثویۃ کہنے کی مناسبت باقی نہیں رہتی (کیونکہ یہ حروف نہ تو دانتوں کی جڑ سے نکلتے ہیں نہ مسوڑہ سے بلکہ ثنیا علیا کے سرے سے ادا ہوتے ہیں)

اور قاموس میں اللثاۃ : اللہاۃ کا ترجمہ کیا ہے اور لہات کا ترجمہ وہی



کو اے بہر حال ان حروف کا لثویہ نام رکھنا سمجھ میں نہیں آتا۔  
 حروف نطعیہ: نوک زبان اور ثنیا علیا کی جڑ سے تین حرف نکلتے ہیں یعنی  
 ط، د، ت ان کو نطعیہ کہتے ہیں (نطع بسکون طامہملہ وفتح آں) تاو کا اگلا حصہ  
 جس میں شکن جیسا ہوتا ہے چونکہ مذکورہ حروف ثنیا علیا کی جڑ سے نکلتے ہیں جو  
 نطع سے متصل ہے اس لئے ان حروف کو نطعیہ کہتے ہیں۔

کتاب کی عبارت میں لفظ ”زیر“ دندان سے متعلق نہیں ہے (یعنی نیچے  
 کے دانت ترجمہ نہیں ہے) بلکہ لفظ ”سر“ کا وصف ہے یعنی (اوپر کے) دانتوں  
 کا نیچے کا سرا یعنی جڑ کا حصہ۔

حروف ذَلْقِیَّہ: زبان کا سر اور ثنیا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنیا علیا کے  
 ص، س، ز، نکلتے ہیں اور ان کا نام ذَلْقِیَّہ ہے۔ ذَلَقُ بمعنی کنارۃ زبان۔  
 استدراک: قاموس میں ہے ذَلَقُ کُلِّ شَیْءٍ وَ ذَلَقْتُهُ وَ یُحَرِّکُ وَ  
 ذَوَّلَقْتُ: حَدُّهُ وَ ذَوَّلَقْتُ اللِّسَانَ وَ السِّنَانَ: طَرَفَهُمَا، وَالْحَرْفُ الذَّلَقُ:  
 حُرُوفُ طَرَفِ اللِّسَانِ وَالشَّفَةِ، ثَلَاثَةُ ذَوَّلَقِیَّةٍ: اللَّامُ وَالرَّاءُ وَالنُّونُ،  
 وَ ثَلَاثَةُ شَفَهِیَّةٍ: الْبَاءُ وَالْفَاءُ وَالْمِیمُ۔ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ذَلَقُ  
 (بسکون لام) اور ذَلَقَہُ (مع زیادت تا) اور ذَلَقَہُ (بفتح الذال واللام) اور  
 ذَوَّلَقُ: ہر چیز کی تیزی کو کہا جاتا ہے اور ذَوَّلَقُ اللِّسَانَ: زبان کا کنارہ ہے اور  
 حروف ذَلَقُ وہ حروف ہیں جو زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے نکلتے ہیں۔ جن  
 میں سے تین ذَوَّلَقِیَّہ کہلاتے ہیں ل، ر، ن اور تین شَفَهِیَّہ ہیں ب، ف، م  
 بہر حال ذَلَقُ کا ترجمہ ”کِرَانۃ دندان“ صُراح، قاموس وغیرہ میں  
 موجود نہیں ہے۔ ذَوَّلَقُ کا ترجمہ کنارہ ہے مگر وہ بھی لسان اور سِنَانَ  
 (نیزے کا پھل) سے مل کر ان کا کنارہ ہوتا ہے۔

ممکن ہے ذَلَقُ کُلِّ شَیْءٍ حَدُّهُ میں حد کے معنی طرف کے ہوں اور  
 دانتوں کا بالائی حصہ اس اعتبار سے کہ وہ کنارہ بھی ہے اور دانت کی تیزی بھی  
 ان حروف کے ذَلْقِیَّہ کہنے کی مناسبت کے لئے کافی ہو۔ مگر ”کِرَانۃ دندان“ کا

ترجمہ پھر بھی محتاج نقل رہا۔ اگر یوں کہتے کہ ”ذلق انسان: لسانہ وندال باشد“ تو بات کسی حد تک ٹھیک ہو جاتی لیکن مناسبت کا مسئلہ تو جانے خود رہا۔ صاحب قاموس و نیز صاحب ضراح ذلقیہ کا تو نام تک نہیں لیتے ذولقنیہ کہتے ہیں اور وہ بھی ل، ر، ن، کو ص، ز، س کو نہیں۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ قراء نے بلا سوچے سمجھے یہ اسماء تجویز کر کے ہوں، ضرور سوچا ہو گا اور پوری تحقیق کے بعد یہ اسماء وضع کئے ہوں گے مگر ہم جیسے قاصرین کو ان کتب میں اس سے زائد اور کچھ مل نہ سکا واللہ اعلم علامہ رضی نے خلیل بن احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ ص، ز اسلیثہ ہیں اسلثہ اللسان: مُسْتَدَقُّ طَرَفِهِ وَ فِي الصَّرَاحِ: أَسْلَثَةُ اللِّسَانِ: بَارِيكِي وَ تِيزِي۔ اصول اکبری میں ط، دال (مہملہ) تاء (مُثَنَّاة) کو ذولقنیہ لکھا ہے پھر خلیل بن احمد سے ل، ر، ن کا ذولقنیہ ہونا نقل کیا ہے لیکن ص، ز، س، کا ذلقنیہ ہونا کسی نے نہیں لکھا۔

جمال القرآن میں ان تینوں کو صَفِيرِيہ کہا ہے۔ ان کی ادائیگی میں سیٹی کی سی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور ل، ر، ن کو طَرَفِیہ اور ذلقیہ کہا ہے۔ واللہ اعلم مصنف رحمہ اللہ کہاں سے کہہ رہے ہیں کہ ص، ز، س، ذلقنیہ ہیں۔ ر، ن، کا مخرج: اور اُن گیارہ میں کے دو: ر، ن، طرفِ زبان سے بمعونت نیچے کے دانتوں کی جڑ کے ادا ہوتے ہیں۔

وازلب چہار حرف خیزد: و، ف، م، ب، اما، ف، از باطن لب زیریں خیزد، بمعونت اطرافِ ثنایا زیریں، و سہ حرف باقی، و، م، ب، بہ تعاونِ دولب۔

و، ف، م، ب، کا مخرج: واو، فا، میم، با، ہونٹوں سے نکلتے ہیں فاشنایا علیا کے کنارہ اور نیچے کے لب کے شکم سے نکلتی ہے اور با، میم، واو، دونوں ہونٹوں کے تعاون سے نکلتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ واو ہونٹوں کے ماتمام ملنے سے نکلتا ہے اور میم ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے، اس وجہ سے اس کو بروئی کہتے ہیں

اور باء ہونٹوں کی تری سے۔ بدیں وجہ اس کو بحری کہتے ہیں۔

## فصل سوم در اجناسِ حروف

آل از روئے ذات دوازده است، مَجْهُورَہ و مَہْمُوسَہ و شَدِيدَہ و رَخْوَہ و مُتَوَسِّطَہ و مُطَبَّقَہ و مُنْفَتِحَہ و مُسْتَعْلِیَہ و مُتَسَقِلَہ و ذَلَّاقِیَہ و مُصَنَّئَہ و قَلَقَلَہ .

## تیسری فصل صفاتِ حروف کے بیان میں

اس فصل میں صفاتِ حروف کا بیان ہے، حروف کی یہ مختلف اجناس ان کی مختلف صفات کے لحاظ سے قائم ہوتی ہیں۔ صفاتِ دو قسم کی ہیں صفاتِ ذاتیہ یعنی صفاتِ لازمہ اور غیر ذاتیہ یعنی مُحَسِّنَہ صفاتِ لازمہ کی تعریف یہ ہے کہ اگر وہ صفت نہ رہے تو وہ حرف ہی نہ رہے مثلاً ص میں اگر استعلاء کا لحاظ نہ ہو تو صاد، سین بن جائے اور اگر سین میں استفال ادا نہ ہو تو سین، صاد سے بدل جاوے۔ اسی وجہ سے ان صفات کو مَقْوَمَہ بھی کہتے ہیں یعنی اس صفت سے اُس حرف کا قوام تیار ہوتا ہے۔ یہ اُس حرف کی ذات میں داخل ہے اور اس کا جزو لا یَنفَکُ ہے۔ پس اگر یہ صفت نہ رہے تو اس کی ذات ہی نہ رہے، بلکہ وہ کوئی دوسرا حرف بن جائے۔ کیونکہ اجزاء کے فوت ہونے سے کُل فوت ہو جاتا ہے

صفاتِ مُحَسِّنَہ یعنی حرف میں خوبی پیدا کرنے والی صفت کہ حرف تو اس کے بغیر بھی پورا موجود ہے مگر رونق دار نہیں، خوشنمائی نہیں مثلاً تفخیم، ترقیق یعنی پر پڑھنا یا باریک پڑھنا۔ اخفاء، اظہار وغیرہ۔ پس یہ صفات حروف کے لئے ایسی سمجھو جیسے دیوار کے لئے چونا قلعی اور صفات

مقومہ کو ایسا سمجھو جیسے پختہ دیوار کی اینٹیں۔

مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اجناس حروف بلحاظ ذات کے بارہ ہیں یعنی حروف کی صفات ذاتیہ بارہ ہیں۔ اس کے بعد ان کے بارہ نام شمار کر دیئے۔

و مہوسہ دہ حرفست کہ آوازِ او پست آید، کہ مجموعِ او ایں ست  
سَتْشَحْتُكَ خَصَفَهُ او حَتَّهْ شَخْصٌ فَسَكْتَ و باقی مجہورہ است و  
يَجْمَعُهَا: ظَلَّ قُورٌ بَضٌّ اِذْ غَزَا جُنْدٌ مُطِيعٌ یعنی نوزدہ حرف است

(۱) مہوسہ دس حرف ہیں، جن کی آواز پست نکلتی ہے۔ ان کا مجموعہ ان دو جملوں میں سے ہر ایک میں موجود ہے۔ پہلے جملہ کے معنی: عنقریب گڑ گڑائے گی تیرے سامنے خَصَفَهُ۔ خَصَفَهُ ایک عورت کا نام ہے۔ شَحْتُ کے معنی عاجزی کرنا، گڑ گڑانا بوقت سوال شَحَاتٌ: بھکاری۔ دوسرے جملہ کے معنی: ابھارا اس کو ایک شخص نے پھر خاموش ہو گیا۔ حَتْ: ابھارنا، برا بیچنے کرنا یعنی وہ دس حرف جن کی ادائیگی میں آواز میں ایک قسم کی پستی ہوتی ہے، اور اسی بنا پر ان کو مہوسہ کہتے ہیں کہ ہَمْس کے معنی نرم آواز کے ہیں (۱) وہ یہ ہیں س، ت، ش، ح، ث، ک، خ، ص، ف، ہ۔ جمال القرآن میں مطلب اس صفت کا یہ بیان فرمایا ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو۔

(۲) مجہورہ: مہوسہ کے علاوہ باقی جملہ حروف مجہورہ ہیں، جن کو جمع کر رہا ہے ظَلَّ الخ یعنی مجہورہ کے انیس حرف ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے: ظ، ل، ق، و، ر، ب، ض، ع، ذ، غ، ز، ا، ج، ن، د، م، ط، ی، ع۔ اس کے مجموعہ کا ترجمہ یہ ہے: بہتی رہیں پتھریلی زمینیں خون سے دن بھر جب کہ غزوہ

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (طہ ۱۰۸)

ترجمہ اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے دب جاویں گی، سو تو بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا ۱۲

کیا مطیع کے لشکر نے ——— ظَلَّ بمعنی صَارَ بھی ہو سکتا ہے قُوْرَ (بضم قاف) قَارَۃ کی جمع ہے، قَارَۃ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں سیاہ رنگ کے پتھر ہوں۔ بَضَّ الماءُ: سَالَ قَلِيلاً قَلِيلاً: تھوڑا تھوڑا پانی بہا۔ جُنْد: لشکر۔

و شدیدہ ہشت حرف ست کہ آوازِ اوبقوت آید، و مجموعہ وے ایں باشد اَجْدُكْ قَطْبَتْ یا اَجَدَتْ طَبَقْ ——— و حروفی کہ میانِ شدیدہ و رخوہ است، آل را متوسطہ گویند، و متوسطہ نیز ہشت حرف ست، کہ آوازِ آل نہ پست آید نہ بقوت، و مجموعِ آل لِمَ یَرُوْعُنَا او لَمْ یَرُوْعُنَا ——— و باقی رخوہ است، و آل سیزدہ حرف ست، کہ مجموعِ او ایں ست خَطَّ هَذَا غُرٌّ سِفَتْ حَضَّ شَصَّ .

(۳) شدیدہ آٹھ حرف ہیں کہ جن کی آواز قوت کے ساتھ نکلتی ہے اس کا مجموعہ یہ ہے اَجْدُكْ الخ یعنی ا، ج، د، ک، ق، ط، ب، ت، ——— قَطْبُ: ترش روئی کرنا، منہ سکیڑنا، پیشانی پر بل ڈالنا، وجدان: پانا۔ اِجَادَةُ: عمدہ کرنا۔ اَجَدَتْ بروزن اَقَمْتُ واحد کر حاضر از باب افعال۔ طَبَقُ: چوبی و ستر خوان، ترجمہ جملہ اولی: میں پاتا ہوں تجھ کو کہ ترش روئی کی تو نے۔ ترجمہ جملہ ثانیہ: تو نے عمدہ بنایا اپنا دستر خوان۔

ان حرفوں کی ادائیگی میں بوقت سکون، مخرج میں آواز بند ہو جاتی ہے۔ جمال القرآن میں صفتِ شدت کا مطلب بدیں الفاظ ادا فرمایا ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو۔

(۴) متوسطہ: جو حروف شدیدہ اور رخوہ کے مابین ہیں ان کو متوسطہ کہتے ہیں اور وہ بھی آٹھ حرف ہیں کہ ان کی آواز نہ پست ہی نکلتی ہے اور نہ پوری قوت کے ساتھ نکلتی ہے۔ ان کا مجموعہ یہ ہے، لِمَ الخ یعنی ل، م، ی، ر، و، ع، ن، ا، ——— جمال القرآن میں اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ آواز اس

میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری طرح جاری ہو، یہی توسط کا مطلب ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے متوسطہ کی تعداد میں ابن حاجب وغیرہ کا قول اختیار کیا ہے۔ عندا جمہور صرف پانچ حرف ہیں جن کا مجموعہ لِنُ عُمَرُوْ ہے۔  
 ————— دَوْعُ : ڈرنا، ڈرانا، لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ پہلے مجموعہ میں یَرُوْعُ مضارع واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اور نَا ضمیر منصوب متصل ہے جو فعل کا مفعول ہے اور فاعل مستتر ہے اور لِمَ بکسر لام و فتہ میم ہے، اصل میں لِمَا تھا۔ یہ لام تعلیل ہے اور مَا استفہامیہ ہے۔ ترجمہ: کیوں ڈراتا ہے ہم کو۔

دوسرے مجموعہ میں لَمَ یَرُوْ صیغہ واحد مذکر غائب بحث نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف از باب ضَرْبَ دَوِیْ یَرُوْیْ دَوَايَةُ : روایت کرنا چوں رَمٰی یَرَمٰی دَمٰی ————— اور عَنَّا جار مجرور ظرف لغو، متعلق لَمَ یَرُوْ فعل کے۔ ترجمہ: اس نے ہم سے روایت نہیں لی۔ ————— اور تیسرے مجموعہ یعنی لِنُ عُمَرُوْ میں لِنُ امر ہے، لَانَ یَلِیْنُ لِنَا سے، لِنُ : نرم ہونا از باب ضرب یضرب کباع یبیع بیعاً ترجمہ: نرم ہو جاؤ اے عمر!

(۵) رخوہ : شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی ماندہ تیرہ حروف رخوہ ہیں۔ مناسب تو یہ تھا کہ شدیدہ اور رخوہ کے بیان سے فارغ ہو کر متوسطہ کا ذکر ہوتا۔ شاید مصنف رحمہ اللہ نے برعایت توسط ان کو وسط میں جگہ دی ہو یا آٹھ کی مناسبت سے متناہین کو یک جا رکھ دیا ہو۔

رخوہ کا مطلب یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو (جمال القرآن)

---

و مطبقہ چہار حرف است کہ بگفتن از زبان در کام نشیند، چوں ص، ض، ط، ظ و باقی منفتحہ است۔

---

(۶) مُطَبَقہ چار حرف ہیں ان کی ادائیگی کے وقت زبان تالو میں بیٹھ جاتی ہے۔  
مُطَبَقہ اسم مفعول ہے، باب افعال کا صفتِ اطلاق کا مطلب یہ ہے کہ ان  
حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے ملصق ہو جاتا ہے  
یعنی لپٹ جاتا ہے۔

(۷) مُنْفَتِحہ : مذکورہ چار حروف کے علاوہ باقی تمام حروف مُنْفَتِحہ ہیں۔ اور  
صفتِ الافتتاح کا مطلب یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ  
اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے، خواہ زبان کی جڑ تالو سے لگ جاوے جیسے قاف  
میں لگ جاتی ہے، خواہ نہ لگے (جمال)

و مستعلیہ ہفت حرف است کہ در گفتنِ وے سر زبان بسوئے کام رود: ص،  
ض، ط، ظ، خ، غ، ق، کہ مجموع وے ایں است خُصَّ قُظَّ ضَغُطَّ \_\_\_\_\_  
و باقی متفلسلہ است۔

(۸) مستعلیہ سات حرف ہیں جن کے کہنے میں زبان کی جڑ تالو کی طرف  
جاتی ہے ”سر“ سے نوک زبان مراد نہیں، بلکہ بیخ زبان مراد ہے کہ اسے بھی  
زبان کا سرا یا کنارہ کہہ سکتے ہیں کہ حلق کی جانب زبان کا سرو ہی ہے۔ اگرچہ اس  
باب میں مصنف رحمہ اللہ کی تعبیرات میں بے حد تسامح پایا جاتا ہے مگر حقیقت  
سمجھ لینے کے بعد یہ مسامحات نظر انداز کر دینے کے قابل ہوتے ہیں۔

جمال القرآن میں اس صفت کا مطلب اس طرح پر تحریر فرمایا ہے کہ  
ان حروف کے ادا کرنے کے وقت ہمیشہ زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف اٹھ  
جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں \_\_\_\_\_ ان  
حروف کا مجموعہ خُصَّ قُظَّ ضَغُطَّ ہے۔

خُصَّ (بضم خا و تشدید صاد) بانسوں کا مکان، چھپر \_\_\_\_\_ قُظَّ  
(بفتح قاف، و تشدید طاء معجمہ) مخفَّف قُظَّ بمعنی شدت گرما \_\_\_\_\_  
ضَغُطَّ (بفتح ضاد معجمہ و سکون غین معجمہ، و بکسر ہم) مکان ضَغُطَّ یعنی تنگ مکان

\_\_\_\_\_ مجموعہ کا ترجمہ یہ ہو گا کہ شدت گرمی کلبا نسوں والا مکان یا چھپر تنگ ہے۔  
 بعض کتب میں بتقدیم ضَغَطُ عَلٰی الْقِطْ دیکھا گیا ہے اس صورت  
 میں قِطْ (بکسر قاف و وقف ظا) ہو گا اور یہ امر ہو گا قَاظَ يَقِیْظُ قِیْظاً ہے۔  
 قِیْظُ کے معنی گرمی میں اقامت کرنا۔ ترجمہ اس طرح ہو گا: موسم گرما میں  
 قیام کرو تنگ چھپر میں۔

﴿فائدہ﴾ مستعلیہ میں بوقت اداء زبان تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ استعلاء  
 میں اطباق لازم نہیں۔ لیکن اطباق کے لئے استعلاء لازم ہے۔ دیکھئے خا، غین،  
 قاف میں زبان کی جڑ تالو کی جانب بلند ہوتی ہے مگر اطباق نہیں ہوتا۔ صاد  
 وغیرہ میں زبان بھی اوپر کو اٹھتی ہے اور تالو وسط لسان پر ڈھکن کی طرح ڈھک  
 جاتا ہے۔ کذافی الجار بردی

(۹) مُسْتَفِلَہ : مستعلیہ کے علاوہ باقی جملہ حروف مُسْتَفِلَہ ہیں۔ استعلاء  
 کے مقابل صفت کا نام استفال ہے۔ لہذا مستفله کہنا چاہئے، نہ مُتَسَفِلَہ، خیر!  
 مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی جڑ اوپر  
 کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی، جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں۔

وذلاقہ شش حرف است ر، ب، ن، ف، ل، م کہ مجموعہ وے ایں باشد مُوْ  
 بنفل \_\_\_\_\_ و ہج کلمہ رُباعی و خماسی یافتہ نہ شود کہ خالی باشد از شش  
 حَرف، مگر در کلمہ چند، چوں عَسَجَدَ و عَسْقَدَ و عَسَطُوْس، قال  
 الشاعر: ع: عَصَا عَسَطُوْسٍ لِّیْنُهَا وَ اَعْتَدَ لَهَا \_\_\_\_\_ و باقی مُصمّئ  
 است۔

(۱۰) ذلاقہ چھ حرف ہیں، جو زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت  
 کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔ ان چھ حرفوں میں، تین زبان کے کنارہ  
 سے نکلتے ہیں یعنی ر، ل، ن، ان کو ذَوْلَقِیَّہ کہتے ہیں اور تین ہونٹ کے کنارہ  
 سے نکلتے ہیں یعنی با، فا، میم ان کو شَفِیْہ یا شَفَوِیَّہ کہتے ہیں۔ \_\_\_\_\_



ذَلَّاقَتْ لُغْتَ میں عبارت ہے فصاحت اور خفت کلام سے اور چونکہ یہ حروف سُبکی اور سرعت سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کو مَذَلَّقَہ (جمال وزینت) کہا جاتا ہے۔ ان حروف کا مجموعہ مُوْ بِنْفَل ہے۔ مُوْ صیغہ امر ہے اَمْرٌ یَاْمُرُ اَمْرًا سے الأَمْرُ: حکم نمودن۔ نَفْل (بَشَتْ نون و اسکان فا) غنیمت کو کہتے ہیں۔ مُوْ بِنْفَل یعنی حکم کرو مالِ غنیمت کا۔ اذلاق کی مقابل صفت کا نام اِصْمَات ہے جس کا ذکر آئندہ آرہا ہے۔

﴿فائدہ﴾ کوئی رباعی یا خماسی کلمہ ایسا نہیں پایا جاتا جو کہ ان چھ حروفوں سے خالی ہو، مگر چند کلمہ رشاد اس کے خلاف بھی آئے ہیں، چوں (۱) عَسَجَدُ: زر یعنی سونا (۲) عُسْقُد (بالضم) دراز گول، و جوان بد خلقت یعنی لمبا بے وقوف اور جوان بد شکل (۳) عَسْطُوس ایک درخت ہے شبیہ بدرخت بید۔ عَسَجَد بمعنی زر، و خیل ہے، عربی نہیں ہے یعنی گجھی کلمہ ہے، واللہ اعلم۔ (قولہ: قال الشاعر: عَصَا الخ ترجمہ) عَسْطُوس درخت کی لائٹھی کی نرمی اور اس کا اعتدال (یعنی سیدھا پن) لین بمعنی نرمی یعنی اس کی شاخ کی لائٹھی نرم اور معتدل ہوتی ہے یعنی سیدھی ہوتی ہے۔ (شاعر نے لفظ عسطوس استعمال کیا ہے۔ یہی بتانے کے لئے مصرع لائے ہیں)

(۱۱) مُصْمَتَہ: مذکورہ چھ حروفوں کے ماسوا تمام حروف، مُصْمَتَہ کہلاتے ہیں یعنی خاموش کر دئے گئے یا روکے گئے یعنی حروف ذلاقہ کی طرح یہ کسی کلمہ کا جز و لازم نہیں ہیں اس وجہ سے بمقابلہ ذلاقہ یہ صامت حروف کی حیثیت میں ہیں اور ذلاقہ ناطق حروف کی شان رکھتے ہیں کہ اہل زبان نے ان کو رباعی اور خماسی میں تو لزوماً جگہ دے کر ناطق بنایا اور ثلاثی کا دروازہ دوسرے حروفوں کی طرح ان کے لئے بھی کھلا رکھا۔

وفي حقيقة التجويد: الإصماتُ - لغةً -: المنعُ، و اصطلاحاً: امتناع الكلمة الرباعية والخماسية من غير حرف من المَذَلَّقَةِ، فَالْعَسَجَدُ عجمی، و ليس بعربی یعنی اِصْمَات لغةً منع کو کہتے ہیں اور



ہے۔ قُطْب کیلی کو کہتے ہیں جس پر چکی کا پاٹ وغیرہ گھومتا ہے۔ جَدَ بمعنی بزرگی قُطْبُ جَدَ یعنی مدار بزرگی (۱)

لغت میں قلقلہ جنبش اور حرکت کو کہتے ہیں۔ چونکہ حالت سکون میں ان حروف کے ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے اس لئے ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں۔ دوسری وجہ اور بھی ہے یعنی ان حروف کی آواز میں سکون جب تک مشابہ بحرکت ادا نہ ہو مُتَبَيِّن نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان حروف میں شدت اور جہر دونوں مجتمع ہیں، سو جہر تو سانس کے جاری رہنے کو روکتا ہے اور شدت آواز کو بند کر دیتی ہے پس بحالت سکون جب سانس اور آواز دونوں ہی بند ہو گئے تو سکون کا پتہ کیونکر چلے؟ تو لامحالہ اس کے ظاہر کرنے کے لئے متکلم کو سخت تکلف پیش آئے گا اور وہ کوشش کرے گا کہ ادا میں کچھ حرکت کا شائبہ پیدا ہو، تاکہ سکون ظاہر ہو سکے۔ غرض متکلم کو سخت انضغاط پیش آتا ہے اور وہ اس سے نکلنے کے لئے مخرج کو شدید حرکت دیتا ہے کذا فی الجار بردی۔

﴿فائدہ﴾ ف، ک، ت میں بھی مخرج کو جنبش ہو جاتی ہے مگر وہ معمولی ہوتی ہے اور نرمی کے ساتھ ہوتی ہے اس وجہ سے ان کا شمار حروف قلقلہ میں نہیں کیا گیا اور قُطْب جَد کے حروف میں سختی کے ساتھ جنبش ہوتی ہے۔ اس کا خیال رہے۔

**حروفِ صغیر :** یہ بات بھی جان لیں کہ ص، س، ز، ان تین حروف کو حروفِ صغیر کہتے ہیں۔ حروفِ صغیر کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے۔ صغیر اصل میں چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں۔

**حرفِ تَفْشٰی :** شین میں تَفْشٰی ہے اس لئے اس کو مُتَفْشٰی کہتے ہیں۔ تَفْشٰی کے لغوی معنی پھیلنے کے ہیں۔ شین کے ادا میں آواز منہ میں پھیل جاتی ہے اس لئے اس کو متفشی کہتے ہیں۔

**صفتِ تکریر :** اور را کو مُکَرَّر کہتے ہیں۔ صفتِ تکریر کا مطلب یہ ہے کہ

(۱) اور قُطْبُ جَد پڑھیں تو قُطْب فعل ماضی ہو گا قُطْبُ : ترش روئی اور جَد : دادا پس ترجمہ

ہو گا دادا نے چہرہ کھٹا کیا ۱۲

چونکہ اس کے ادا کرنے میں زبان میں ایک ریشہ یعنی لرزہ ہوتا ہے اسلئے اس وقت آواز میں تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس میں تکرار ظاہر کیا جائے بلکہ اس سے بچنا چاہئے، اگرچہ اس پر تشدید بھی ہو، کیونکہ وہ پھر بھی ایک ہی حرف ہے، کئی حرف تو نہیں ہیں (جمال القرآن بحوالہ درۃ الفرید) ﴿فَاذْكُور﴾ اس تکریر سے ر اور لام میں امتیاز کھل جاتا ہے۔ تکریر نہ ہو تو ر، لام بن جاوے جیسا کہ بعض بچوں سے ہو جاتا ہے۔

حرفِ مُنْحَرَفٌ : اور لام کو منحرف کہتے ہیں۔ اس صفت میں را بھی شامل ہے۔ شاید اصل عبارت اس طرح ہو ”ولام ورا را منحرف“ کاتب نے اپنی بے وقوفی سے اس تکرار کو کتابت کی غلطی تصور کر کے خارج کر دیا ہو اور بسا اوقات اس قسم کی تکرار میں بلا قصد بھی ایک مکرر کتابت سے رہ جاتا ہے۔

انحراف کے معنی ہٹنے اور لوٹنے کے آتے ہیں۔ ان کی ادائیگی میں زبان کو انحراف پیش آتا ہے لام میں تو زبان کے کنارہ کی طرف اور را میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے موقع کی طرف میلان پایا جاتا ہے (جمال بحوالہ درۃ الفرید)

شافیہ میں صرف لام کو منحرف کہا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے لَأَنَّ اللِّسَانَ عِنْدَ النُّطْقِ بَهَا يَنْحَرِفُ بَهَا إِلَى دَاخِلِ الْحَنَکِ یعنی لام کے تلفظ میں زبان تالو کے اندر کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔

حرفِ ہاوی : اور الف کو ہاوی کہتے ہیں، کیونکہ یہ ہوائے فم پر تمام ہوتا ہے۔ اس کی ادا میں منہ اور حلق دونوں کھلے رہتے ہیں۔ ان کا آواز پر دباؤ وغیرہ نہیں ہوتا۔ بخلاف واو ویا کے کہ واو میں دونوں ہونٹ ملانے پڑتے ہیں اور یا میں زبان کو تالو کی جانب اٹھانا پڑتا ہے۔ غرض اُن دونوں حرفوں میں عضو کا عمل شامل رہتا ہے لیکن الف میں کسی کا عمل شامل نہیں اس لئے اس کو ہاوی کہا گیا۔ بعض نے ھَوٰی (بفتح الھاء) سے لے کر، جس کے معنی نزول کے ہیں، یہ مناسبت بتائی کہ جس وقت الف کو مدود پڑھیں تو یہ اپنے مخرج

اقتضیٰ حلق میں خود بخود بلا کسی عضو کی مدد کے اتر جاتا ہے۔  
حرف غُنَّہ اور نون کو حرف غُنَّہ کہتے ہیں۔ غُنَّہ کے معنی ناک میں آواز لے جانا

### فصل چہارم در بیان اجناس ال ازروئے تصریف وآں پنج نوع است

چوتھی فصل میں ازروئے تصریف، اجناس حروف کا بیان ہے۔ باب پنجم میں تصریف کے معنی ”گردانیدن کلمہ باشد بہ پنج طریق: زیادت، وحذف، وابدال، وقلب، ونقل“ ذکر فرمائے ہیں (۱) یعنی کلموں میں جو پانچ قسم کے تصرفات ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے حروف کی تقسیم کہ ہر قسم اپنی مخصوص شان کے اعتبار سے ایک مستقل جنس بن جاتی ہے کہ یہ حروف زیادت کے کام میں آتے ہیں اور یہ حروف حذف کے کام میں اور فلاں قسم کے حروف میں ابدال ہوتا ہے اور فلاں میں قلب الخ ان اجناس مختلفہ کا بیان اس فصل میں ہوگا۔ اور وہ پانچ طرح کے حرف ہیں۔

حروف زیادت و آل وہ است کہ مجموعہ او سَأَلْتُمُونِيهَا يَا الْيَوْمَ تَنَسَّاهُ، چوں در کلمہ چیزے زیادہ کنند ازیں حروف باشد۔

پہلی نوع حروف زیادت ہیں اور وہ دس حرف ہیں، جو مجموعہ سَأَلْتُمُونِيهَا يَا الْيَوْمَ تَنَسَّاهُ میں موجود ہیں یعنی س، ع، ل، ت، م، و، ن، ی، ہ، ل، ترجمہ جملہ اولی: تم لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا تھا اس کو۔ سَأَلْتُم جمع حاضر ہے باعث نون و قایہ ویائے متکلم و او بڑھانا ضرور ہو گیا ہا ضمیر ہے جو ثنی مسئل کی طرف راجع ہے۔ ترجمہ جملہ ثانیہ: آج بھول جائے گا تو اسے۔ الْيَوْمَ ظرف ہے اور تَنَسَّاهُ واحد مذکر حاضر ہے، ہا ضمیر مفعول کی ہے۔ حروف زیادت کا مطلب: جب کسی کلمہ میں کچھ زیادتی کرتے ہیں تو وہ

(۱) آگے یعنی سے باب پنجم میں جو تصریف کے معنی بیان کئے گئے ہیں اس کی وضاحت نہیں ہے بلکہ اس کی روشنی میں متن کی وضاحت ہے ۱۲

انہی حروف سے ہوتی ہے، گویا یہ حروف زیادت کے لئے مخصوص ہیں یعنی ان کے حروف زیادت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حروف کلمہ میں ہمیشہ زائد ہی ہوتے ہیں، کیونکہ بہت سے کلمات ایسے ہیں کہ جن کی ترکیب خالص حروف زوائد سے ہو رہی ہے، جیسے سَال، نَام، سَمَّ وغیرہ، پس ان جیسے کلمات میں تو یہ حروف زوائد ہی اصول کلمہ ہیں۔ پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہوگا کہ یہ حروف ہمیشہ زوائد ہی ہوں گے۔ بلکہ ان کے زوائد کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تضعیف اور الحاق کی زیادت کو چھوڑ کر جہاں کہیں زیادت ہوگی وہ انھیں دس حرفوں میں سے ہوگی۔ اس سے باہر نہیں ہو سکتی۔ تضعیف میں حروف کا تکرار ہوتا ہے، جو کہیں انھیں زوائد کا تکرار ہوگا اور کہیں دوسرے حرف کا تکرار ہوگا۔ مثلاً عَلَّمَ میں تضعیف ہے اور حرف مکرر لام ہے جو از جملہ حروف زوائد ہے اور فَرَّخ میں حرف مکرر راء ہے جو غیر حروف زوائد میں سے ہے۔ ایسے ہی الحاق کی زیادتی میں زوائد اور غیر زوائد دونوں قسم کے حروف آسکتے ہیں۔ اول کی مثال شَمَلَل ہے، یہاں دَخْرَج سے ملحق کرنے کے لئے ایک لام کا اضافہ کیا گیا اور لام حروف زوائد میں سے ہے اور جَلَّبَ میں با کا اضافہ ہے، جو غیر زوائد میں سے ہے۔ اسی حقیقت کو مصنف رحمہ اللہ نے چوں در کلمہ لُح سے واضح فرمایا ہے۔

و حروفِ حذف، و آل یازدہ است، مجموعہ او هُوَ حَفِیُّ بِخَائِنَةٍ۔ ہر جا کہ از کلمہ چیزے حذف کنند ازیں حروف باشد۔

دوسری نوع (۱) حروف حذف ہیں یعنی وہ حروف جن کو کلمہ میں سے ساقط کر دیا جاتا ہے، بشرطیکہ معنی پر اس حذف کا کوئی اثر نہ پڑے جیسے قاض کے آخر سے یا حذف کی گئی ہے مگر معنی بحالہ باقی ہیں۔ ان حروف کا مجموعہ ماتن

(۱) حضرت الاستاذ قدس سرہ نے مَسْوَدَّةً میں یہاں بیاض چھوڑی تھی۔ اس عنوان کی تکمیل مرتب کتاب نے کی ہے اور انجم المفصل فی علم الصرف سے استفادہ کیا ہے اور حروف حذف کا مجموعہ مرتب نے خود مرتب کیا ہے ۱۲

نے ھُوَ حَفِیُّ بَخَائِنَةٍ دیا ہے جس کا ترجمہ ہے: ”وہ خیانت کار عورت پر مہربان ہے“ مگر یہ مجموعہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آخری گولہ اگر ہا ہے تو تکرار لازم آتی ہے اور اگر لمبی ت مراد ہے تو وہ حروف حذف میں شامل نہیں ہے اور طاحروف حذف میں ہے مگر وہ اس مجموعہ میں نہیں آئی۔

حضرت الاستاذ نے ھُوَ حَفِیُّ بَخَائِنَةٍ لکھ کر بیاض چھوڑ دی تھی مگر یہ مجموعہ بھی صحیح نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کیونکہ گیارہ حروف حذف یہ ہیں: ہ، و، ج، ف، ن، ب، ط، خ، ی، ا، ء جن کا مجموعہ ھُوَ حَفْنَ بَطْخِیَاءَ ہے حَفْن: لپ بھرا۔ طَخِیَاء: تاریک راتیں۔ ترجمہ: اس نے تاریک راتوں سے لپ بھر لیا (حروف حذف کی مزید وضاحت باب پنجم فصل دوم میں آئے گی) غرض جہاں بھی کسی کلمہ سے کوئی حرف حذف کریں گے تو وہ انہیں گیارہ حروف میں سے ہوگا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ گیارہ حروف ہمیشہ حذف کئے جائیں گے۔

و حروف ابدال، و آں نیز یازدہ است، مجموعہ اَو اتَّجِدُ مِنْ وَطِیْہَا، ہر کجا کہ حرفے بہ حرفے بدل کنند ازیں حروف باشد۔

تیسری نوع حروف ابدال کی ہے اور وہ بھی گیارہ حرف ہیں یعنی ء، ت، ج، د، م، ن، و، ط، ی، ہ، ا، جن کو اس جملہ میں جمع کیا گیا ہے اَتَّجِدُ مِنْ وَطِیْہَا۔ جَدُّ (بکسر جیم و تشدید ال) بمعنی کوشش تَجِدُ مضارع حاضر از باب ضرب یضرب ترجمہ یہ ہوا: ”آیا کوشش کرتا ہے تو اس کی وطنی کی؟“ یا جَدَّ ماخوذ ہو جُدودۃ سے بمعنی بزرگ شدن اب ترجمہ یوں کریں گے: ”کیا بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس سے وطنی کر کے؟!“ (۱)

جس جگہ کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا ہوگا تو وہ انہیں میں کا کوئی حرف ہوگا۔ علامہ ابن حاجب نے شافیہ میں حروف ابدال کی تعداد چودہ

(۱) اس مجموعہ کو یوں بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ اَتَّجِدُ مِنْ وَطِیْہَا (کیا پاتا ہے تو اس شخص کو جس نے اس

شمار کی ہے اور ص، ز، ل کو بھی حروف ابدال قرار دیا ہے اور ان کا مجموعہ  
 اَنْصَبَتْ يَوْمَ جَدُّ طَاهٍ زَلَّ دیا ہے ترجمہ: ”خاموش رہو اس دن جس دن کہ طاہ  
 کا دادا پھسلا“ طاہ نام ہے۔ اَنْصَبَتْ امر ہے اِنْصَاتْ : خاموش رہنا۔ زَلَّ  
 ماضی از زَلَّ بمعنی لغزش۔ عند البعض تیرہ کی تعداد ہے۔ اس تعداد  
 میں سین کا اضافہ ہے اور صاد اور ز کا اخراج۔ علامہ نے اس پر سخت تنقید کی  
 ہے۔ جار بردی، رضی وغیرہ میں تفصیلات مذکور ہیں۔

---

و حروف قلب و آل حروف علت است۔ قلب و ابدال در معنی یکے است،  
 و لیکن بیشتر در حروف علت، قلب گویند، و در حروف صحیح ابدال نامند۔

---

چوتھی نوع حروف قلب کی ہے اور حروف قلب، حروف علت ہیں یعنی  
 واو، الف، یا، قلب اور ابدال بلحاظ معنی ایک ہی شئی ہیں لیکن بیشتر حروف  
 علت میں تبدیلی کو قلب اور حروف صحیح کی تبدیلی کو ابدال کہتے ہیں۔

---

و حروف ادغام و آل سیزده حرف است کہ لام تعریف را در وے ادغام  
 توای کرد، چوں اَلْتَاءُ و اَلْتَاءُ و اَلْدَالُ و اَلْدَالُ و اَلرَّاءُ و اَلرَّاءُ و اَلسَّيْنُ  
 و اَلشَّيْنُ و اَلصَّادُ و اَلصَّادُ و اَلطَّاءُ و اَلطَّاءُ و اَلنُّونُ و اَللَّهْ اعلم۔

---

پانچویں نوع حروف ادغام کی ہے جن میں لام تعریف کا ادغام ہو سکتا ہے۔ وہ  
 کل تیرہ حرف ہیں جن کو اَلْتَاءُ سے اَلنُّونُ تک عمل ادغام ذکر کیا ہے (یعنی اَلْتَاءُ میں  
 لام تعریف کو تابنا کرتا میں ادغام کیا ہے پس یہی امثلہ بھی ہیں و قس علی ہذا)  
 (دیگر حضرات نے حروف ادغام کی تعداد چودہ بیان کی ہے انہوں نے  
 لام کا اضافہ کیا ہے ان چودہ حروف کو حروف ستمسی بھی کہتے ہیں یعنی وہ حروف  
 جن پر الف لام آئے تو لام نہ پڑھا جائے بلکہ لام مابعد حرف کی جنس سے ہو کر  
 ادغام یا وے جیسے اَلسَّلَامُ۔ یہ چودہ حروف اس شعر میں جمع ہیں۔



تاء، ذال، و، ز، سین و شین  
صاد و ضاد و لام و نون و طاء و ظا شد بالیقین

مثلاً: التائبون، الثرى، الدّم، الذرع، الرّمثان، الزيتون، السماء،  
الشمس، والصافات، والصحي، واللّيل والنّاس والطّيبات والظّن۔  
ان حروف کو حروف شمسیہ اس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح سورج چاند  
پر اثر انداز ہوتا ہے یہ حروف بھی مابعد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

حروف قمریہ: حروف شمسیہ کے علاوہ باقی چودہ حروف (۱) حروف قمریہ کہلاتے  
ہیں یعنی وہ حروف جن پر الف لام تعریف آئے تو لام پر ہا جائے۔ او غام نہ ہو  
جیسے الحمد۔ ان کو قمریہ اس لئے کہتے ہیں کہ چاند، سورج پر اثر انداز نہیں ہوتا  
اسی طرح یہ حروف مابعد پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ ان کا مجموعہ اَبْعَ حَبْلِكَ  
وَحِفْ عَقِيمَةٍ یعنی ء، ب، غ، ح، ج، ك، و، خ، ف، ع، ق، ی، م، ہ، جیسے  
الاعمى، البصير، الغاوون، الحمد، الجمل، الكتاب، الوسواس،  
الخناس، الفجر، العاديات، القارعات، اليتيم، المسكين، الهادي

فصل پنجم در ذکر چیزے از حروف معنوی، تا کتاب از اں خالی نباشد۔ و جملہ  
حروف معنوی از نو دبیروں نیست و آل سہ گونه است مبسوط و مقرون و مرکب۔

## پانچویں فصل حروف معنوی کے بیان میں

حروف معنوی کا اس فصل میں مختصر سا تذکرہ ہے تاکہ کتاب کلیۃً اس کے ذکر  
سے خالی نہ رہے۔ جملہ حروف معانی نوے (۲) سے زیادہ نہیں ہیں اور حروف  
معانی تین طرح کے ہیں (۱) مبسوط، (۲) مقرون، (۳) مرکب۔

(۱) اور الف نہ شمسی ہے نہ قمری کیونکہ اس سے ابتداء نہیں ہو سکتی ہے۔ ۱۲

(۲) حروف معانی حروف مبالغی (حروف بجا) کا مقابل ہے یعنی معنی دار حروف، جیسے با جارہ، ک جارہ،

حروف معانی ہیں ۱۲

مبسوط آل است کہ چیزے از حروف معنوی باوے بہم نکرده باشند، چوں  
 مِنْ وَفَىٰ وَالِیٰ ————— و مقرون آنست کہ دو حرف معنوی بہم نکرده  
 باشند، و معنی ہر دو باقی باشد، چوں کَانَ کہ کاف تشبیہ وَاِنَّ توکید پہ بہم  
 آمدہ است، و معنی ہر ایک باقی است ————— و مرکب آنست کہ دو حرف  
 بہم آمدہ باشند، و معنی ہر دو یک گشتہ، چوں لَوْلَا تحضیض کہ لَوْ تمنی وَاِنَّ  
 نافیہ بہم آمدہ است، و معنی ہر دو یک گشتہ۔

(۱) مبسوط وہ حروف ہیں جو تنہا تنہا ہوں ان کے ساتھ کوئی دوسرا معنوی  
 حرف جوڑا نہ گیا ہو، جیسے مِنْ، فِی، اِلٰی حروف جارہ ہیں یہ اگرچہ دو حرفی  
 کلمات ہیں مگر ان کا کوئی حرف معنوی نہیں ہے جس کے ملانے سے یہ حرف  
 بنے ہوں۔

(۲) مقرون وہ حروف ہیں کہ جن میں دو معنوی حرف ملا دئے گئے ہوں اور  
 معنی دونوں کے باقی ہوں۔ ان کی مثال کَانَ حرف مشبہ بشعل ہے جو کہ عند  
 التخلیل کاف تشبیہ اور اِنَّ توکید یہ سے مرکب ہے یعنی اِنَّ جو تحقیق اور تاکید کے  
 معنی دیتا ہے۔ ترکیب میں قصد تشبیہ کی غرض سے کاف تشبیہ کو اِنَّ پر مقدم  
 کیا اور باعث کاف جارہ ہمزہ کے کسرہ کو فتح سے بدل دیا۔ کَانَ زیداً اَسَدٌ  
 اصل میں اِنَّ زیداً کَالْاَسَدِ تھا۔ مشبہ بہ سے کاف اٹھا کر اِنَّ توکید یہ کے  
 ساتھ جوڑ دیا۔ اب یہ مجموعہ ایک کلمہ ہو گیا مگر کاف اور اِنَّ کے اصلی معنی  
 تشبیہ اور تاکید کے بدستور باقی رہے۔

(۳) مرکب وہ حروف ہیں کہ جن میں دو معنوی حرف یکجا ہو کر ایک نئے  
 معنی کے حامل ہوں۔ ان کے اپنے معنی مرکب میں ختم ہو گئے ہوں مثال میں  
 لَوْلَا تحضیض کو لیجئے کہ اس میں لَوْ اور لَا دو مختلف المعنی حرف جمع ہیں لَوْ  
 میں تمنی اور آرزو کے معنی تھے اور لَا میں نفی کے معنی۔ مگر ترکیب کے بعد  
 لَوْلَا میں تحضیض کے معنی پیدا ہو گئے یعنی براہِ یختگی کے معنی بن گئے۔

تخصیض کے معنی ابھارنا۔ اب لولا کا ترجمہ اس طرح کریں گے کہ ”ایسا کیوں نہیں ہوا“ یہ ایک جداگانہ معنی ہیں برخلاف کَانَ کے کہ کان زیداً اَسَدَ کے معنی: زید شیر کے مشابہ ہے، گویا بہادری میں زید شیر جیسا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

## باب پنجم در معنی تصریف

تصریف گردانیدن کلمہ باشد بہ پنج طریق: زیادت، وحذف، وابدال، وقلب، و نقل۔

## پانچواں باب تصریف کے معنی میں

اس باب میں تصریف کے معنی بیان کئے گئے ہیں اور اس کی تفصیل بھی ذکر کی گئی ہے۔

تصریف کے معنی: کلمہ کا لوٹ پوٹ کرنا ہے یعنی اولنا بدلنا ہے پانچ طریقوں سے یعنی (۱) زیادت (۲) حذف (۳) ابدال (۴) قلب اور (۵) نقل کے طور پر۔

فصل اول در زیادت۔ فرق میان حرف اصلی و حرف زیادت آنست کہ حرف زائد در تصریف بیفتد و اصلی نیفتد، چوں عین، و لام، و میم از عَالِمٌ وَعَلِیمٌ وَمَعْلُومٌ وَعَلَمٌ وَتَعَلَّمَ وَاسْتَعَلَّمَ۔ و آنچه زیادہ باشد چوں در ثلثاتی وزن کنند بیفتد۔

## پہلی فصل زیادت کے بیان میں

حرف اصلی اور حرف زائد: کے مابین امتیاز اور فرق یہ ہے کہ حرف زائد کلمہ کی بعض تصریفات میں ساقط ہو جاتا ہے اور اصلی کسی جگہ بھی نہیں گرتا

یعنی جو حروف کلمہ کے جملہ تصرفات میں ساتھ دیں وہ اصلی مانے جائیں گے کہ بنیاد کلمہ ہیں اور جو حروف بعض تصرفات میں اس کا ساتھ چھوڑ دیں، بس سمجھ لو کہ زائد ہیں۔

مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ عین، لام، میم یہ تین حرف ایسے ہیں کہ اس باب کے جملہ تصرفات میں یکساں حالت میں رہتے ہیں خواہ مجرد کے مختلف نوع کے تصرفات ہوں یا مزید کے عَلِمَ، عَالِمَ، عَلِیْمَ، مَعْلُومَ، عَلِمَ (باب تفعیل مزید) تَعْلَمَ (باب تفعیل) اِسْتَعْلَمَ (باب استفعال) ان تمام میں عین، لام، میم اپنی مخصوص ترتیب کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن عَالِمَ کا الف، عَلِیْمَ کی یا، مَعْلُومَ کا واو اور میم اول۔ عَلِمَ میں لام کا تکرار، تَعْلَمَ میں تکرار لام کے ساتھ تا کا اضافہ، اِسْتَعْلَمَ کے اول کے تین حروف، یہ عَلِمَ مجرد میں جو ان سب کی اصل ہے اور یہ سب اس میں تصرف کرنے سے حاصل ہوئے ہیں مفقود ہیں۔ اور اسی طرح یہ زوائد باہم منقسم ہیں۔ یہ نہیں کہ زائد زائد سب برابر ہوں بلکہ کہیں کوئی حرف زائد ہے اور کہیں کوئی۔ کہیں ایک ہے تو کہیں دو اور کہیں تین۔ معلوم ہوا کہ اصلی حروف تو وہی عین، لام، میم ہیں جو ہر موقعہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور باقی تمام زوائد ہیں جو موقعہ بموقعہ لگتے اور الگ ہوتے رہتے ہیں۔

﴿قاعدہ﴾ ثلاثی کے وزن سے زوائد کا پتہ چل جائے گا، کیونکہ زوائد گرجائیں گے اور اصل محفوظ رہے گی جیسا کہ ہم نے اوپر عمل کر کے بتلادیا ہے۔

وزیادت از جهت ہشت چیز باشد، مَدِّ صَوْتِ چوں کِتَابٌ وَعَجُوْزٌ وَالْحَاقِ  
چوں کَوْثَرٌ وَعَشِیْرٌ، وَعَوْضِ چوں عِدَّةٌ وَزَنْةٌ۔ وَتَمَكُّنِ ابْتَدَ، چو الف وصل  
اُنْصَرُ وَاَضْرَبْ وِبِیَانِ حَرَكَتِ چوں مَاہِیۃٌ وَسَلَامَتِ بِنَا چوں ضَرْبَنِیْ  
وَإِنِّیْ وَزِیَادَتِ مُحْضِ چوں اِسْتَقَرَّ وَاحْدَاثِ مَعْنٰی، وَاَلِ بَسِیْرَا سِت، چو فاعِل  
وَمَفْعُولِ وَتَشْنِیۃِ وَجَمْعِ وَجَزْآلِ۔

## زوائد کا اضافہ آٹھ وجہ سے ہوتا ہے

یعنی آٹھ فوائد یا آٹھ مقاصد ہیں جن کی تحصیل زیادت سے کی جاتی ہے۔

(۱) مدّ صوت یعنی کبھی کسی کلمہ میں آواز بڑھانے کے لئے زیادت کرتے ہیں۔ کتاب کا الف اور عَجُوز کا واو اسی ضرورت سے بڑھا ہے، ورنہ اصل میں کتب اور عَجُز تھا ظاہر ہے کہ اس اصل کے تلفظ میں آواز کا کھپاؤ نہیں ہو سکتا تھا کتاب میں الف نے مد صوت کا، اور عَجُوز میں واو نے مد صوت کا موقع پیدا کر دیا کہ دونوں مدہ ہونے کے باعث ممد و داد ہوں گے۔

(۲) الحاق: دوسرا فائدہ زیادت کا، الحاق ہے یعنی چھوٹے کلمہ کو بڑے کلمہ کے وزن پر لانا ہوتا ہے تاکہ تصغیر اور جمع میں بڑے کلمہ والا معاملہ اس چھوٹے کلمہ کے ساتھ بھی ہونے لگے تو چھوٹے کلمہ کو بڑا کرنے کی خاطر حرف کی زیادت کی جاتی ہے جیسے کوثر کا واو اور عِشیر کی یا الحاقی ہے۔ کوثر ملحقات جعفر سے ہے اور عِشیر ملحقات درہم سے ہے۔ کوثر بمعنی کثیر۔ عِشیر: غبار، مٹی۔

(۳) عَوَضُ یعنی کبھی کسی محذوف حرف کے عوض (بدلے) میں آخر کلمہ میں تاکا اضافہ ہوتا ہے اور ایسے ہی کہیں اول میں اضافہ کر دیتے ہیں جیسے عِدَّة، زَنَّة کی تا واو محذوف کا عوض ہے۔ اصل میں وَعَدٌ وَزَنٌ تھے، بموافقت باب صدر کلمہ کا واو حذف کر کے عین کلمہ کو کسرہ دیا اور بعوض محذوف آخر میں تا بڑھادی۔

(۴) تمکُن ابتدا یعنی زیادت کا منشا کبھی ابتدا سکون کی دشواری سے بچنا ہوتا ہے، جیسے اُنْصُرُ، اِضْرَبُ کے اول میں ہمزہ وصل — تمکُن ابتدا کا مطلب: ابتداء کا موقع پیدا کرنا یعنی باعث سکون جو تلفظ کا موقع جاتا رہا تھا، اول میں ہمزہ وصل بڑھا کر پھر اس کا موقع پیدا کر لیا گیا۔

(۵) بیان حرکت یعنی کبھی آخر کلمہ کی حرکت ظاہر کرنے کے لئے زیادتی کی جاتی ہے۔ یہ زیادت ہمیشہ آخر میں ہوگی، جیسے ماہی؟ کی یا کافتحہ ظاہر کرنا



دونوں میں میم زائد ہے، منازل میں میم کے علاوہ الف بھی زائد ہے (جو وسط کلمہ میں زیادتی ہے) حَمِيزٌ (گدھے) میں یا زائد ہے یہ زیادت فی الوسط کی مثال ہوئی۔ حَمِيزَانِ میں یا کے علاوہ الف نون بھی زائد ہیں، اسلئے اسے زیادت فی الآخر کی مثال سمجھ لیں۔۔۔۔۔ ان امثلہ میں پہلی اور تیسری مثال میں ایک حرف کی زیادت ہے اور دوسری میں دو حرف کی اور چوتھی میں تین حرف زائد ہیں۔۔۔۔۔ حَمِيز، حِمَار کی جمع ہے اور حَمِيزَانِ کسی پانی (چشمہ) کا نام ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿قاعدہ﴾ حروف زوائد میں اصل حروف علت ہیں۔ کیونکہ یہ حروف تمام حروف میں نسبتاً خف ہیں اور بے تکلف ادا ہوتے ہیں لہذا زیادت کے لئے یہی زیادہ تر موزون ہیں تاکہ کلمہ زیادت کے باعث ثقیل نہ بن جائے۔۔۔۔۔ امہات بمعنی اصول ہے۔

﴿فائدہ﴾ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ واو اور یا ثقیل ہیں تو اس کا منشأ یہ ہے کہ حروف علت میں یہ دونوں ثقیل ہیں یعنی یہ ثقل بہ نسبت الف کے ہے، نہ بقیہ حروف کے اعتبار سے۔

﴿فائدہ﴾ دیگر حروف زوائد بر بنائے مشابہت حروف علت، زیادت کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ یہ مشابہت کبھی بلحاظ اتحاد یا قرب مخرج ہے جیسے ہمزہ اور ہا کہ دونوں حلقی ہیں اور الف سے بلحاظ مخرج مجاورت یعنی پڑوس کا تعلق رکھتے ہیں اور ہمزہ تو عند التحفیف کہیں واو کہیں یا، کہیں الف سے بدلتا رہتا ہے یہی حال ہا کا ہے کہ ھَذَہِ اَمَۃُ اللّٰہِ (یہ عورت اللہ کی بندی ہے) میں ہا، یا سے بدلی ہوئی ہے (ھَذَہِ اصل میں ھَذِی تھا کیونکہ یہ ذَا کی تانیث ہے اور نہ کر میں ہا نہیں ہے پس اس کے مؤنث میں بھی ہا اصلی نہیں ہے بلکہ یا سے بدلی ہوئی ہے) اور یَا ھَنَآہُ (اُو کیئے!) کی ہا واو سے بدلی ہوئی ہے (ھَنَآہُ اصل میں ھَنَآو تھا واو کو ہا سے بدل لیا ہے، ہا اصلی نہیں ہے کیونکہ ھَنَآہِ کی ترکیب محفوظ نہیں ہے)

اور میم مخرج واو یعنی شفة (ہونٹ) سے متعلق ہے اور غنہ ہونے میں نون میم شریک ہیں۔ یہ مشابہت کی دوسری صورت ہو گئی یعنی شرکت فی الوصف۔۔۔۔۔ پھر نون کا خیشوم میں امتداد ایسا ہی ہے جیسا کہ الف کا امتداد حلق میں یعنی نون کو خیشوم میں دیر تک گھمایا جاتا ہے اور الف حلق میں کھچتا ہے۔

اسی طرح باقی زوائد میں بھی مناسبات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہم نے نمونہ بعض کی مناسبت دکھادی، باقی کی تفصیلات مطولات سے حاصل کریں۔

## فصل دوم در حذف

وحذف از برائے سیزده معنی آید۔ استثقال ضمہ و کسرہ بر حروف علت، چوں تَدْعُونَ وَ تَرْمِیْنَ وَ جَزَمَ چوں لَمْ یَدْعُ وَلَمْ یَرْمِ وَ نصب چوں لَنْ یَضْرِبَا وَلَنْ یَضْرِبُوا و اضافت چوں غَلَامًا زَیْدٍ وَ ضَارَ بُوبَکُرُ، و کثرت استعمال چوں لَمْ یَكْ وَلَا أَذَرُ، و ترکیب چوں یَا حَارَ، و تصغیر چوں سَفِیْرَجُ، و جمع چوں سَفَارِجُ، و نسبت چوں حَنْفِیُّ، و ترکیب چوں عَبْشَمِیُّ در عَبْدِ شَمْسٍ، و اجتماع ساکنین چوں قَاضٍ وَ دَاعٍ، و تخفیف چوں بَیْنٌ وَلَیْنٌ، و اکتفا چوں حَتَّامٌ وَ مَتَّامٌ وَ الْإِمَامُ اِی حَتَّى مَا، وَ مَتَّى مَا، وَ اِلٰی مَا۔

## دوسری فصل حذف کے بیان میں

منجملہ تصرفات کے ایک تصرف حذف کا بھی ہے (حذف کے معنی پہلے بیان کئے جا چکے ہیں دیکھئے ص ۱۹۷ دوسری نوع)

حذف تیرہ وجوہ سے ہوتا ہے یعنی کلمہ میں حذف کیوں ہوتا ہے اس کے دواعی اور اسباب تیرہ ہیں جن کی خاطر یہ حذف کا تصرف ہوتا ہے۔

(۱) حرف علت پر ضمہ اور کسرہ ثقیل ہونے کی وجہ سے: حروف علت پر



یعنی واو اور یا پڑھو اور کسرہ کا ثقل اس کا متقاضی ہوتا ہے کہ انہیں ہٹا کر واو یا کو ہلکا کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ واو اور یا حذف کرنے پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً تَدْعُوْنَ جمع مذکر حاضر کا دوسرا واو اور تَرْمِيْنٌ واحد مؤنث حاضر کی دوسری یاء اسی علت سے محذوف ہوئی یہ اصل میں تَدْعُوْنَ اور تَرْمِيْنٌ تھے۔

(۲) جازم کی وجہ سے: یعنی فعل مضارع پر جازم کی آمد کلمہ کے آخر سے حروف علت کے سقوط کا باعث بن جاتی ہے، جیسے يَرْمِيْ پر لَمْ داخل ہوا تو یا گر گئی اور لَمْ يَرْمِ ہو گیا۔

(۳) ناصب کی وجہ سے: یعنی مضارع پر ناصب کے تقاضے سے تشنیہ جمع کانون ساقط ہو جاتا ہے، جیسے يَضْرِبَانِ اور يَضْرِبُوْنَ لَنْ کے داخل ہوتے ہی يَضْرِبَا اور يَضْرِبُوْا رہ گئے۔

(۴) اضافت کی وجہ سے: مضاف پر سے تشنیہ کانون ساقط ہو جاتا ہے جیسے غَلَامًا زَيْدٍ اور ضَارِبُوْ بَكْرٍ میں بابت اضافت غَلَامَانِ اور ضَارِبُوْنَ کانون ساقط ہو گیا ہے۔

(۵) کثرت استعمال کی وجہ سے: کلمہ میں تخفیف کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو آخر کا حرف حذف کر کے کلمہ کو ہلکا کر لیا جاتا ہے، جیسے لَمْ يَكُنْ سے لَمْ يَكْ اور لَا اَدْرِ سے لَا اَدْرِ بن گیا لَمْ يَكُنْ: نہ ہو یا نہ تھا لا ادری: میں نہیں جانتا۔

(۶) ترخیم کی ضرورت سے حرف آخر کو حذف کرنا پڑتا ہے: ترخیم کے معنی تصغیر ترخیم (ص ۱۸۳) میں گذر چکے ہیں، جیسے يَا حَارِثُ کی ترخیم کی يَا حَارِہ گیا۔

(۷) تصغیر کی وجہ سے: خماسی کی تصغیر میں حرف خامس کا حذف لازمی ہے جیسے سَفَرٌ جَلٌّ کی تصغیر سَفِيْرٌ جٌ بحذف لام ہے۔

(۸) جمع تکسیر کی وجہ سے: خماسی کی جمع تکسیر میں آخر کا حرف حذف کر کے اس کی جمع بنائی جاتی ہے۔ وَقَدْ مَرَّ

(۹) نسبت کرنے کی صورت میں: نسبت کے تغیرات بحث نسبت (ص ۱۸۵) میں قدرے تفصیل کے ساتھ آچکے ہیں مثلاً ابو حنیفہ کی طرف نسبت کرنے میں بنیال التباس جزو اول یعنی ابو کو چھوڑ کر جزو ثانی یعنی حنیفہ کی طرف حسب قاعدہ نسبت کر کے حنفیؒ کہا جائے گا۔ جزو اول پورا اور ثانی جزو کی تا نسبت میں حذف ہو گئی۔

(۱۰) ترکیب کی صورت میں: یعنی جب دو لفظوں کو ملا کر ایک کیا جاتا ہے تو بعض مرتبہ حذف ناگزیر ہو جاتا ہے، جیسے عبد شمس کو مرکب کر کے نسبت عَبْشَمِیؒ بنائی گئی ہے یہاں اس مرکب کی نسبت میں عبد کی دال اور شمس کا سین حذف کر دیا گیا ہے گو یہ تصرف خلاف قاعدہ ہے مگر نقل سے ثابت ہے استدراک: ہمارے نزدیک نسبت اور ترکیب کو ایک شمار کرنا چاہئے تھا، کیونکہ ترکیب میں بھی نسبت مرکب کا ایک عمل دکھلایا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ حنفیؒ میں اول جزو نسبت میں کلیۃً ساقط ہے اور عَبْشَمِیؒ میں بوقت نسبت دونوں جزو موجود ہیں اور ہر دو کا حذف کا تصرف ہوا ہے۔

(۱۱) اجتماع ساکنین کی وجہ سے: یعنی اجتماع ساکنین بھی احد الساکنین کے حذف کا باعث بن جاتا ہے، جیسے قاضیؒ اور دَاعُوؒ میں جب یا اور واو سے ضمہ دور کیا گیا تو یا اور تنوین اور واو اور تنوین دو ساکن جمع ہو گئے اس لئے یا اور واو کو حذف کرنا پڑا۔

استدراک: اول نمبر پر استثقال ضمہ و کسرہ بر حرف علت کا ذکر آچکا ہے وہاں باعث استثقال تو حرکت کا حذف ہوا ہے، نہ حرف کا، حرف کا حذف تو وہاں بھی اجتماع ساکنین ہی کا اثر ہے اور یہاں بھی اجتماع ساکنین حذف حرکت کا باعث ہے ابتداء و دو ساکن مجتمع نہ تھے اس لئے بظاہر تو ان دونوں میں (یعنی نمبر اول میں اور اس نمبر گیارہ میں) فرق معلوم نہیں ہوتا والعلم عند اللہ۔ البتہ وہاں (یعنی یدعون اور یرمیں میں) دونوں ساکن ایک جنس کے ہیں اور ادغام متصور نہیں کہ وہاں (یعنی ادغام میں) دوسرے مجالس کا

متحرک ہونا ضروری ہے تو لامحالہ حذف سے تخفیف کی جائیگی۔ برخلاف قاض اور داع کے کہ ساکنین متجانسین نہیں ہیں۔ مگر اتنی بات سے سبب حذف پر کیا اثر پڑتا ہے وہ دونوں جگہ اجتماع ساکنین ہی ہوا۔

ہاں اگر یوں کہتے کہ ”استثقال متجانسین من غیر ادغام“ تو یہ ایک مستقل سبب ہوتا پس تَدْعُوْنَ اور قَرْمِیْن میں صورۃ اجتماع ساکنین ہے مگر موجب حذف متجانسین کا اس طرح اجتماع ہے کہ وہاں تخفیف کے دیگر طُرُق کے ناممکن العمل ہونے کی بناء پر احدا المتجانسین کا حذف ضروری ہوا، برخلاف قاض اور داع کے کہ یہاں بجز اجتماع ساکنین کوئی دوسرا موجب حذف موجود ہی نہیں واللہ اعلم۔

(۱۲) تخفیف کے لئے حذف کی صورت اختیار کی جاتی ہے، جیسے هَيْن (آسان) لَيْن (نرم) میں تخفیفاً ایک یا حذف کر دی گئی۔ لَيْن کے معنی اور اصل کلمہ کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۳) اکتفا کرتے ہوئے: یعنی ایک طریقہ حذف کا اکتفا بھی ہے یعنی محذوف کے معاملہ میں مذکور پر کفایت کی جائے اور مذکور سے محذوف کا پتہ چلا لیا جائے۔ چنانچہ حَتَّى مَا مِیْن حَتَّام اور اِلٰی مَا مِیْن اِلَام اور مَتٰی مَا مِیْن مَتَّام بحذف الف مَا استفہامیہ اسی قبیل سے ہے۔ ان سب کے معنی ”کب تک“ ”کہاں تک“ ہیں۔

وحذف بردوگونہ است یکے آل کہ بموچے باشد، چنانچہ در قسمت افعال گفتہ ایم۔ ودیگر آل کہ بے موچے باشد، و آل بسیار ست۔

حذف دو طرح پر ہوتا ہے: ایک با موجب اور ایک یوں ہی بے موجب۔ موجب (بکسر جیم) کے معنی سبب کے ہیں۔ با موجب کا ذکر تقسیم افعال کے موقعہ پر آچکا ہے اور ہم مثال، اجوف، ناقص کے ابواب میں ان اسباب کا ذکر کر چکے ہیں جو موجب حذف ہوتے ہیں۔ قسمت افعال سے یہی تقسیم

مراد ہے یعنی مہموز، مثال، اجوف، ناقص، مضاعف کی طرف افعال کی تقسیم۔

اور بلا موجب حذف بکثرت پایا جاتا ہے۔ قدر ضروری کا بیان یہاں کیا جاتا ہے۔

(پہلے یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ حذف کے معنی ہیں کلمہ میں سے بعض حروف کو ساقط کر دینا بشرطیکہ اس حذف کا معنی پر کوئی اثر نہ پڑے یعنی حذف کے بعد بھی معنی بحالہ باقی رہیں اور حروف حذف هُوَ حَفَنَ بَطْخِيَاءَ میں جمع ہیں۔ اب ترتیب وار ہر ایک حرف کے حذف کی ایک ایک مثال لیجئے تاکہ بات واضح ہو جائے۔ (۱) شَفَّةٌ (ہونٹ) کی اصل شَفْهَةٌ ہے۔ باخلاف قیاس حذف کر دی گئی اور حذف کی دلیل یہ ہے کہ شَفْہ کی تصغیر شَفِيهَةٌ، جمع تکسیر شِفَاهٌ، فعل شَافَهْتُ فلانا اور مصدر الْمُشَافَهَةُ آتا ہے (۲) غَذٌ (آئندہ کل) کی اصل غَذُوٌّ ہے، حَمٌ کی حَمَوٌ، أَبٌ کی أَبَوٌ، أَخٌ کی أَخَوٌ، هَنٌ کی هَنَوٌ، ابْنٌ کی بَنَوٌ، اِسْمٌ کی سُمُوَان سب میں لام کلمہ کا واو بے موجب حذف کیا گیا ہے (۳) قَطٌ کی اصل قَطٌ ہے کیونکہ اس کا فعل قَطَطْتُ (کاٹا میں نے) ہے (۴) اَمٌ واللہ کی اصل اَمَا واللہ ہے اَمَا میں سے الف بلا وجہ حذف کیا گیا ہے (۵) حِرٌ (عورت کی شرمگاہ) کی اصل حِرْحٌ ہے۔ آخر سے حا حذف کی گئی ہے کیونکہ اس کی تصغیر حُرِيحٌ اور جمع تکسیر أَخْرَاحٌ آتی ہے (۶) اُفٌ (ہوں) کی اصل اُفٌ ہے اس میں سے ایک فاً تخفیفاً حذف کر دی جاتی ہے (۷) يَدٌ کی اصل يَدْنِيٌّ ہے کیونکہ اس کا فعل يَدَيْتُ اِلَى فلان يَدًا (میں نے فلاں کے ساتھ حسن سلوک کیا) ہے اسی طرح مِائَةٌ کی اصل مِاءٌ ی ہے اور دَمٌ کی اصل دَمْنِيٌّ ہے ان کلمات میں سے یا حذف کی گئی ہے۔ (۸) اللہ کی اصل اِلٰہ ہے کثرت استعمال کی وجہ سے بلا وجہ ہمزہ حذف کر کے اس کے عوض میں اَل لایا گیا ہے (۹) مُذٌ میں سے نون محذوف ہے کیونکہ دوسری لغت مُنْذٌ ہے (۱۰) بَخٌ کی اصل

بَخ ہے اس میں سے تخفیفاً ایک خ حذف کر دی جاتی ہے (۱۱) رُب کو ایک با حذف کر کے رُب بھی کہا جاتا ہے۔

اما کلمہ چند کہ مشہور ست اس جا یاد کردہ شود، چوں شَفَہ کہ در اصل شَفْہَہ، و شَاہ کہ در اصل شَوْہَہ بوده است، و فَم کہ در اصل فَوَہ بوده است، و اِسْت کہ در اصل سَتَہ بوده است و سَنَہ بیک قول در اصل سَنْہَہ بوده است، زیرا کہ جمع ایشان شِفَاہ و شِیَاہ و اَفْوَاہ و اَسْتَاہ می آید، و تصغیر ایشان شُفْہِہ و شَوْیْہَہ و فَوْیْہَہ و سُتْیْہَہ می آید و بیک قول اصل سَنَہ سَنَوَہ بوده است، زیرا چہ جمع او سَنَوَات می آید۔

و ید کہ در اصل یدْی بوده است، و دَم کہ در اصل دَمْی بوده است، و بقولے دَمَوُ بوده است، و مَائَہ کہ در اصل مِآءِی بوده است، زیرا چہ تشبیه و جمع ایشان یدِیَان و اَیدِی و دَمِیَان و دِمَآءِی می آید، و فعل از مَائَہ اَمَائَتْ می گویند۔

و آب کہ در اصل اَبَوُ بوده است، و غَدَّ غَدَوُ، وَاخَّ اخَوُ، و اِبْنُ بَنَوُ بوده است، زیرا چہ تشبیه ایشان اَبَوَان و غَدَوَان و اخَوَان می آید۔ و جمع ایشان اَبَاءُ و اخَوَانُ و اَبْنَاءُ و غَدَوَاتُ، و مصدر ایشان اَبُوۃُ و اخُوۃُ و بَنُوۃُ و غَدُوۃُ می آید۔

چند کلمات جن میں غیر قیاسی حذف ہوا ہے: چند مشہور کلمات اس جگہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں غیر قیاسی (بلا موجب) حذف ہوا ہے۔

اصل کلمہ	کلمہ کی موجودہ شکل	ترجمہ	دلیل
(۱) شَفْہَہ شَفَہ	لب، ہونٹ	شفاه جمع، شُفْہَہ تصغیر	
(۲) شَوْہَہ شَاہ	بکری	شیاہ جمع شَوْیْہَہ تصغیر	
(۳) فَوَہ فَم	منہ	افواہ جمع فَوْیْہَہ تصغیر	
(۴) سَتَہ اِسْت	حلقۃ الدبر	استاہ جمع سُتْیْہَہ تصغیر	

اصل کلمہ کی موجودہ شکل	ترجمہ	دلیل
(۵) سَنَهَةٌ سَنَةٌ	سال	سَنَهَاتٌ جمع
(۵) سَنُوَةٌ سَنَةٌ	سال	سَنَوَاتٌ جمع
(۱) يَدَيُّ يَدٌ	ہاتھ	أَيْدِيٌّ جمع يَدَيَّانِ تشنيہ يَدَيُّ تَصْغِير
(۲) دَمِيٌّ دَمٌ	خون	دِمَاءٌ جمع دَمِيَّانِ تشنيہ دُمِيٌّ تَصْغِير
(۳) مَائِيٌّ مِائَةٌ	سو سیکڑہ	أَمَائْتُ (سو کی تعداد کردی میں نے)
چوں معی		
(۱) أَبُوٌّ أَبٌ	باپ	آبَاءٌ جمع أَبَوَانِ تشنيہ أَبُوَّةٌ مصدر
(۲) غَدُوٌّ غَدٍ	آنے والی کل	غَدَوَاتٌ جمع غَدَوَانِ تشنيہ غُدُوَّةٌ مصدر
(۳) أَخُوٌّ أَخٌ	بھائی	آخَاءٌ جمع أَخَوَانِ جمع أَخَوَانِ تشنيہ أَخُوَّةٌ مصدر
(۴) بَنُوٌّ ابْنٌ	بیٹا	أَبْنَاءٌ جمع وَكَذَلِكَ بَنُونَ بَنِيٌّ تَصْغِير بَنُوَّةٌ مصدر

طریق استدلال: جب کسی کلمہ کی اصلی حالت معلوم کرنی ہو تو اس کی جمع اور تصغیر کو دیکھو، عموماً تصغیر اور جمع میں کلمہ کے ساقط شدہ اصلی حروف لوٹ آتے ہیں۔ اگر جمع اور تصغیر سے پتہ نہ چلے تو پھر تشنیہ پر نظر ڈالو اس سے اصلی حال روشن ہو جائے گا۔

ایک طریقہ اصل کے معلوم کرنے کا یہ بھی ہے کہ مصدر کو دیکھا جائے اور اگر مصدر معلول ہو (یعنی اس میں تعلیل ہوئی ہو) تو اس کے مشتقات میں تلاش کرو، ان شاء اللہ کہیں نہ کہیں اصل کا سراغ نکل آئے گا۔ مِائَةُ کی تا یائے محذوفہ کا عوض ہے۔ أَمَائِ الْقَوْمِ بولتے ہیں جب قوم کی تعداد سو ہو جائے، اصل میں أَمَائِ تھاروزن اکثر م، یا کو فتحہ ماقبل کے باعث الف

کر لیا۔ مائۃً اصل میں مائی تھا، ضمہ یا پر ثقیل تھا حذف کر دیا مائی بروزن معی رہ گیا یا کو حذف کر کے آخر میں تا بڑھادی مائۃً بن گیا۔

نقشہ کی تفصیل: اس نقشہ کے بعد قدرے تفصیل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے کلمات محذوفۃ الحروف کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے پہلے حصہ میں پانچ کلمے ذکر فرمائے ہیں جن میں حرف محذوف ہا ہے اور ان کی جمع تصغیر علیحدہ بیان کر دی ہے دوسرے حصہ میں تین کلمات کو یکجا کر دیا ہے ان میں محذوف یا ہے تیسرے حصہ میں چار کلمات کو جمع کر دیا ہے ان میں محذوف وا ہے۔

اب دوسری بات سنئے: ان کلمات میں بعض متحرک الاوسط ہیں اور بعض ساکن الاوسط ہیں اس پر ان کی جموع سے تنبیہ فرمائی ہے دیکھئے شَفَاۃ کی جمع شِفَاۃ اور شَاۃ کی جمع شِیَاۃ ذکر کی، اس سے ان کی اصل میں ہا کا ہونا اور نیز اصل میں عین کا ساکن ہونا دونوں امر محقق ہو گئے، کیونکہ جمع میں فِعَال کا وزن ساکن الاوسط مفرد کے لئے ہے۔

اور فَم کی جمع اَفْوَاۃ اور اِسْت کی جمع اَسْتَاۃ سے معلوم ہوا کہ انکی اصل میں ھ ہے اور یہ متحرک الاوسط ہیں کیونکہ ساکن الاوسط میں اَفْعَال کا وزن نادر ہے، یہ وزن متحرک الاوسط میں مطرد ہے، پس فَم کی اصل فَوۃ ہوئی اور اِسْت کی اصل سَتۃ ٹھہری۔

اسی طرح اَب کی اصل اَبُو (بفتح با) اور اِبْن کی اصل بَنُو (بفتح نون) اور اَخ کی اصل اَخُو (بفتح خا) ہوئی کیونکہ ان کی جموع اَبَاء، اَبْنَاۃ، اِخَاء بروزن اَفْعَال آتی ہے جو متحرک العین فَعَل کی جمع کا وزن ہے۔

یَد، دَم کی اصل ساکن الاوسط ہے یعنی یَدِی، دَمِی اس لئے کہ ان کی جمع دِمَاء چوں فِعَال اور دُمِی چوں فُعُول ————— کہ اصل میں دُمُوئی تھا ————— آئی ہے۔ اسی طرح یَد کی جمع اَیْدِی بروزن اَفْعُل اور یَدِی بروزن فُعُول ————— اصل میں یُدُوئی ہے ————— آئی ہے یہ اوزان ساکن الاوسط میں مطرد ہیں۔

دَمّ میں عند البعض حرف محذوف واو ہے وہ لوگ اس کی اصل دَمَوّ (بحر کت میم) کہتے ہیں۔ سَنَّة میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ محذوف واو ہے یا یاء؟ مصنف رحمہ اللہ نے محذوف الواو ہونے کی دلیل میں سَنَوَات جمع کو پیش کر دیا ہے مگر محذوف الیاء کی دلیل ذکر نہ فرمائی۔ ممکن ہے کاتب کی غلطی سے رہ گئی ہو سُنِّيَّة تصغیر کے بعد سُنِّيَّة کا رہ جانا کتاب میں مستبعد نہیں، دونوں کی ایک ہی شکل ہے۔

فَوّہ میں حذف کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ضمیر کی صورت میں ہا کا تکرار ثقیل نظر آیا، لہذا ابا کو حذف کر دیا یعنی فَوَّه (اس کا منہ) میں دو ہا مجتمع ہو کر ثقالت کلمہ کا باعث ہو گئیں۔ اور واو تنوین، ضمہ کا تحمل نہ تھا اسکو میم سے بدل دیا سَنَّة کی ہا حذف کر کے بعوض محذوف، اول میں ہمزہ لے آئے اور سین کو ساکن کر دیا۔

﴿نوٹ﴾ مصنف نے محذوف پر استدلال کہیں جمع کے ذریعہ، کہیں تثنیہ کے ذریعہ، اور کہیں تصغیر کے ذریعہ کیا ہے اور کہیں اس کا فعل نکال کر اصل کا پتہ دے گئے، جیسے مائتہ میں کیا۔ ہم نے بقدر ضرورت تشریح کر دی، تفصیلات کے لئے مطولات موجود ہیں ان کا مراجعہ کیا جائے۔

## فصل سوم در ابدال

وآں نہادین حرفے بود بجائے حرفے۔ وابدال از برائے چہار معنی آید، ادغام چوں اِرْکَب مَعْنَا، واختیار اخف چوں دَارٌ وَاذْوَؤُ، وتجانس صورت اخف، چوں اِزْذَجَرُو کراہت تضعیف، چوں ذَهْدَيْتُ الْحَجَرَ۔

## تیسری فصل ابدال کے بیان میں

ابدال کی تعریف ہے ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھنا یعنی ابدال



میں، اور ضروری ہیں۔

ایک تو یہ کہ وہ حرف جو دوسرے حرف کی جگہ رکھا جائے وہ اصل کا غیر ہونا چاہئے، تاکہ نسبت یا جمع وغیرہ میں جو محذوف حرف واپس ہوتا ہے وہ ابدال کی تعریف میں داخل نہ ہو سکے، اس لئے کہ وہ واپسی کے بعد اپنی جگہ پر قائم ہے دوسرے حرف کی جگہ پر نہیں۔ مثلاً اَب کا محذوف واو اَبَوِیٰ نسبت میں موجود ہے مگر وہ اپنی جگہ پر ہے اس کو ابدال نہیں کہہ سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مُبْدَلٌ مُبْدَلٌ عَنْہُ، کی جگہ پر ہو یعنی مُبْدَلٌ عَنْہُ فاکلمہ ہو تو بدل بھی فاکلمہ ہو، اور اگر وہ عین کلمہ ہو تو یہ بھی عین کلمہ ہو، اور وہ لام کلمہ ہو تو یہ بھی لام کلمہ ہو، اور اگر وہ زائد جگہ واقع ہو تو یہ بھی اسی جگہ واقع ہو بہر حال ابدال کے لئے بدل کا اصل کی جگہ واقع ہونا ضروری ہے۔

فائدہ: بعض محذوف اول یا آخر میں جو حرف بڑھایا جاتا ہے جیسے عِدَّةٌ، زِنَةٌ کی تا، جو واو محذوفہ کا عوض ہے یا اِبْنٌ کا ہمزہ جو بَنُو کے واو کا عوض ہے، قاعدہ میں ابدال نہیں ہے کہ دونوں کُلُّ الگ الگ ہے۔ عِدَّةٌ، زِنَةٌ میں حذف صدر کلمہ میں ہوا اور عوض آخر میں لایا گیا۔ بَنُو میں حذف آخر میں اور عوض اول میں۔ مواقع ابدال: چار قسم کی ضرورتوں سے ابدال ہوا کرتا ہے۔

(۱) ادغام کی ضرورت سے کہ اس میں اول متقاربین کو متجانسین کیا جاتا ہے پھر ادغام کا عمل ہوتا ہے۔ دو مختلف حرف خواہ بلحاظ مخرج متحد ہی کیوں نہ ہوں، باہم مدغم نہیں ہو سکتے۔ اِرْكَبْ مَعَنَا میں عاصم کی قراءت ادغام کی ہے۔ ان کے یہاں اِرْكَبْ کی بامیم میں مدغم ہے، لہذا پڑھنے میں با کو میم پڑھا جائے گا یعنی اِرْكَمَّعَنَا، تو لام محالہ با کو ہٹا کر اس کی جگہ میم لائیں گے، پھر میمین کا ادغام کر دیں گے۔

(۲) اختیار اخف کے لئے: یعنی ابدال میں ایک ضرورت اختیار اخف کی ہے یعنی کلمہ کا ثقل کم کرنے کی غرض سے بھاری حرف کی جگہ ہلکا حرف لے





(۲) تائے افعال دال ہو جاتی ہے جبکہ فاعلمہ زاء دال یا ذال ہو، جیسے اِذْ ذَجَرَ کہ اصل میں اِذْ تَجَرَ تھا اِذْخَلَ (داخل ہوا) اصل میں اِذْ تَخَلَ تھا، اِذْكَرَ (یاد کیا) اصل میں اِذْ تَكِرَ تھا، ہر سہ مسئلہ میں تادال سے بدل گئی۔

اِذْ تَكِرَ میں دو صورتیں: اور یہ بھی جائز ہے کہ در صورت ذال معجمہ کے فاعلمہ ہونے کے تا مُبْدَلِہ من الدال کو ذال کر کے ذالین کا ادغام کر دیا جائے یعنی اِذْ تَكِرَ میں تا کو دال کرنے کے بعد، ادغام کی دو صورتیں جاری ہوں گی (۱) یا ذال کو دال میں تبدیل کر کے ادغام کیا جائے اور اِذْ تَكِرَ کو اِذْكَرَ دال سے کہا جائے گا (۲) یا دال کو ذال بنا کر ادغام کر کے اِذْكَرَ (بالذال) کہا جائے گا۔

(۳) اور اگر فاعلمہ ثاء مثلثہ ہو تو ثا کو تا سے تبدیل کر لیں گے۔ یہ تو مطابق اصل ہے اور یہ بھی جائز قرار دیا گیا ہے کہ تا کو ثا کر لیں، پھر ادغام کریں۔ مثال: اِثْغَرَ سے اِثْغَرَ (بالتاء) اور اِثْغَرَ (بالثاء) دونوں طریق صحیح ہیں۔ بچہ کے دودھ کے دانت گرنے پر اہل زبان ثْغَرَ الطِّفْلِ بولتے ہیں، پھر دو بارہ نکلنے پر اِثْغَرَ کہتے ہیں۔

(۴) اگر فاعلمہ سین ہو تو افعال کی تاسین سے بدل جائے گی، لیکن یہ تبدیلی ضروری نہیں ہے، محض جائز ہے دیکھئے اِسْتَمَعَ باب افعال ہے یہاں بہتر تو یہی ہے کہ تا قائم رہے اور سین اور تادونوں الگ الگ ادا ہوں اور اس کا بھی مضائقہ نہیں کہ تا کو سین کر کے ادغام کر دیا جائے اور اِسْمَعَ کہا جائے۔

تائے تَفَعَّلَ اور تَفَاعَلَ کا ابدال: اور جائز ہے کہ تائے تَفَعَّلَ و تَفَاعَلَ کو انہیں حروف سے بدل لیں، پھر ان میں ادغام ہو جائے یعنی جن حروف میں تائے افعال بدل کر مدغم ہوتی ہے انہیں حروف میں تائے تَفَعَّلَ و تَفَاعَلَ کا ابدال بھی جائز ہے۔ پھر ابدال کے بعد متجانسین کا اجتماع ادغام کا متقاضی ہوگا، لیکن یہ ابدال ضروری نہیں۔

پھر اگر یہ تصرف ابتدائے کلام میں ہوگا تو تعذر ابتداء بسکون کے

باعث ابتداء میں ہمزہ وصل لانا ضروری ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر یہ سمجھئے کہ تَطَيَّرَ بِرُوزَن تَفْعَلْ میں یہ عمل کرنا ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ تائے تَفْعَل کو ط سے بدل کر ادغام کرنا پڑا، مگر ادغام کے لئے پہلے مجانس کا سکون لازم ہے۔ لہذا بضرورت ادغام طاً مُبْدَلَةٌ مِنَ التَّاء کو ساکن کیا اور ابتداء میں ہمزہ وصل لے آئے تاکہ تلفظ کی دشواری ختم ہو جائے اور تَطَيَّرَ سے اِطَيَّرَ بن گیا دونوں کے معنی ہیں بد فالی لی۔

لیکن اگر ایسا تصرف وسط کلام میں واقع ہو تو ہمزہ لانے کی ضرورت پیش نہیں آتی وہ اپنے سابق کے ساتھ مل کر تلفظ میں آجاتا ہے مثال کے طور پر سورہ یس میں یہ لفظ قَالُوا کے بعد واقع ہوا ہے قَالُوا اِطَيَّرْنَا۔ اِطَيَّرْنَا کی طاً قَالُوا کے لام سے وصل کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ قَالُوا اور اِطَيَّرْنَا میں فصل نہیں کیا جاتا، لہذا ہمزہ وصل کی حاجت نہ رہی اور تلفظ میں اس کو ساقط کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اور مثالوں کو سمجھ لیں کہ ابتدائے کلام میں ان کا حکم اور ہے اور درج کلام میں اور، تَزَكَّى سے اِزْكَى اور تَذَكَّرَ سے اِذْكُرْ اور تَذَارَكَ سے اِذَارَكَ اسی اصول کے مطابق بنے ہیں۔ یعنی تائے تَفْعَل کو پہلی مثال میں زاء سے اور دوسری میں ذال سے بدل کر بقاعدہ مذکورہ ادغام کر دیا گیا اور ابتداء میں ہمزہ وصل بڑھا دیا۔ تَذَارَكَ میں تائے تفاعل کو اول دال کیا، پھر دالین کا ادغام کیا گیا۔ اور بضرورت ادغام اول دال کو ساکن کر کے ابتداء میں ہمزہ وصل لے آئے۔

تَزَكَّى اور اِزْكَى کے معنی: صفائی اور پاکیزگی حاصل کی۔ تَذَكَّرَ، اِذْكُرْ کے معنی: یاد کیا تَذَارَكَ، اِذَارَكَ کے معنی: تدارک کیا یعنی غلطی کی اصلاح کر لی یا نقصان کی تلافی کر دی۔ تَطَيَّرَ، اِطَيَّرَ کے معنی: بد فالی لی۔

﴿نوٹ﴾ مصنف رحمہ اللہ نے بطور نمونہ چند حروف کی مثال پیش کر دی، ورنہ جن حروف کے ساتھ تائے افتعال بدلتی ہے ان کی تعداد بارہ (۱) ہے

(۱) اور وہ یہ ہیں ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، فصول اکبری وغیرہ میں ان کا بیان ہے ۱۲۔

اور وہی تمام حروف ایسے ہیں جن سے تائے تفاعل و تفعّل کا ابدال ہوتا ہے  
واللہ اعلم۔

## فصل چہارم در قلب

قلب: بدل کردن حرفِ علتِ بُود، بحرفِ علتِ دیگر، چوں قَالَ و مِيزَانُ  
و یُوْقِنُ کہ در اصل قَوْل و مِوزَانُ و یُیَقِنُ بودہ است و ایں نوع در قسمتِ  
افعال مُستوفی گفتہ شدہ است۔

## چوتھی فصل قلب کے بیان میں

قلب: ایک حرفِ علت کو دوسرے حرفِ علت سے بدلنا ہے یعنی قلب بھی  
ابدال ہی کی ایک شکل ہے محض اصطلاحی فرق ہے کہ قلب حرفِ علت کے ابدال  
کے ساتھ مخصوص کر لیا گیا ہے۔ اس میں اصل اور بدل دونوں حروفِ علت  
ہوتے ہیں۔ برخلاف ابدال کے کہ وہاں ایسی کوئی پابندی نہیں، قَالَ میں واو  
کی الف سے تبدیلی، مِيزَانُ میں واو کی یا سے تبدیلی اور یُوْقِنُ میں یا کی واو  
سے تبدیلی، یہ قلب کی مختلف صورتیں ہیں اور ہر ایک موقعہ پر نقل سے خفت  
کی طرف انتقال ہو رہا ہے۔

الف کا بمقابلہ واو دیا اخف ہونا تو ظاہر ہے اور نسبتاً یا کا واو سے اخف  
ہونا بھی مسلم ہے۔ لیکن یُوْقِنُ میں یا کی واو سے تبدیلی شبہ پیدا کرتی ہے کہ  
اخف سے نقل کی جانب انتقال ہو رہا ہے مگر جب اس پر نظر کی جاتی ہے کہ  
یاء کے ما قبل ضمہ کا آنا زیادہ ثقالت کا موجب ہے اور ضمہ اور واو کی مناسبت  
میں بعد ضمہ یاء کی واو سے تبدیلی تلفظ میں خفت اور ہلکا پن پیدا کر دیتی ہے تو  
یہ شبہ خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے یہاں اس بحث کو طول نہیں دیا کیونکہ تقسیم افعال

میں (یعنی ہفت اقسام کی بحث میں) اغلال کی بحث مفصل گزر چکی ہے اور وہاں حروف علت کے تصرفات مُستوفیٰ یعنی پورے طور پر کہے جا چکے ہیں بدیں وجہ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں محض تعریف اور نمونہ چند امثلہ پر اکتفا کی گئی واللہ اعلم۔

## فصل پنجم در نقل

نقل بر دو گونه است: نقل حرفی از محلے بملے، چوں جَذَبَ وَجَبَذَ وَنَاقَةُ وَأَيْنُقُ وَقَوْنُسُ وَقِيسِيٌّ وَچوں هَارِي وَهَائِرُ ————— و محال وے در کتب لغت ست۔ وے راعلتے نتوال گفت۔

## پانچویں فصل نقل کے بیان میں

نقل کے معنی: ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ پہنچا دینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

نقل کی پہلی صورت: کسی حرف کو اسکی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دینا، جیسے (۱) جَذَبَ (کھینچا) اس میں ذال، با سے مقدم ہے اس کو مؤخر کر کے نَجَبَذَ کہنا۔ معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

(۲) نَاقَةُ (اونٹنی) کی جمع أَيْنُقُ (بتقدیم یا برنون) اس میں نقل مکانی ہوا ہے۔ اصل میں أَيْنُقُ تون کی تقدیم کے ساتھ یا پر تھا۔ یہ نَاقَةُ کی جمع قلت ہے نَاقَةُ کالف واو کا بدل ہے اصل میں نَوَقَةُ تھا، بقاعدہ قال واو کو الف کر لیا تو جمع أُنُوقُ بالواو ہونی چاہئے تھی مگر واو اور نون میں قلب مکانی کر کے أَوْنُقُ کر لیا، ازاں بعد واو کو یا سے بدل کر أَيْنُقُ بنا لیا۔ اس کا وزن أَفْعُلُ نہیں ہے

کیونکہ یہ یا بجائے واو ہے جو عین کلمہ ہے اور نون فاکلمہ، لہذا اس رعایت سے اس کا وزن صر فی اَعْفُلْ (بتقدیم عین علی الفاء) ہوگا۔

(۳) قِسی، قونس کی جمع ہے، قونس کا عین کلمہ واو ہے اور لام کلمہ سین، اصل جمع قُونُس ہے عین کلمہ کے واو کو سین کی جگہ یعنی لام کلمہ کی جگہ لے آئے، اسی کے ساتھ دوسرا واو بھی درمیان سے ہٹ کر بترتیب اصل اس واو کے بعد آگیا قُونُس سے قُسُونُ بن گیا۔ پھر بقاعدہ مقررہ (یعنی مَرْمِی کے قاعدہ سے) واو طرف کو یا سے بدل دیا قُسُونِی ہوا اب واو اور یا ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اور اول ساکن ہے۔ لہذا واو کو یا اور یا کو یا میں ادغام کر دیا۔ پھر بمناسبت یا سین کا ضمہ، کسرہ سے بدل کر اس کے اتباع میں قاف پر کسرہ لے آئے قِسی ہو گیا۔

(۴) اور جیسے هَارِی و هَائِرِ یہاں پر راجو عین کلمہ ہے یا کی جگہ اور یا کو جو لام کلمہ ہے عین کی جگہ پہنچا کر، الف فاعل کے بعد یا کو ہمزہ سے بدل لیا هَائِرِ ہو گیا۔ (یہاں حضرت الاستاذ قدس سرہ سے تسامح ہوا ہے حضرت نے سابقہ تین مثالوں کے انداز پر اس مثال کو حل فرمایا ہے حالانکہ اس کا انداز بدلا ہوا ہے اس لئے مصنف رحمہ اللہ نے ”وچوں“ بڑھایا ہے۔ یہاں اصل هَائِرِ ہے اس میں قلب مکانی کر کے هَارِی اور هَارِ کہا جاتا ہے جیسے عَلِی شَفَا جُرْفِ هَارِ (التوبہ آیت ۱۰۹) ترجمہ ایسی گھاٹی کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو هَارَ الْبِنَاءِ يَهْوَرُ هَوْرًا فَهُوَ هَائِرٌ وَهَارٌ عَلَى الْقَلْبِ (لسان العرب ملخصاً) عمارت کا ڈھ جانا یعنی قاعدہ کے مطابق اسم فاعل هَائِرِ ہے مگر نقل مکانی کر کے هَارِی بروزن قاضی اور هَارَ بروزن قاض بھی کہا جاتا ہے، جیسے شَائِكُ السَّلَاحِ میں شَاكِي السَّلَاحِ کہا جاتا ہے یہاں را کو جو لام کلمہ ہے مقدم کر دیا ہے اور ہمزہ کو جو عین کلمہ ہے اور دراصل واو ہے مؤخر کیا گیا ہے مزید تفصیل لسان العرب مادہ ه و ر میں ہے)



نوٹ کے نقل حرفی کا محل کتب لغت ہیں یعنی اس کا تعلق علم لغت سے ہے یہ لسانی تصرفات کتب لغت سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں اور ان تصرفات کے لئے کوئی علت بھی بیان نہیں کی جاسکتی کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے اور کن اصول کے ماتحت کیا جاتا ہے بس اس کا مدار محض نقل پر ہے اس سے زائد کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

و نقل حرکت، واں دو گونہ است: نقل حرکت از حرفی بہ حرفی چنانچہ در مضاعف واجوف و تخفیف ہمزہ یاد کردہ شدہ است چوں یَذْبُ و یَقُولُ وَقَدْ أَفْلَحَ۔ و نقل حرکت از جہت بہ جہت، چوں قَوْلُن کہ آل را قَوْلُن کنند، پس قُنن، و بیَعْن کہ آل را بیَعْن کنند، پس بعن گویند۔

نقل کی دوسری صورت: حرکت کو منتقل کرنا پھر نقل حرکت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک حرف کی حرکت اٹھا کر دوسرے حرف کو دیدینا۔ جس کا ذکر مضاعف، اجوف، اور تخفیف ہمزہ کے ذیل میں بضمن قواعد آچکا ہے، جیسے یَذْبُ مضاعف کہ اصل میں یَذْبُ تھا۔ بائے اول کی حرکت ذال کو دے کر ادغام کر دیا گیا۔ یقول اجوف میں واو کا ضمہ قاف کو دیا گیا۔ قَدْ أَفْلَحَ میں تخفیف ہمزہ کے اصول پر ہمزہ کی حرکت دال کو دے کر ہمزہ کو ساقط کر دیا۔

دوسری صورت جہت حرکت بدل دینا یعنی یہ تو نہیں کیا کہ ایک حرف کی حرکت لے کر دوسرے حرف کو دیدی بلکہ متحرک حرف بدستور متحرک ہی رہا البتہ جہت حرکت یا نوعیت حرکت بدل دی مثلاً بجائے فتح، ضمہ لے آئے۔ قَوْلُن (بفتح واو) کو قَوْلُن (بضم واو) کی طرف منتقل کیا۔ پھر واو کا ضمہ قاف کو دے کر بالاقائے ساکنین واو کو حذف کر دیا۔ اسی طرح بعن کی اصل بیَعْن (بفتح یا) ہے بروزن ضَرْبْن، اول اس کو بکسریا کی طرف منتقل کیا، پھر وہ کسرہ با کو دے کر یا کو ساقط کر دیا۔ جہت سے صورت حرکت مراد



﴿فائدہ﴾ امالہ کا الف نہ پورا الف رہتا ہے نہ پوری یا اسی طرح اس کے ماقبل کا فتح نہ پورا فتح ہی ہوتا ہے نہ بالکل کسرہ بن جاتا ہے بلکہ دونوں بین بین حالت میں ادا ہوتے ہیں۔

(فائدہ امالہ تمام عربوں کی زبان میں نہیں تھا بلکہ بنو تمیم، بنو اسد، بنو قیس اور ان کے پڑوسی قبائل، نجد کے باشندے ہی کرتے تھے۔ اہل حجاز تو بہت ہی کم امالہ کرتے تھے اور اب تو عرب کا کوئی قبیلہ امالہ نہیں کرتا۔ صرف قراء سبعہ میں سے بعض قراء امالہ کرتے ہیں اس لئے امالہ صرف جائز ہے واجب نہیں کذا فی المعجم المفصل فی علم الصرف ص ۱۶۰)

و موجبِ امالہ شش چیز است کہ پیش از الف بُودیا پس از الف: یاءِ چوں شیبَانُ  
و بایعٌ ————— و کسرۂ متقدم یا متأخر چوں کِتَابٌ و حِسَابٌ و عَالِمٌ  
و شَاعِرٌ ————— و الف مُنْقَلِبٌ از یاءِ، چوں نَابٌ و رَمِیْ و بَاعٌ  
————— و الف کہ بمنزلۂ الف منقلبہ باشد، چوں حُبْلِیْ و صُغْرِیْ، از انچہ  
کہ تشنیہ ایں ہر دو حُبْلِیَانِ و صُغْرِیَانِ می آید ————— و الف کہ ماقبل وے  
مکسور گردد، در حالتِ، چوں خَافَ کہ در خطابِ وے خِفْتَ گوئی  
————— و امالہ چوں رَأِیتُ عِمَاداً و قَرَأْتُ کِتَابًا، الفِ اولِ را امالہ کنند از  
برائے کسرۂ ماقبل، و الف دوم را از جہتِ امالہ اول۔

اسبابِ امالہ چھ چیز ہیں: یہاں موجبِ بمعنی سبب ہے نہ بمعنی واجب کرنے والا۔ کیونکہ امالہ واجب نہیں۔ البتہ ان اسباب کی موجودگی میں امالہ جائز ہوتا ہے۔ پس موجبِ بمعنی مُجَوِّز اور مُرَخِّص ہو یعنی امالہ کو جائز کرنے والی یہ چھ چیزیں ہیں، جو الف سے قبل بھی ہو سکتی ہیں اور بعد از الف بھی ان میں سے ایک یا کئی تحتانیہ ہے جو قبل از الف اور بعد از الف مُرَخِّصِ امالہ ہے۔ پھر قبل از الف میں تعمیم ہے کہ یہ قبلیت بلا فصل ہو جیسے سَيَالٌ

(ایک خاردار درخت ہے) یا فصل کے ساتھ ہو۔ پھر یہ فاصلہ ایک حرف کا ہو، خواہ اس صورت میں یا ساکن ہو، جیسے شَيْبَانُ (قبیلہ کا نام ہے) یا متحرک ہو جیسے حَيَوَانُ (زندگی) کی یا۔ یا الف اور یا کے مابین دو حرف فاصل ہوں بشرطیکہ دوسرا فاصل ہا یا قبل مفتوح ہو، جیسے بَيْنَهَا اور رَأَيْتُ يَدَهَا۔ یہاں الف اور یا کے مابین دو حرف فاصل ہیں جن کا دوسرا حرف ہا یا قبل مفتوح ہے۔۔۔۔۔ اور اگر یا بعد الف ہو تو امالہ کے لئے یا کا اتصال الف سے لازم ہوگا، خواہ وہ یا مکسور ہو کہ یہ دربارہ امالہ اصل ہے جیسے بَايَعُ یا مفتوح ہو جیسے آيَةُ اور مُبَايَعُ کی یا۔۔۔۔۔ البتہ در صورت ضم یا امالہ نادرست ہوگا۔

دوسرا مجوز امالہ قبل از الف یا بعد از الف کا کسرہ ہے یہ ظاہر ہے کہ الف کا یا قبل مکسور نہیں ہو سکتا، کسرہ اور الف کے مابین فصل لابد ہے وہ فصل ایک حرف کا بھی ہو سکتا ہے جیسے حِسَابٌ اور كِتَابٌ میں۔ اور دو حرف کا بھی مگر اول کا ساکن ہونا لازم ہے جیسے وَجْدَانُ (پانا) میں مابین کسرہ و الف دو حرف (جیم و دال) کا فصل ہے اور جیم ساکن ہے۔۔۔۔۔ سکون کی شرط اس بناء پر ہے کہ متحرک کے مقابلہ پر ساکن کوئی قوی شئی نہیں لہذا اس کی موجودگی امالہ کے لئے مضر نہ ہوئی، برخلاف دو متحرک حرفوں کے کہ دونوں قوی فاصل ہیں، وہ امالہ کے عمل کو روک سکتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر وہ کسرہ اور الف دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں، جیسا کہ امثلہ سابقہ میں ہے، یا الف دوسرے کلمہ میں ہو، مگر شدت اتصال کے باعث وہ دو کلمے کلمہ واحدہ کی حیثیت میں ہوں جیسے بِنَا (ہمارے ساتھ) مِئْنَا (ہم میں سے) بِنَا میں با حرف جار علیحدہ کلمہ ہے اور نا ضمیر مرفوع متصل علیحدہ کلمہ ہے اور مِئْنَا میں مِئْنِ حرف جار اور نا ضمیر جمع متکلم دونوں جدا جدا کلمے ہیں۔ مگر یہ جار مجرور مل کر ایک کلمہ بن گئے ہیں۔۔۔۔۔ اور اگر مابین الف و کسرہ یا قبل دو حرف فاصل ہوں تو ثانی حرف ہا ہو جس کا یا قبل مفتوح ہو جیسے لِنُكْرِمَهَا

(چاہئے کہ اکرام کریں ہم اس عورت کا) یہاں رائے مکسورہ کے بعد، قبل از الف، دو حرف فاصل ہیں، میم اور ہا اور دونوں متحرک ہیں مگر دوسرا حرف ہا ہے جس کا ما قبل مفتوح ہے لہذا الف کا امالہ ہوگا۔۔۔۔۔ یا ان دو متحرکوں میں پہلا حرف ہا ہو، خواہ وہ ہا مفتوح ہو یا مضموم، ہر دو صورت میں امالہ درست ہوگا۔ وجہ وہی ہے کہ ہا خفی حرف ہے۔ لہذا اس کا عدم وجود برابر ٹھہرا، تو گویا جس صورت میں دوسرا حرف ہا ہو، دراصل فاصل صرف ایک ہی حرف رہا، جو کسرۃ سابقہ کے الف کے ساتھ اتصال میں کوئی قوی رکاوٹ نہیں بن سکتا، اور جب خود وہ حرف ہی کا عدم ہے تو اس کی حرکت ضمہ یا فتحہ کیا معتبر ہو سکتی ہے؟ وہ تو بہر حال اس حرف کا ایک حال ہی ہے جو اصل کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ فتحہ ہا کی مثال: لَنْ تَرْفِھُنَا اور ضمہ کی مثال تَرْفِھُنَا ہر دو جافا مکسور ہے اور پہلی مثال میں لَنْ ناصبہ کے باعث ہا پر، جو لام کلمہ ہے، فتحہ آیا ہے اور دوسری مثال میں عامل ناصب اور جازم کے نہ ہونے سے لام کلمہ مضموم رہا۔

یہ تفصیل تو کسرۃ متقدم کی تھی۔ اب کسرۃ متاخر کا حال سنئے کہ وہاں کسرہ کا اتصال بالالف ضروری ہے، پھر وہ کسرہ خواہ لازمہ ہو یا عارضہ۔۔۔۔۔ لازمہ یعنی اصلہ کی تقدیر پر خواہ وہ صیغہ ہو یا بنائے۔۔۔۔۔ صیغہ کی مثال عَالِمٌ شَاعِرٌ ہے کہ صیغہ فاعل کی وضع میں بعد الالف عین کا کسرہ لازم ہے۔۔۔۔۔ اور بنائے کی مثال: نَزَالٌ بِمَعْنٰی اِنْزَالٌ (اُتر تو) یہاں لام کا کسرہ بنائے ہے یعنی نَزَالٌ مبنی علی الکسر ہے، اسی وجہ سے یہ کسرہ قابل تبدیلی نہیں۔

اور کسرۃ عارضہ میں حرف مکسور یا را ہو گا یا غیر را۔ را کی صورت میں امالہ کا جواز مسلم ہے مثال: مِنْ دَارٍ میں را کا کسرہ عارضی ہے، جو حرف جار کا اثر ہے۔ لیکن یہ عارضی کسرہ قوت میں کسرۃ لازمی کا ہم پلہ ہے، کیونکہ را

حرف تکرار ہے، اس کا سرہ دوسروں کی طاقت رکھتا ہے پس جس طرح کسرہ لازمہ امالہ کا سبب ہے کیونکہ اسے لزوم کی قوت حاصل ہے اسی طرح کسرہ راو تکرار کی قوت حاصل ہے۔

البتہ غیر را کا مار خنی کسرہ امالہ کا سبب ضعیف ہے اس لئے اس کا معاملہ مختلف فیہ رہا مثلاً من کلام کی میم کا کسرہ من جارہ کا طفیل ہے اس لئے اس میں امالہ کا جواز جمہور کا مختار نہیں، گو عند البعض امالہ درست ہے، ایسے ہی ثلثا درتھم میں دال کا کسرہ، گو اصلی ہے مگر اس کا اتصال ثلثا کے الف سے مار خنی ہے، اصلی نہیں، لہذا عند البعض امالہ ہو سکے گا۔ پر جمہور اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

تیسرا سبب امالہ کا وہ الف ہے جو یا سے متقلب ہو کر آیا ہو خواہ اسماء میں ہو، جیسے فاب (پجلی) کا الف کہ اصل میں نیب ہے یا افعال میں ہو، خواہ ناقص کا الف ہو، جیسے رمی کا الف، یا اجوف کا الف ہو، جیسے باع کا الف کہ اصل میں بیع تھا۔

چوتھا سبب امالہ کا وہ الف ہے جو بمنزلہ الف منقلبہ کے ہو یعنی وہ الف اگرچہ اس کلمہ میں یا کا بدل نہ ہو مگر کسی دوسرے کلمہ میں اس کی جگہ یا آسکتی ہو، تو ایسے الف کا بھی امالہ درست ہو گا مثلاً حُبلی اور صُغریٰ کا الف خود اس کلمہ میں یا سے بدلا ہوا نہیں ہے مگر حُبلیان اور صُغریان میں جو حُبلی اور صُغری کا تثنیہ ہیں یا ء بجائے الف آئی ہوئی ہے۔ لہذا یہ الف بھی بمنزلہ الف منقلبہ من الیاء کے ہو گیا اور وہاں امالہ درست تھا تو یہاں بھی درست ہونا چاہئے۔

یہی حال دَعَا کا ہے کہ اس کا الف منقلب عن الیاء نہیں ہے، کیونکہ یہ ناقص واوی ہے۔ لہذا یہ الف واو کا بدل ہے مگر اس میں امالہ درست ہے۔ اس لئے کہ دَعَا کا الف ذعی (ماضی مجہول) میں یا ء مفتوحہ سے بدل گیا ہے۔

لیکن وہ غیر متقلبہ الف اگر اسی کلمہ کے بعض تصرفات میں یا ئے مفتوحہ سے بدلتا ہو تو وہ سبب امالہ نہیں بنے گا مثلاً عَصَا کا الف کسی دوسرے کلمہ میں یا ئے مفتوحہ سے نہیں بدلتا، بلکہ خود اس کی تصغیر میں وہ یا ئے مفتوحہ بن جاتا ہے، کیونکہ اس کی تصغیر عُصِيوَةٌ ہے، پہلے واو کو یا کر کے عُصِيَّةٌ بنایا پھر یائین کا ادغام کر کے عُصِيَّةٌ کر لیا۔ لہذا عَصَا کے الف میں امالہ نہ ہوگا۔

اب فرق سمجھ لیجئے کہ بجائے الف دوسرے کلمہ میں جو یا ئے مفتوحہ آئے گی وہ اس کلمہ کے لئے لازم ہوگی اور باب امالہ میں دراصل دو ہی چیزیں ہیں جو امالہ لاتی ہیں، یا اور کسرہ۔ باقی اور چیزیں انھیں دو کے فروعات ہیں اور انہیں کی طرف راجع ہیں۔ لہذا سبب امالہ قائم ہو گیا اور اسی کلمہ کی تصغیر میں یا کا بجائے الف آجانیہ کوئی مستقل شان نہیں رکھتا، بلکہ ایک عارض ہے جو اعتبار کے لائق نہیں واللہ اعلم۔

پانچواں سبب امالہ کا وہ الف ہے کہ جس کا ماقبل مکسور ہو جاتا ہو، جیسے خَافَ کا الف کہ حالتِ خطاب میں اس کا ماقبل مکسور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خِيفَتَ (بکسر خا) واحد مذکر ہے خَافَ کا۔ لہذا خَافَ کے الف میں امالہ ہوگا۔

چھٹا سبب امالہ کا امالہ ہے یعنی جس کلمہ میں پہلے سے امالہ موجود ہو، وہاں اس کی موافقت میں ایک دوسرا امالہ اور بھی کیا جاسکتا ہے خواہ سابق امالہ اُس دوسرے امالہ سے کلمہ کے مقدم حصہ میں ہو یا اس سے مؤخر واقع ہو رہا ہو۔ نیز وہ کلمہ جس میں بمتابعتِ امالہ سابقہ دوسرا امالہ کرنا ہو وہ واقعہً ایک ہی کلمہ ہو، یا دو کلمہ ہوں، جو غایتِ اتصال کے باعث بحکم کلمہ واحدہ ہوں۔ جیسے رَأَيْتُ عِمَادًا، آخری الف کے وقف کے ساتھ یعنی بجائے تنوین الف پر وقف ہوگا۔ عِمَادًا میں دو امالے ہیں ایک سابق، وہ میم اور الف کا امالہ ہے، کیونکہ عِمَادًا کا الف بفاصلہ یک حرف پس کسرہ واقع ہے۔ لہذا کسرہ کے دباؤ سے دال کا فتح اپنی اصلی حالت پر نہ رہا۔ بلکہ اس میں کسرہ کی طرف جھکاؤ پیدا ہو گیا۔

جس سے الف خواہ مخواہ یا کی طرف جھک گیا۔ پھر یہ امالہ سبب بن گیا دال اور الف کے امالہ کا یعنی امالہ متبوعہ کا یہ اثر پڑا کہ دال کا فتحہ پورا فتحہ نہ رہ سکا، کیونکہ مکمل فتحہ کی صورت میں انتقال اسفل سے اعلیٰ کی طرف ہوگا، جو حد درجہ ثقیل ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ دال کا فتحہ مائل بکسرہ ہو، اور الف ضا سیدھے کھڑے رہیں۔ لہذا پہلا امالہ سبب ہو گیا اس دوسرے امالہ کا۔ اور پہلے امالہ کا سبب، ما قبل الف کسرہ کا ہونا ہے، یہی صورت قرأت کتاباً میں سمجھ لیجئے واللہ اعلم۔

اور حکماً کلمہ واحدہ کی مثال: مَغْنَانَا ہے یہاں ثانی ”نا“ کے الف میں امالہ ہوگا، بوجہ اول نا کے الف میں امالہ کے کیونکہ اول نا کا الف مُبْدَلٌ مِنَ الْيَاءِ ہے۔ یہ فی الحقیقت دو کلمے ہیں۔ مگر نا ثانی ضمیر مرفوع متصل ہے جو باعث اتصال، کلمہ کا جزو بنی ہوئی ہے واللہ اعلم۔

بدال کہ ہشت حرف است کہ مانع امالہ باشد، باوجود موجب امالہ۔ وآں رائے غیر مکسور و خ و ص و ض و ط و ظ و غ و ق، چوں رَاشِدٌ و بَارِعٌ و خَالِدٌ و سَاخِطٌ و صَالِحٌ و فَاصِلٌ و ضَامِنٌ و فَاضِلٌ و طَاهِرٌ و عَاطِلٌ و ظَاہِرٌ و نَاطِرٌ و غَالِبٌ و فَارِغٌ و شَاغِلٌ و قَاهِرٌ و نَافِقٌ۔ بعد الف بفصل یک حرف امالہ دریں کلمات روانیست۔

موانعاتِ امالہ : اسباب امالہ سے فراغت کے بعد، موانعاتِ امالہ کا ذکر کرتا ہے۔ وہ آٹھ حرف ہیں جن کی موجودگی میں موجباتِ امالہ کا عمل ممتنع ہو جاتا ہے یعنی حروفِ مستعلیہ اور رائے غیر مکسورہ۔ حروفِ مستعلیہ کی تعداد سات ہے۔ جن کی تفصیل متن میں مع امثلہ مذکور ہے یعنی جس کلمہ میں الف ہو اسی کلمہ میں اُس سے قبل یا بعد متصلاً یا بفصلہ یک حرف حرفِ مستعلی واقع ہو تو وہ الف میں امالہ کرنے سے مانع ہوگا اور اس کی موجودگی میں امالہ نہ ہو سکے گا اور اگر دو حرف فاصل ہوں یا حرفِ مستعلی کا کلمہ اور الف کا کلمہ ایک نہ ہو تو



کو چڑھنا اور بھی قوی ہو جائے گا، اور امکانِ امالہ کو ختم کر دے گا۔  
 ایسے ہی دو فتحوں کو سمجھ لیں کہ ان دونوں کے اجتماع سے الف میں کافی قوت اپنے  
 سنبھالنے کی بڑھ جائے گی۔ اور یہ دونوں فتح اسکے مد اور اسکی فحامت یعنی کمال کو  
 متقاضی ہوں گے، لہذا امالہ جو ضدِ فحامت ہے کہ اس میں الف بوجہ مشابہت  
 رقیق ہو جاتا ہے اس کی پٹری باقی نہیں رہتی۔ ایسی حالت میں امالہ کیجئے تو ایک  
 ساتھ دو فتحوں کا امالہ کرنا پڑے گا۔ اور ایک کسرہ دو فتحوں پر غلبہ نہیں پاسکتا۔  
 البتہ اگر رائے مکسورہ ہو، جیسے مَوْرَتٌ بِحِمَارٍ میں تو وہ مانعِ امالہ نہیں  
 ہو سکتی، وہ تو خود امالہ کو مقتضی ہے، اس لئے مصنف رحمہ اللہ نے رائے کے ساتھ  
 غیر مکسورہ کی قید لگائی ہے۔

غرض رائے مکسورہ جو بعد الف متصل واقع ہو، اور حروفِ مستعلیہ جو مانعِ  
 امالہ ہیں وہ قبل از الف ہوں تو ان موانع کا وجود امالہ کے منع کرنے میں بے اثر  
 رہے گا۔ اور رائے مکسورہ متصلہ تکرارِ کسرتین کے باعث ان موانع پر غالب  
 رہے گی۔ تکرارِ کسرتین سے مراد وہی دو کسرہ ہیں جو تکرارِ رائے کے باعث ماننے  
 پڑے ہیں یعنی جس طرح رائے کا فتح دو فتحوں کے برابر ہے اسی طرح اس کا کسرہ  
 بھی دو کسروں کے برابر ہونا چاہئے، جیسے صَارِفٌ، ضَارِبٌ، خَارِجٌ میں  
 قبل از الف حروفِ مستعلیہ ہیں اور بعد از الف متصل رائے مکسورہ ہے۔

اور اگر رائے مکسورہ قبل از حروفِ مستعلیہ واقع ہو، خواہ متصل ہو یا بفاصله  
 ایک حرف ہو، جیسے فَارِقٌ، مَفَارِيقٌ میں، تو رائے مکسورہ کا تقاضا امالہ  
 کمزور پڑ جائے گا، اور مانعِ اپنا کام کر جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں امالہ کرنے  
 سے نیچے سے اوپر کو چڑھنا پڑے گا، جو بے حد مشکل ہے۔ برخلاف صورتِ  
 اولی کے کہ وہاں اوپر سے نیچے اترنا ہے جو مقابلہ سہل ہے واللہ اعلم

اب امثلہ پر نظر کر لیجئے رَاشِدٌ (بھلا اور ہدایت یاب انسان) بَارِعٌ (حسن و  
 جمال یا علم و کمال میں دوسروں سے فائق) رَاشِدٌ میں رائے غیر مکسورہ الف سے

مقدم ہے۔ بارع میں رابعد از الف ہے اور مکسور ہے۔ اول میں امالہ ممتنع ہے اور ثانی میں مرخص ہے۔

استدراک مگر بارع مثال موقعہ کے لحاظ سے صحیح نہیں۔ یہاں تو موانعاتِ امالہ کا ذکر ہے، منجملہ اُن موانعات کے رائے مفتوحہ اور مضمومہ بھی ہے، پھر محل وقوع کے لحاظ سے قبل از الف اور بعد از الف کی دو صورتیں بنتی ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ نے حروف مستعلیہ میں ہر حرف کے لئے دو دو مثالیں ذکر کیں۔ تو رائے غیر مکسورہ کی بھی دو مثالیں ہوتیں، بلکہ تین ہونی چاہئے تھیں ایک قبل از الف کی کہ وہاں راکافتہ متعین ہے اور دو بعد از الف کی کہ وہاں ضمہ اور فتح دونوں کی گنجائش ہے۔ ہم نے بہت غور کیا کہ بارع کی مثال کامنشاً سمجھیں مگر ہم اس کے سمجھنے سے قاصر رہے۔

خَالِدٌ (نام ہے) خ حروف مستعلیہ میں سے ہے اور الف سے مقدم ہے۔ سَاخِطٌ (ناراض) یہاں خاپس الف واقع ہے اسی طرح تمام امثلہ میں ہر حرف کی پہلی مثال مقدم کی ہے اور دوسری مؤخر کی ——— صَلَاحٌ (نیکوکار) فَاصِلٌ (جدا کرنے والا) ضَامِنٌ (ذمہ دار یا کفیل) فَاضِلٌ (بزرگ، فضیلت والا) طَاهِرٌ (پاک) عَاطِلٌ (بے کار) ظَاهِرٌ (کھلا ہوا) نَاطِرٌ (دیکھنے والا یا نگرال) غَالِبٌ (غالب ہونے والا) فَارِغٌ (خالی) شَاغِلٌ (مشغول) قَاهِرٌ (دبانے والا) نَافِقٌ (چلتا ہوا)

﴿قولہ﴾ بعد الف بفصل یک حرف الخ یعنی بعد الف متصلًا یہ حروف واقع ہوں یا بفصلہ یک حرف ہوں تو امالہ کے لئے ان کا وجود مانع رہے گا ہم اس کی تفصیل سے فارغ ہو چکے ہیں مصنف نے اپنا مختار بیان فرمایا ہے۔ ہم نے دیگر معتبرات فن کے مطابق وہ تفصیل کر دی ہے۔

---

بداں کہ ایں موانع در فعل، مانع امالہ نباشد، چوں طَابَ و صَارَ و غَرَا

وصفاً ومانندِ آں، زیرا کہ امالہ در فعل غالب تر است۔ و امالہ را احکام بسیار است اما دریں مختصر بیش ازین نتوان گفت۔

فعل میں امالہ : جاننا چاہیے کہ یہ موانعات فعل کے امالہ کے لئے مانع نہیں ہوتے، کیونکہ افعال میں امالہ کا عمل غالب تر ہے جیسے طَابَ (اچھا ہوا، لذیذ ہوا بڑھا) یہاں طامستعلیہ موجود ہے اور صَارَ میں صاد اور آخر میں رائے مفتوحہ ہے، غَزَا (کفار سے جنگ کی) یہاں غین مستعلیہ موجود ہے۔ صَفَا (خالص ہوا) صاد مستعلیہ موجود ہے اور ان سب میں امالہ جائز ہے۔

﴿فائدہ﴾ اصول اکبری میں تصریح ہے کہ جو الف واو مکسورہ یا یاء سے بدلا ہوا ہو، خواہ وہ یا مکسورہ نہ ہو یا وہ الف کسی دوسرے کلمہ میں یائے مفتوحہ سے تبدیل ہو جاتا ہو، تو رائے غیر مکسورہ اور حروف مستعلیہ اس الف میں امالہ کرنے سے مانع نہ بن سکیں گے کیونکہ ان تمام صورتوں میں امالہ کا سبب خود الف کی ذات میں جاگزیں اور متمکن ہے۔ لہذا اس پر بیرونی اثرات کمزور رہیں گے۔ گویا الف کی ذات قائم مقام یاء ہونے کے باعث خود امالہ کی متقاضی ہو رہی ہے اور ظاہر ہے کہ ذاتی تقاضہ قوی ہوتا ہے مثلاً خَافَ (ڈرا) رَاحَ (خوش ہوا)۔ صاحبِ راحت ہوا) خَاف میں خا حرف مستعلی ہے اور راح میں قبل از الف رائے مفتوحہ واقع ہے اور یہ دونوں موانع امالہ ہیں۔ مگر یہاں ان کا عمل بیکار ہو گیا۔ کیونکہ ہر دو مثال کے الف، واو مکسورہ کا بدل ہیں۔ اصل میں خَوْفَ اور رَوْحَ تھے اور کسرۃ یا کی طرح امالہ کا سبب قوی ہے۔ بلکہ عند البعض تو دربارۃ امالہ کسرہ اصل ہے اور یا اس کی فرع طاب (اچھا ہوا) رَانَ (ای غلب یعنی غالب ہوا) یہاں بھی پہلی مثال حرف مستعلی کی ہے اور دوسری رائے مفتوحہ کی مگر امالہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ یہ الف یا کا بدل ہے۔ اصل طَیْبَ اور رَیْنَ ہے۔ صَفَا میں صاد مستعلی ہے اور الف سے بفاصلہ یک حرف مقدم ہے مگر امالہ جائز ہے کیونکہ یہ الف اگرچہ واو سے بدلا ہوا ہے مگر

تثنیہ اور مجہول کے صیغوں میں یا بن جاتا ہے تثنیہ صَفِیًّا اور مجہول صُفِیَّہ ہے  
 —وُسْطٰی، ذِکْرٰی، یہ دونوں الف تثنیہ اور جمع میں یا ہو جاتے ہیں۔  
 نوٹ: امالہ کے یوں تو بہت سے احکام ہیں مگر اس مختصر میں اس سے زیادہ کہنے  
 کی گنجائش نہیں۔

والحمد لله حمداً كثيراً ، وصلى الله على النبي الكريم، واله  
 وصحبه وازواجه اجمعين . تمت

بروز سہ شنبہ بوقت ۹ بجے، چاء سے فراغت کے بعد، ان اوراق کی تسوید سے  
 فراغت ہوئی۔ خداوند کریم برخوردار معین الدین سلمہ، کو اس کتاب سے نفع  
 تام پہنچائے اور دیگر طالبان کے لیے مفید بنائے۔

فخر الدین احمد غفرلہ  
 ۱۳ ربيع الاول ۱۳۶۹ھ

